تکمیل الاذہان

مع

رسالہ مقدمۃ العلم

للشیخ العالم المحقق المتقن المحدث الفقیہ الصوفی الحکیم الشاہ رفیع الدین الدہلوی

(۱۱۶۳ ——— ۱۲۳۳)

ومع

رسالہ دانشمندی

للامام ولی اللہ الدہلوی

صححہ وحققہ وقابلہ علی نسخ عدیدۃ وقدمہ

عبد الحمید السواتی

الخادم للمدرسۃ العربیۃ نصرۃ العلوم فی بلدۃ غوجرانوالہ (الباکستان الغربی)

الناشر

ادارۂ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ (مغربی پاکستان)

مطبوعات ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

و

دیگر مؤلفات حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ

- صدر مدرس و شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم -

کتاب	قیمت
١- منہاج الواضح (راہ سنت)	٣/٥٠
٢- تبرید النواظر (آنکھوں کی ٹھنڈک)	٢/٧٥
٣- دل کا سرور	٢/-
٤- گلدستہ توحید	١/٧٥
٥- چراغ کی روشنی	١/٠٠
٦- آئینہ محمدی	-/٣٧
٧- بانی دارالعلوم دیوبند	١/٠٠
٨- چالیس دعائیں	-/٥٠
٩- ازالۃ الریب (ختم)	٨/٠٠
١٠- البیان الازہر ترجمہ فقہ اکبر	-/٥٠
١١- عیسائیت کا پس منظر	١/٢٥
١٢- تبلیغ اسلام حصہ اول	١/٢٥
١٣- مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ	٣/٥٠
١٤- طائفہ منصورہ	٢/٥٠
١٥- انکار حدیث کے نتائج	١/٠٠
١٦- باغ جنت (عجیب کتاب ہے)	زیر طبع

ملنے کا پتہ

١- ناظم ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

٢- ناظم شعبہ نشر و اشاعت انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

(مغربی پاکستان)

تکمیل الاذہان

مع رسالہ مقدّمۃ العلم

للشّیخ العالم المحقق المتقن المحدّث الفقیہ الصوفی الحکیم الشاہ رفیع الدّین الدّہلوی رحمہ اللہ

(۱۱۶۳ —————— ۱۲۳۳)

ومع رسالہ دانشمندی

للامام ولی اللہ الدّہلوی رح

صحّحہ وحققہ وقابلہ علی نسخ عدیدۃ وقدّمہ

عبد الحمید السّواتی

الخادم للمدرسۃ العربیۃ نصرۃ العلوم فی بلدۃ غوجرانوالہ
(الباکستان الغربی)

الناشر

ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مغربی پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب کا اجمالی تعارف : ——————— تکمیل الاذہان میں چار باب ہیں اور باب اوّل منطق کے بیان پر مشتمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ منطق بھی علوم مقبدہ میں سے ہے۔ چنانچہ شیخ ابو علی ابن سینا کا قول ہے" المنطق نعم العون علی ادراك العلوم كلها" یعنی علم منطق تمام علوم کے سمجھنے میں بہترین معاون ہے۔ اور اسی طرح امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو منطق کا علم حاصل نہ ہو اس کا علوم میں اعتماد نہیں۔ (من لم يعرف المنطق فلا ثقة له في العلوم اصلاً۔ كذا في كشف الظنون)

چونکہ مختلف عقلی علوم میں منطق سے امداد حاصل کی جاتی ہے اس لیے شاہ رفیع الدینؒ نے منطق کو بھی تکمیل میں جگہ دی ہے۔ اس باب میں ایک مقدمہ، دو مقصد اور ایک خاتمہ رکھا ہے۔

مقدمہ میں علم کی تعریف اور "علم کاسب" کی دو قسمیں تصور و تصدیق ذکر کی ہیں اور پھر نظر و فکر کی تعریف کی ہے۔ نظر و فکر کی جو تعریف شاہ رفیع الدینؒ نے کی ہے وہ اپنے مخصوص انداز میں دیگر منطقیوں سے جدا ہے اور ایک جامع مانع تعریف ہے۔ کیونکہ دیگر مناطقہ کی تعریف پر بہت سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ ان اشکالات سے بچنے کے لیے شاہ رفیع الدینؒ نے ان الفاظ سے تعریف کی ہے" وهو عمل بمعلوم لتحصيل مجهول"۔ اس تعریف کی خوبی مقدمہ ملاحظہ کرنے کے بعد واضح ہوگی۔

اس کے بعد شاہ رفیع الدینؒ نے علم منطق کی ضرورت اور اس کا فائدہ اور موضوع وغیرہ بیان کیا ہے۔ اور اسی ضمن میں شاہ صاحب نے بعض مقامات پر بڑے مفید حواشی

منہیات کی شکل میں تحریر فرمائے ہیں۔ کیونکہ انتہائی اختصار کی وجہ سے بعض مواقع میں مطالب کے سمجھنے میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اس لیے خود اپنے قلم سے بعض باتوں کی حاشیہ میں وضاحت کرنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔

شاہ رفیع الدین رحؒ نے مقدمہ میں بہت سی مفید اور گراں قدر علمی باتیں درج فرمائی ہیں۔ بعض باتیں تو ایسی ہیں کہ بالکل بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ شاہ صاحب نے اس فن میں اضافات فرمائے ہیں۔ اہل علم کو غالباً اس بات سے اختلاف نہیں ہوگا کہ مختلف علوم وفنون ایک سیال مادہ کی طرح ہوتے ہیں، ان میں جمود نہیں ہوتا۔ خود شاہ رفیع الدینؒ اسی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "علوم وفنون تلاحق افکار سے کامل ہوتے ہیں"۔ متاخرین پہلے لوگوں کی تحقیقات پر کچھ نہ کچھ اضافہ ہی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ منطق اور طب میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور اسی طرح دیگر فنون میں بھی نئے نئے انکشافات اور نئی نئی ایجادات کے سلسلہ نے تو اس دعوے کو پوری طرح ثابت کر دیا ہے۔

چنانچہ ارسطو کی مرتب کردہ منطق جس کی تجدید و تہذیب حکیم ابو نصر فارابی نے کی تھی اور اس کے بعد ابو علی ابن سینا نے جس کو نہایت ہی عمدہ شکل میں پیش کیا تھا اس میں دلالت کی بحث بھی مبادی منطق کے سلسلہ میں لازمی طور پر کی جاتی ہے۔ اور دلالت کی تقسیم و توضیح بھی بڑے وسیع طور پر طلباء کو پڑھائی جاتی ہے اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ دلالت لفظی وضعی کی تین قسمیں ہیں۔ اور غالباً انہوں نے اس کو حصر عقلی کے درجہ میں تسلیم کیا تھا۔ لیکن شاہ رفیع الدین رحؒ نے دلالت کی ایک چوتھی قسم بھی بتائی ہے اور اس کے ثبوت کے لیے انہوں نے جو دلائل پیش کیے ہیں اور جو قرائن اور مواد اس سلسلہ میں انہوں نے رکھا ہے اسے ملاحظہ کرنے کے بعد شاہ صاحب کی رائے قرین عقل معلوم ہوتی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ اہل علم اسے پڑھ کر محظوظ نہ ہوں۔ دلالت لفظی وضعی کو دلالت مطابقی، دلالت تضمنی، دلالت التزامی اور دلالت تفطنی میں تقسیم کر کے منطق کے باب میں ایک حیرت انگیز اضافہ

کیا ہے۔ اور اس سے علمی اصطلاحات کی تعریفات میں بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہونے کا امکان ہے اور شاہ رفیع الدین کی ذہانت و فطانت کی بھی داد دینی پڑتی ہے۔

مقدمہ کے بعد شاہ صاحب نے مقصد اول میں تصورات کا بیان کیا ہے۔ اس میں کلیات خمسہ اور تعریفات حد و رسم، قول شارح وغیرہ کی تحقیق و تقسیم انتہائی اختصار کے ساتھ فرمائی ہے۔

دوسرے مقصد میں تصدیقات کا بیان ہے۔ سب سے پہلے قضیہ کی تعریف شاہ صاحبؒ نے اپنے طریق کے مطابق کی ہے۔ گو اس تعریف کا اصل ماخذ میر سید سندؒ کی کتابیں ہیں، لیکن الفاظ کا انتخاب، شاہ رفیع الدینؒ کی ذہانت کا کارنامہ ہے۔ قضیہ کی ایسی جامع مانع تعریف جس پر کوئی اعتراض وارد نہ ہو سکے "قول حاکٍ عن الواقع ایجاباً او سلباً"۔ واقعی شاہ صاحب کا اس فن میں مجتہدانہ کمال ہے۔

اس کے بعد قضیہ کی تقسیم اول و ثانوی اور رابطہ وغیرہ کی بحثیں اور حملیات، موجہات، شرطیات کی تقسیم اور پھر حملیات و شرطیات کے احکام مثلاً تناقض، عکس مستوی، عکس نقیض وغیرہ کا بیان۔ پھر حجت کا بیان اور اس میں قیاس کی تعریف۔ اشکال اور قیاس حملی واقترانی، شرطی اطراف وغیرہ۔ پھر حجت کی دو خاص قسمیں۔ استقرا اور تمثیل کا اختصار سے بیان۔ مواد حجت، صناعات خمسہ، برہان، جدل، خطابت، شعر، مغالطہ وغیرہ۔ اور پھر اغلاط کی کثرت کے وجوہات کا ذکر تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

خاتمہ میں مسائل اور نظریات کی تدوین اور ان کے موضوعات کا بیان اور موضوع کی تعریف اور حیثیات کا بیان وغیرہ۔

تکمیل الاذہان کا باب ثانی فن تخیل کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس فن کی اصل تدوین تو حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ نے کی ہے، اور آپ کے فرزند گرامی شاہ رفیع الدینؒ نے

اس پر اضافات فرما کر بڑے عمدہ طریق سے اس فن کو پیش کیا ہے چنانچہ شاہ رفیع الدینؒ فرماتے ہیں کہ :

"مجہولات کے حاصل کرنے کے لیے عام طور پر تعلّم کا طریقہ تفکّر پر غالب رہا ہے۔ اس کے لیے کوئی خاص قانون مدوّن نہ تھا۔ میرے والد عارف، واصل، نحریر کامل شیخ ولی اللہ بن المحقق شیخ عبدالرحیم دہلویؒ نے کتابوں کی مزاولت کے لیے تعلیم کی شکل میں ضوابط مقرر کیے ہیں، اور یہ ہے فن تحصیل کی ابتداء"۔

اس فن کو امام ولی اللہؒ نے "فن دانشمندی" سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ "تتمہ تکمیل الاذہان" کے ساتھ امام ولی اللہ کا اصل "رسالہ دانش مندی" جو فارسی زبان میں ہے شائع کر رہے ہیں تاکہ فن تحصیل کی اساس بھی ناظرین کرام کے سامنے رہے۔ اس کے بعد شاہ رفیع الدینؒ فرماتے ہیں کہ "فن تحصیل کا موضوع علوم مدوّنہ ہیں۔ اس حیثیت سے کہ ان سے افادہ یا استفادہ حاصل کیا جاتا ہے"۔

"اور اس کی غایت یہ ہے کہ علوم میں بصیرت کے ساتھ خوض کیا جائے۔ اور جو شخص ان علوم کا قصد کرتا ہے وہ سوءِ فہم سے نجات پا لے اور علوم میں سے جو اصل لب لباب اور مغز ہیں وہ اور جو محض چھلکے کی طرح ہیں ان میں تمیز کر سکے، اور علوم کے کسب پر قادر ہو جائے، اور ان میں مہارت حاصل کر لے، اور کتاب اور معلم میں سے کامل اور ناقص میں امتیاز کر سکے"۔

شاہ رفیع الدینؒ فرماتے ہیں کہ اس فن میں پانچ چیزوں پر نگاہ ہوتی ہے : مناظرہ۔ تدریس۔ تلمذ، تصنیف۔ مطالعہ۔ کیونکہ منکر کے ساتھ مناظرہ کی ضرورت پڑتی ہے، اور ماننے والے اور یقین رکھنے والے کے حق میں تلمذ اور تدریس کا سلسلہ ہوتا ہے، اور یہ تینوں باتیں تقریر کے ذریعہ ہوتی ہیں۔

اور تحریر کی شکل میں تصنیف اور مطالعہ کی ضرورت پڑتی ہے"۔

اس کے بعد شاہ رفیع الدینؒ مناظرہ کی غرض وغایت اور اس سلسلہ میں پیش آنے والی باتیں مثلاً مدعی کا دعویٰ اور اشکالات اور مجیب کی طرف سے جوابات اور اشکالات کا رد اور اس سلسلہ میں جن باتوں کے ملحوظ رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے ان کا خوب بیان کیا ہے۔ پھر تدریس کی تعریف اس طرح کی ہے "تفہیم الکتاب باللسان"۔ اور پھر تدریس کے مختلف درجات بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ قاصر کے لیے تدریس میں فقط ترجمہ پر اکتفا کرنا پڑیگا۔ اور عامی کے لیے اتنی باتیں ذکر کی جائیں گی جتنی وہ حفظ کر سکے اور پھر بوقت ضرورت ان کی طرف مراجعت کر سکے۔ اور مستعجل کے لیے ابتدائی حصوں کو تدقیق سے پیش کرنے کی ضرورت ہوگی، اور حاذق کے لیے ہر علم میں مبسوط سلسلہ مفید ہوگا۔

ابتدا میں متون کی تعلیم مفید ہوگی تاکہ اصطلاحات اور اصول و قواعد سے واقفیت بہم پہنچ سکے۔

اس کے بعد شاہ رفیع الدینؒ نے تدریس کے ضوابط نہایت ہی دقیق طریقے سے بیان فرمائے ہیں۔ اور پھر تلمذ کا ذکر کیا ہے۔ تلمذ کی تعریف فھم الکتاب بالاستماع" کے الفاظ سے کی ہے اور اس سلسلہ میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے بڑے اچھے طریق پر انھیں بیان کیا ہے۔ اور پھر تصنیف کی تعریف اس طرح کی ہے "تالیف الکلام لتحریرہ نثراً ونظماً"۔ اور اس کے اغراض و مقاصد بیان کیے ہیں جن کو ۱۷ نمبروں میں پیش کیا ہے۔

سولھویں نمبر میں فرماتے ہیں کہ تصنیف کے سلسلہ میں ایک چیز یہ ہے کہ ایک لغت کا دوسری لغت میں ترجمہ کیا جائے۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ میرے والدؒ نے قوانین ترجمہ بھی مدون فرمائے ہیں۔ (چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض قوانین ترجمہ شاہ ولی اللہؒ نے "فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن" بزبان فارسی کے مقدمہ میں ذکر کیے ہیں۔ جو لوگ اس سلسلہ میں استفادہ کرنا چاہتے ہیں وہ فتح الرحمٰن کے مقدمہ کی طرف مراجعت فرمائیں)۔

اس کے بعد شاہ رفیع الدینؒ نے مطالعہ کا ذکر کیا ہے۔ پہلے تو مطالعہ کی تعریف

(النظر فی الکتاب بفهم المراد) سے کی ہے۔ یعنی مطالعہ کا مطلب یہ ہے کہ کتاب میں اس طرح نظر کی جائے کہ اس سے مراد و مقصد سمجھ لیا جائے، اور جہاں خرابی واقع ہو اس سے آگاہی حاصل ہو جائے۔ اس بارہ میں آپ نے فرمایا کہ تین قسم کے انظار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور پھر معنی سمجھنے کے لیے ۲۱ نکات بیان فرمائے ہیں، جو نہایت ہی مفید ہیں۔

باب ثالث میں شاہ رفیع الدینؒ نے امور عامہ کے خاص مباحث کا ذکر کیا ہے جو کثیر الاستعمال ہیں، اور اگر ان میں غلطی واقع ہو جائے تو انسان اشتباہ میں پڑ جاتا ہے۔ اور یہ خاص مباحث عقلیات کے مختلف علوم و فنون کے اہم مبادیات میں شمار ہوتے ہیں۔ مثلاً مفہوم کی بحث اور وجود اور اس کے مختلف اقسام اور وجود کا تحقق ذہنی اور خارجی اور وجود کی حقیقت۔ اس ذیل میں شاہ رفیع الدینؒ نے بعض نہایت ہی لطیف اور اہم نکات بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً زمان، مکان، جوہر فرد، خط، سطح، جسم، صورت جسمیہ، صورت نوعیہ، ہیولیٰ۔ نفس اور عقل کے بارہ میں نہایت نفیس تحقیق پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں:

"تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ مؤخر الذکر پانچوں چیزیں (صورت نوعیہ، صورت جسمیہ، عقل، نفس، ہیولیٰ) وہ ہیں جو نہ تو تقسیم کو قبول کرتی ہیں، اور نہ اشارہ ہی ان کی طرف کیا جا سکتا ہے۔"

پھر ان کی تعریف میں فرماتے ہیں:

"اگر ان کا فعل جسم میں آلات کے ذریعہ ہو اور جسم ان سے استکمال بھی حاصل کرے تو اس کو نفس کہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو یعنی ان کا فعل ایسا ہو کہ نہ تو اس کو آلات کی ضرورت ہو اور نہ وہ اس سے استکمال حاصل کرتا ہو تو اس کو عقل کہتے ہیں۔

اور اگر دونوں کو قبول کرنے والا ہو تو باعتبار محل کے وہ ہیولیٰ ہو گا جس کی

فعلیت استعداد کے لیے ہوتی ہے۔ اور باعتبار حال کے ہو تو اگر تمام میں تماثل ہو اور ساتھ ہی ممتد لذاتہ ہو تو اس کو صورت جسمیہ کہتے ہیں۔

اور اگر متماثل نہ ہو بلکہ مختلف ہو تو اس کو صورت نوعیہ کہتے ہیں۔

اور جو حال اور محل دونوں سے مرکب ہو تو وہ جسم ہو گا۔ اور اگر وہ جسم ایسا ہو کہ حیز میں مزاحم ہو تو اس کو جسم شہادی کہتے ہیں۔ (عالم مادی کا جسم)۔

اور اگر وہ مزاحم نہ ہو تو وہ جسم مثالی ہو گا۔

اور جسم مثالی اپنی صورت نوعیہ کے اعتبار سے اگر بسیط ہو تو وہ افلاک، کواکب اور عناصر کہلاتے ہیں، اور اگر مرکب ہو تو عنصری کہلائے گا۔ پس یہ عنصری جسم اگر بلا مزاج ہو تو ناقص ہو گا، اور اگر مزاج کے ساتھ ہو تو تام ہو گا۔

اب اگر یہ فقط محض جسم کی حفاظت کرنے والا ہو جسم معدنی کہلائے گا، اور جس میں فقط نشو و نما اور تولید و تناسل ہو تو نبات کہلائے گا۔ اور جو حس و حرکت بالارادہ رکھتا ہو وہ حیوان کہلائے گا۔ اور جو غور و فکر کرتا ہو اور آلات کو کام میں لاتا ہو تو وہ اگر ارضی (خاکی) ہے تو انسان کہلائے گا۔ اور اگر ناری ہے تو جن کہلائے گا۔"

"اور فرشتہ (ملک) ہمارے نزدیک ایک جوہر ذی شعور ہے جو نمو، شہوت، اور غضب نہیں رکھتا اگرچہ انعام اور انتقام کا ارادہ کرتا ہے۔"

اس کے بعد شاہ رفیع الدینؒ نے اس باب میں ماہیت کی تعریف اور اقسام وغیرہ ذکر فرمائے ہیں، نیز کثرت اور اس کے احکام و اقسام بھی ذکر کیے ہیں۔ اور پھر موقوف علیہ اور اس کے مختلف درجات و اقسام اور علت کے اقسام اربعہ کی تحقیق اور پھر تقدم و تاخر کا بیان کیا ہے۔

باب رابع میں شاہ رفیع الدین رح نے تطبیق الآراء کا بیان کیا ہے اور اس کو بطور فن کے پیش کیا ہے۔ اگرچہ شاہ رفیع الدین رح سے قبل بھی اہل علم نے مختلف و متضاد نظریات و اقوال و آراء میں کچھ نہ کچھ تطبیق دی ہے۔ خصوصاً محدثین کرام اور فقہاء امت اس سلسلہ میں بہت مشہور ہیں کہ وہ متخالف و متعارض احادیث کے جمع و تطبیق میں کوشاں رہتے ہیں، لیکن یہ شرف و سعادت صرف شاہ رفیع الدین رح کو حاصل ہوا ہے کہ انہوں نے تطبیق الآراء کو ایک مستقل علمی فن بنا دیا ہے اور اس کے اصول و ضوابط، اور قواعد و مبانی متعین کیے ہیں۔ اور پھر دنیا میں جو مختلف و متحارب نظریات پائے جاتے ہیں اور بعض اہم متقابل و متضارب باتوں کو عملی شکل میں تطبیق دی ہے۔

شاہ رفیع الدین رح نے اس باب میں جو چیز پیش کی ہے انسانی عقل کو اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ اس لیے کہ انسانی عقل کو انتشار و تضارب سے بچا کر ایک وحدت کی طرف متوجہ کر دینا میرے خیال میں انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے۔ اہل علم اس سے فائدہ اٹھائیں اور شاہ رفیع الدین رح کی مساعی جمیلہ کی داد دیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس باب سے اہل علم حضرات فلسفہ ولی اللہی کی فہم و تفہیم کے سلسلہ میں کیا کچھ امداد حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے بارہ میں اتنا عرض ہے کہ وہ خود جب اس باب کا مطالعہ فرمائیں گے تو ان پر فلسفہ ولی اللہی کی بہت سی پیچیدہ باتیں اچھی طرح واضح ہو جائیں گی۔

تطبیق الآراء کے دیباچہ میں شاہ رفیع الدین رح نے اس فن کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے کہ "مختلف مذاہب کی تدوین نے اپنے اپنے دلائل اور اعتراضات کے باعث قدیم ذخیرہ میں حیرت اور شک کی لاعلاج بیماری پیدا کر دی ہے اور جدید سے بھی امن اٹھا دیا ہے۔ پس عوام کچھ تو تعصب کی وجہ سے لکیر کے فقیر بن جاتے ہیں اور قریب و بعید میں کچھ فرق نہیں کرتے، اور کچھ لوگ حق (بات) کے بارہ میں تذبذب اور شک میں پڑ کر حیران و

سرگردان ہوتے ہیں۔ اس لیے میں نے اپنی کتاب "الدر الدراری" میں اس اختلاف کو رفع کرنے کے لیے تحقیق کے ترازو مقرر کیے ہیں اور کچھ اصول مدوّن کیے ہیں۔ اور اس اختلاف کے اسباب بھی بیان کیے ہیں۔ اور پھر تطبیق کے ضوابط پیش کیے ہیں۔ اور اسی کتاب سے میں نے کچھ مباحث یہاں "تکمیل الاذہان" میں پیش کر دیے ہیں اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سے فائدہ پہنچا دے"۔

اس باب میں کل چھ فصل ہیں۔ پہلی فصل میں تطبیق کی ماہیت اور حقیقت بیان کی ہے چنانچہ تطبیق کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ "تطبیق سے مراد یہ نہیں کہ دو آدمی جو ایک دوسرے کے خلاف بات کرتے ہیں (یا رائے رکھتے ہیں) ان میں سے ایک کے دعوے کی سرے سے نفی کر دی جائے'۔ اور نہ تطبیق سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص کے کلام کو بالکل دوسرے کے کلام کی مراد پر محمول کر دیا جائے' اور اسی طرح تطبیق سے یہ مطلب بھی نہیں کہ ہر ایک مذہب کے اصول و فروع کا واقعہ کے مطابق ہونے کا دعویٰ کر دیا جائے۔

بلکہ تطبیق سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک مذہب (یا نظریہ وغیرہ) میں جو حصہ واقع کے مطابق ہو اور جتنا حصہ واقعہ سے منحرف ہو اسے معلوم کر لیا جائے' اور نیز اس انحراف کے اسباب کا کھوج لگایا جائے جیسا کہ اس مذہب والے شخص کے کلام اور اصول و فروع سے معلوم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ دل مطمئن ہو جائے اور شک زائل ہو جائے"۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

بل هو عبارة عن معرفة قدر انطباق كل مذهب مع الواقع و قدر انحرافه عنه۔ ومعرفة سبب الانحراف بحيث يتفطن له من كلامه واصوله وفروعه، حتى يطمئن القلب ويزول الريب"۔

دوسری فصل میں تحقیق کے وہ موازین (ترازو۔ اصول، مبانی) بیان کیے ہیں جن پر مختلف چیزوں کو پرکھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ حصول علم کے طرق تین ہیں۔ عقل۔ نقل۔ کشف۔ پھر یہ بیان کیا ہے کہ حواس کا حصہ اس میں کس قدر ہے اور عقل کا حصہ

کتنا ہے۔ اور عقل کا مرتبہ کیا ہے۔ اور اس میں اختلاف سے کیا کیا تفاوت پیدا ہوتا ہے اور کون سے عقلیات معتبر ہیں اور کون سے غیر معتبر۔ اور اسی طرح کشف کے معتبر ہونے کے کیا شرائط ہیں۔ شاہ رفیع الدینؒ فرماتے ہیں "مشائین نے علم کا دار و مدار صرف عقل کو قرار دیا ہے اور محدثین صرف نقل کی تلاش میں رہتے ہیں، اور متاخرین صوفیہ کا انحصار صرف کشف پر ہے۔ متکلمین عقل اور نقل کو آپس میں ملا (خلط ملط کر) دیتے ہیں۔ اشراقیہ اور رواقیہ عقل اور کشف کو آپس میں خلط کر دیتے ہیں۔ اور اعتدال سے ان سب کو جمع کرنے والے لوگ تو بہت ہی نادر ہیں۔

اس کے بعد تیسری فصل میں شاہ صاحب نے اسباب اختلاف بیان کیے ہیں۔

اور چوتھی فصل میں کلی طور تطبیق کے ضوابط پیش کیے ہیں۔ اس فصل میں شاہ صاحب نے عالم مثال کے اثبات پر اور تجلی پہ خاص طور سے زیادہ توجہ فرمائی ہے۔ شاہ رفیع الدینؒ فرماتے ہیں کہ اصول تطبیق میں ان دونوں کا ماننا نہایت ضروری ہے۔ اور تجلی کے متعلق فرماتے ہیں کہ عقل۔ نقل۔ کشف۔ تینوں سے تجلی کا ثبوت ملتا ہے۔

پانچویں فصل میں جرح اور ترجیح کے اصول بیان فرمائے ہیں۔

اور چھٹی فصل میں توضیح کی خاطر اور اہل علم کی مشق و تمرین کے لیے جزئیات تطبیق کی چند مثالیں پیش کی ہیں اور اس ضمن میں اس فن کے اصول و ضوابط، نکات و معارف سمجھائے ہیں۔ اختصار کی بنا پر گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

مکان کے متعلق اختلافی نظریات کہ آیا یہ سطح ہے یا بعد۔ پھر ان میں تطبیق۔

اسی طرح زمان کی حقیقت میں جو اختلاف ہے اس کا ذکر۔

اسی طرح بعض احادیث کا تضاد اور تخالف مثلاً رفع الیدین اور عدم رفع الیدین کی احادیث کی تطبیق، اور اسی طرح "لا عدوی ولا طیرۃ" اور "فِرّ من المجذوم" وغیرہ احادیث میں تطبیق۔

اور اسی طرح وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے نظریات میں تطبیق۔

اور حکماء اور ارباب شرع کا اختلاف افلاک کے خرق والتیام کے بارہ میں، اور پھر اس کی تطبیق۔ اسی طرح غروب و سجود شمس جس کا ذکر قرآن و احادیث میں ہے اور حکما فلکیین کا یہ قول و مشاہدہ کہ شمس تو حرکت نہیں کرتا، اس میں تطبیق۔ پھر زمین کے طبقات میں اختلاف اور اس کی تطبیق۔ الغرض کہ بہت عجیب و غریب معلومات اور حیرت انگیز افکار شاہ رفیع الدینؒ نے اس کتاب میں پیش کیے ہیں۔ ان سے انسانی فکر کو جلا ملتی ہے۔ اور انسانی عقل کو بصیرت سے ہمکنار کرنے والی باتیں اور فکر کو بلند کرنے کے لیے خاص مباحث ہیں جن کو بنیادی طور پر جان لینے کے بعد ایک سلیم الفطرۃ صاحب علم ولی اللٰہی فلسفہ اور ربانی حکمت کو سمجھنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ واللہ الموفق۔

تکمیل الاذہان کا مرتبہ ———— شاہ رفیع الدینؒ کی غالباً یہ آخری تصنیف ہے۔ کیونکہ اس کی تاریخ تصنیف خود شاہ صاحب نے کتاب کے آخر میں ۱۲۳۰ھ درج کی ہے۔ جبکہ شاہ صاحب رفیع الدینؒ کی وفات ۱۲۳۳ھ میں ہوئی ہے۔

خود اس کتاب میں شاہ صاحب نے اپنی متعدد دیگر تصانیف کا حوالہ دیا ہے۔ مثلاً "دمغ الباطل"۔ "اسرار المحبۃ"۔ "الدر الدراری" وغیرہ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "تکمیل" شاہ صاحب کی مؤخر تصنیف ہے۔ مجموعہ رسائل میں بھی متعدد رسائل ایسے ہیں جو اس سے قبل تصنیف کیے گئے ہیں۔ مثلاً "رسالہ اذان"۔ "رسالہ شرح رباعیات"۔ "رسالہ شرح چہل کاف"۔ "رسالہ برہان العاشقین" وغیرہ ۱۲۲۰ھ میں لکھے گئے ہیں۔ "ترجمہ قرآن کریم" بھی غالباً ۱۲۰۵ھ کے قریب ہی شاہ صاحب نے لکھا ہے۔ "اسرار المحبۃ" کی تصنیف کے بارہ میں خود دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ یہ کتاب ۱۲۱۴ھ میں لکھی ہے۔

شاہ رفیع الدینؒ کی عادت اپنی تمام تصانیف میں اختصار پسند واقع ہوئی ہے،

جیسا کہ اس کا ذکر صاحب "الیانع الجنی" نے بھی کیا ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ الفاظ قلیلہ میں مطالب کثیرہ بیان کر دیتے ہیں" یعنی کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معانی و مطالب کو سمونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بعض باتیں رمز و اشارہ کے طریق پر بھی لکھ دیتے ہیں جن کے مطلب تک رسائی بعض اوقات بہت مشکل ہو جاتی ہے۔

شاہ رفیع الدینؒ نے اپنی اکثر تصانیف میں اختصار پسندی کا شیوہ اختیار کیا ہے۔ لیکن "تکمیل الاذہان" میں تو آپ نے بہت ہی زیادہ اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ بلکہ علمی تصانیف کے سلسلہ میں جس قدر متون لکھے گئے ہیں۔ مثلاً علامہ تفتازانیؒ کی تہذیب، علامہ ابن حاجبؒ کا کافیہ، عبداللہ نسفیؒ کی کنز الدقائق۔ محب اللہ بہاریؒ کا سلم العلوم اور مسلم الثبوت وغیرہ۔ ان تمام متون سے کہیں بہت زیادہ اختصار شاہ رفیع الدینؒ نے تکمیل الاذہان میں اختیار کیا ہے بلکہ اختصار کی حد کر دی ہے۔ بعض مقامات پر تو چیستان، یا الغاز و معمی قسم کی عبارت نظر آئے گی۔ بایں ہمہ یقینی بات ہے کہ علمی نکات سے لبریز کتاب ہے۔

تشریح ـــــــــــ اس قدر پیچیدہ اور مختصر کتاب کی توضیح و تشریح از حد ضروری امر ہے۔ لیکن اس وقت اس کتاب کو بغیر کسی شرح و تفسیر کے ہی شائع کر رہے ہیں۔ ہم نے اس کی کوشش تو بہت کی کہ یہ تشریحات کے ساتھ شائع ہو۔ اور بعض حضرات کو اس طرف متوجہ بھی کیا کہ اس اہم کتاب پر کچھ تشریحی حواشی اور توضیحی نوٹ لکھ دیں۔ لیکن انہوں نے اس پر آمادگی کا اظہار نہ کیا۔ اپنے اندر نہ تو اتنی صلاحیت ہے اور نہ استعداد، کہ کما حقہ اس کی وضاحت پیش کر سکیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اتنا وقت بھی میسر نہیں ہو سکتا تاکہ یکسوئی سے پوری طرح اس کی طرف توجہ کی جا سکے۔ اور مستزاد براں یہ کہ بعض کتابیں جن کی اس سلسلہ میں ضرورت پڑتی ہے وہ بھی دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے آئندہ اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی صورت پیدا کر دی تو اس کی توضیح و تشریح کی کوشش کی جائے گی، واللہ المیسر۔ باقی اس وقت اس کتاب کی طباعت و اشاعت کو زیادہ تاخیر و تعویق میں ڈالنا مناسب نہیں خیال کیا۔

تکمیل ——— ظاہر ہے کہ یہ کتاب شاہ رفیع الدینؒ نے مبتدی حضرات کے لیے نہیں تصنیف کی بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کی ذہنی بالیدگی اور تکمیل کے لیے اسے تصنیف کیا ہے۔ اور اصلی غرض اس سے امام ولی اللہؒ کے فلسفہ کو ہمہ گیر کرنے اور اس کی مشکلات کو آسان کرنے کے لیے تقریب اذہان کی خاطر یہ اہم کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

نواب صدیق حسن خاںؒ کے والد سید حسن بن علی بن لطف اللہ الحسینی البخاری القنوجی الحنفی جنہوں نے شاہ رفیع الدینؒ کی زندگی کے آخری ایام میں (۱۲۳۳ھ) دہلی میں حاضر ہو کر شرف تلمذ حاصل کیا۔ نیز شاہ عبدالعزیزؒ سے بھی استفادہ کیا اور سید احمد شہیدؒ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے۔ ان کی وفات ۱۲۵۳ھ میں ہوئی ہے۔ انہوں نے تکمیل الاذہان کا نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور غالباً اسی نسخہ سے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نسخہ کی نقل حاصل کی گئی ہے۔ اس کے آخر میں تصریح ہے کہ "یہ رسالہ تمام علوم میں فائدہ پہنچانے والا ہے"۔

علوم و فنون کی ہمہ گیری کا یہ عالم ہے کہ عقلی، نقلی اور کشفی، تین طرح کے ہی علوم ہو سکتے ہیں۔ تکمیل الاذہان میں جو ضوابط اور قواعد پیش کیے گئے ہیں انھیں ملحوظ رکھ کر ان تمام علوم میں دستگاہ پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور علوم ولی اللٰہی میں یہ تینوں قسم کے علوم موجود ہیں۔

تکمیل الاذہان کی نقل ——— تکمیل الاذہان مکمل طور پر پہلی دفعہ زیور طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے۔ اگرچہ اس کے تین باب "ابجد العلوم" میں شائع ہو چکے ہیں لیکن مکمل کتاب آج تک طبع نہیں ہوئی۔ تکمیل الاذہان کی نقل ہم نے اس طرح حاصل کی ہے کہ اولاً ابجد العلوم (جس کا موضوع مختلف علوم و فنون کا تعارف ہے) سے تکمیل کے تین باب (تحصیل، امور عامہ، تطبیق الآراء) نقل کیے ہیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ نواب صاحب نے منطق کے حصہ کو کیوں ترک کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس کے بعد اس کتاب کے قلمی نسخہ سے جو مولوی عبدالتواب ملتانیؒ کے قلم سے ۱۳۰۷ھ میں لکھا گیا تھا اس سے تکمیل کا پہلا باب (منطق) نقل کیا ہے۔

اور پھر تمام ابواب کا اس قلمی نسخہ سے تقابل کیا ہے۔ اور جہاں تفاوت معلوم ہوا اسے جا بجا حواشی میں درج کر دیا ہے۔

تکمیل الاذہان کا یہ قلمی نسخہ ہمیں شارع فلسفہ ولی اللہی مولانا عبید اللہ سندھی دیوبندی کے ایک تلمیذ یعنی مولانا محمد عبداللہ صاحب عمرپوری فاضل دارالعلوم دیوبند سابق مدرس جامعہ عباسیہ و حال خطیب جامع مسجد بیکانیری گیٹ بہاول پور سے دستیاب ہوا۔ "تفسیر آیۃ النور" کا قلمی نسخہ بھی ہمیں موصوف سے ملا تھا۔ مولانا نے ہمیں اس نسخہ سے نقل لینے کی اجازت مرحمت فرمائی، فجزاہ اللہ خیرًا۔

مولوی عبدالتوابؒ کے ہاتھ سے لکھا ہوا یہ قلمی نسخہ خطِ نسخ میں نہایت خوش خط اور نفیس ہے لیکن اغلاط سے پاک نہیں۔ اور اس کے علاوہ ابتدائی حصہ میں بعض حواشی بھی اس کے ضائع ہو چکے ہیں، کیونکہ انھیں دیمک چاٹ گئی ہے۔ لیکن جہاں تک متن کتاب کا تعلق ہے وہ بالکل سالم ہے۔

اس کے بعد تکمیل الاذہان کا نسبتًا ایک بہتر اور جامع قلمی نسخہ ہمیں مجلس علمی کراچی کے ناظم حضرت مولانا محمد طاسین صاحب مدظلہٗ سے حاصل ہوا۔ یہ بڑا صحیح اور مکمل نسخہ ہے۔ دراصل یہ نسخہ فخر المحدثین، سید الفقہاء و تاج العلماء حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی دامت برکاتہم کے توسط سے حاصل کیا گیا ہے۔ اور آپ نے اس کی تصحیح بھی کی ہے۔ اور بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ یہ نسخہ متعدد قلمی نسخوں سے تقابل کے بعد تیار کیا گیا ہے جن میں سے ایک نسخہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانہ کا ہے۔ اس کی نقل غالبًا نواب صدیق حسن خاں کے والدؒ کے نسخہ سے لی گئی ہے۔ تاریخ نقل ۱۲۴۹ھ ہے۔ اور ایک نسخہ کی ۱۲۵۱ھ ہے۔

اور دوسرا نسخہ رامپور کی رضا لائبریری کا ہے۔

مجلس علمی کے اس جامع نسخہ سے ہم نے اچھی طرح تقابل کیا ہے اور اکثر جگہوں پر

اصلاح بھی کردی ہے۔ اصلاح اور تقابل کے وقت ان تمام نسخوں کی طرف اشارہ بھی کردیا گیا ہے۔ چنانچہ:

ل ــــــ لکھنؤ کے ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کے نسخہ کی طرف اشارہ ہے۔

ر ــــــ رامپور کی لائبریری کے نسخہ کی طرف اشارہ ہے۔

خطیہ ــــــ سے مراد مولوی عبدالتوابؒ ملتانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی نسخہ ہے جو مولانا محمد عبداللہ عمرپوری مدظلہ کے پاس ہے۔

م ــــــ سے مراد وہ قلمی نسخہ ہے جو مجلس علمی کراچی کی تحویل میں ہے۔ اور مولانا اعظمی کا تصحیح کردہ ہے۔

ن ــــــ سے مراد مطلق نسخہ ہے جو کسی خاص قلمی نسخہ کی طرف اشارہ نہیں، بلکہ جہاں ایک لفظ کے بجائے دوسرا لفظ استعمال ہوسکتا ہے وہ مراد ہے

شاہ رفیع الدینؒ کی تصانیف ــــــ شاہ صاحبؒ کی کتابوں کا کچھ اجمالی تعارف ہم نے مجموعہ رسائل اور اسرار المحبۃ کے مقدمات میں کرادیا ہے لیکن صرف بعض تصانیف جو ہمیں معلوم ہوسکی ہیں، شاہ رفیع الدینؒ کی کتب کا ذکر یہاں تکمیل الاذہان کے مقدمہ میں بھی نامناسب نہ ہوگا۔

(۱) ترجمہ قرآن کریم ــــــ یہ اردو زبان میں سب سے پہلا اور لفظی ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کے بارہ میں "حیات ولی" کے مصنف نے لکھا ہے "قرآن مجید کا لفظی ترجمہ آپ ہی نے کیا ہے۔ جو دریائے جمنا سے لے کر فرات تک نہایت مقبولیت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے اور جس سے عامہ خلائق مستفیض ہورہی ہے۔"

(۲) مجموعہ رسائل (فارسی) ــــــ اس مجموعہ میں پورے دس رسائل یکجا طبع کرائے گئے

ہیں جن میں بعض رسائل بہت اہم اور اعلیٰ فکر دینے والے ہیں۔ رسالہ اذان
رسالہ نماز۔ رسالہ حملۃ العرش (یہ رسالہ حکمت ولی اللہی کے سلسلہ کی
اہم کڑی ہے)۔ رسالہ بیعت۔ شرح برہان العاشقین۔ رسالہ نذور بزرگان
رسالہ شرح چہل کاف (ترجمہ فارسی زبان میں ہے اور تشریح عربی میں)
رسالہ شرح رباعیات۔ رسالہ جوابات سوالات اثنا عشر۔ رسالہ مجموعہ
فتاویٰ۔

(۳) قیامت نامہ (آثار القیامۃ) فارسی ——— اس کا اردو ترجمہ بھی بارہا طبع ہو چکا ہے، نہایت
مفید رسالہ ہے۔

(۴) اسرار المحبۃ (عربی) مع قصائد شاہ رفیع الدینؒ ——— یہ اپنے موضوع پر نہایت عجیب و
غریب اور بہترین نادر کتاب ہے۔ پہلی دفعہ طبع ہوئی ہے۔

(۵) تفسیر آیت النور عربی ——— آیت النور کی بہترین تفسیر ہے جس کی نظیر متقدمین
ومتاخرین کے ذخیرہ تفاسیر میں ملنی مشکل ہے۔ یہ بھی پہلی دفعہ طبع
ہوئی ہے۔

(۶) رسالہ فی علم العروض ——— یہ رسالہ پہلے طبع ہو چکا ہے لیکن ہمیں اس کا
کوئی نسخہ نہیں دستیاب ہوسکا۔

(۷) رسالہ مقدمۃ العلم عربی ——— یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ افادیت کے پیش نظر
ہم اسے تکمیل الاذہان کے ساتھ ہی طبع کرا رہے ہیں۔

(۸) رسالہ فی التاریخ ———

(۹) رسالہ فی اثبات شق القمر وابطال براہین الحکمیۃ ——— غالباً لکھنؤ سے پہلے طبع
ہو چکا ہے، اب نایاب ہے۔

(۱۰) رسالہ فی تحقیق الالوان ———

(۱۱) رسالہ فی الحجاب ————

(۱۲) رسالہ فی برہان التمانع ————

(۱۳) رسالہ فی عقد الانامل ————

(۱۴) حاشیہ علی میرزاہد رسالہ فی بحث العلم ————

(۱۵) تکمیل الصناعۃ ———— (ممکن ہے کہ اس سے مراد یہی تکمیل الاذہان ہو واللہ اعلم)

(۱۶) قصیدہ عینیہ فی رد قصیدۃ الشیخ ابن سینا — یہ اسرار المحبۃ کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔

(۱۷) تخمیس علی بعض القصائد لوالدہ رح فی تحقیق مسئلہ وحدۃ الوجود — یہ بھی اسرار المحبۃ کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔

(۱۸) قصیدۃ فی بیان معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی اسرار المحبۃ کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔

(۱۹) راہِ نجات اردو ———— اس کا ذکر جہلمی رح نے اپنی کتاب حدائق الحنفیہ میں کیا ہے۔

(۲۰) تفسیر سورۃ البقرہ (تفسیر رفیعی) ———— اس کا بھی بعض تذکرہ نگاروں نے ذکر کیا ہے۔

(۲۱) تنبیہ الغافلین ————

(۲۲) رسالہ سمت قبلہ ————

(۲۳) رسالہ تعدیلات الخمسۃ المتحیرہ ————

(۲۴) دمغ الباطل عربی ———— یہ سلوک وتصوف اور حقائق ومعارف کے بیان میں شاہ رفیع الدین رح کی بہترین کتاب جس کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ اس کتاب کے قلمی نسخے متعدد جگہوں میں موجود ہیں۔ حیدرآباد دکن میں اس کا ایک قلمی نسخہ سالار جنگ میوزیم میں موجود ہے۔ اور اسی طرح رام پور رضا لائبریری میں بھی اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ اور سنا ہے کہ بریلی میں بھی اس کا ایک قلمی نسخہ حکیم نثار احمد صاحب کے پاس بھی ہے۔ واللہ اعلم۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس اہم کتاب کی طباعت کا کچھ بندوبست

ہوسکے واللہ الموفق ۔

(۲۵) الدرر الدراری ــــــــــــــ یہ بھی شاہ رفیع الدینؒ کی اہم کتاب ہے ۔ اس کا ذکر تطبیق الآراء کے دیباچہ میں اور رسالہ جوابات اثنا عشریہ میں بھی شاہ صاحب نے کیا ہے اور اس کا حوالہ بھی دیا ہے ۔ اس کتاب کا ابھی تک ہمیں پتہ نہیں چل سکا کہ آیا کسی کتب خانہ میں اس کا کوئی قلمی نسخہ موجود ہے یا نہیں بعض جگہوں میں ہم نے خط و کتابت بھی کی مگر ابھی تک اس کا کوئی سراغ نہیں لگ سکا ۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا ۔

یہ مسلمانوں کی بدنصیبی ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ کی تمام کتابیں آج تک طبع نہیں ہوسکیں ۔ ایسے محقق اور جید عالم دین اور کامل فقیہ اور بے مثال محدث اور خصوصاً فلسفہ ولی اللّٰہی کا ایک عظیم شارح ہونے کی وجہ سے تو ان کی کتابوں کی طباعت و اشاعت از حد ضروری تھی مگر ایسا نہیں ہوا ۔ اور گمان غالب ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ کی بعض مصنفات زمانہ کی دست برد سے ضائع ہو چکی ہیں ۔ ع تعالی اللہ لا یبقی سواہ ۔

منہیات تکمیل الاذہان ــــــــــــ تکمیل الاذہان کے مختلف قلمی نسخوں میں جابجا شاہ رفیع الدینؒ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے حواشی بھی پائے گئے ہیں جنھیں ہم نے تبرکاً نقل کر لیا ہے، البتہ ابتدائی حصہ میں بعض منہیات چونکہ صرف خطبہ میں تھے اور دوسرے قلمی نسخوں میں وہ حواشی نہیں تھے، اس لیے جہاں دیمک کی وجہ سے خرابی آگئی ہے وہ حصہ منہیات کا ناقص رہ گیا ہے ۔ اس پہ ہمیں افسوس ہے ۔ باقی حتی الامکان تمام منہیات ہم نے نقل کر لیے ہیں فالحمد للہ علی ذلك ۔

رسالہ مقدمۃ العلم ــــــــــــ یہ بھی شاہ رفیع الدینؒ کا رسالہ ہے جس کا ذکر

مختلف تذکروں میں کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ الگ کتابی شکل میں ہمیں نہیں مل سکا۔ اور نہ اس کا کوئی قلمی نسخہ دستیاب ہو سکا۔ چونکہ یہ رسالہ مکمل طور پر نواب صدیق حسن خان نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ابجد العلوم میں نقل کر لیا ہے۔ ہم نے یہ رسالہ ابجد العلوم مطبوعہ مطبع صدیقیہ بھوپال ۱۲۹۵ھ سے نقل کیا ہے۔

موضوع اور افادیت کے پیش نظر اس رسالہ کا تکمیل الاذہان کے ساتھ ہی شائع کرا دینا مناسب خیال کیا گیا۔ ناظرین کرام کے استفادہ کے لیے اسے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس رسالہ میں شاہ رفیع الدین نے پہلے مطلق مقدمہ کی تعریف کی ہے اور پھر اس کی قسمیں بیان کی ہیں۔ اور مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب کا فرق واضح کیا ہے اور ان کے علمی و تحقیقی فوائد و ثمرات ذکر کیے ہیں۔ اس سلسلہ میں مبادی و مقاصد کی بحث اور مقاصد کا ربط مقدمات کے ساتھ۔ چونکہ ان مباحث کی ضرورت معقولات کے طلباء کو پڑتی ہے۔ اگر وہ ان مبادی اور مقدمات کو ازبر لیں تو انھیں علوم و فنون میں بہت آسانی ہو جاتی ہے۔

رسالہ دانشمندی ——— یہ رسالہ امام ولی اللہ کی مصنفات میں سے ہے۔

اس رسالہ میں امام ولی اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے فنون دانشمندی اپنے والد سے حاصل کیے ہیں اور انہوں نے اپنے اساتذہ سے۔ اور پھر سلسلۂ اسناد کو امام شیخ ابوالحسن اشعری تک پہنچایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی سند کے ساتھ فن دانش مندی، علم کلام اور اصول باہم ملے جلے ہوئے حاصل کیے ہیں۔ فرماتے ہیں:

تعریف ——— اگر تم کہو کہ فن دانش مندی سے تمہاری کیا مراد ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد "کتاب دانی" ہے۔

اور یہ کتاب دانی تین درجوں پر ہوتی ہے۔

پہلا، یہ کہ خود کتاب کا مطالعہ کرے اور اس کی حقیقت کو ٹھیک طور پر پا لے۔

دوسرا یہ کہ تدریس کے ذریعہ اس کی حقیقت اپنے شاگردوں کو سمجھا دے۔

تیسرا یہ کہ کوئی شرح یا حاشیہ اس پر تحریر کرے، اور اس کی حقیقت کو واضح کرنے میں خوب مبالغہ سے کام لے۔

اس فن کے قواعد و ضوابط کو ملحوظ رکھنے کے بعد اس کا فائدہ ظاہر ہے کہ کتاب کے مطالعہ کا طریق اچھی طرح معلوم ہو جائے گا۔ اور پھر یہ کہ مطالعہ اس کا اکثر صحیح اور درست ہوگا۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ "جب کوئی عالم اپنے شاگردوں کو کسی علم وفن کی کتاب کا درس پوری سمجھ (درایت) اور تحقیق سے دینا چاہتا ہو تو اسے ان ضوابط کا یاد کر لینا ضروری ہے۔

پھر اس کے بعد پندرہ قواعد کا ذکر کیا ہے۔

ان قواعد کو ملحوظ رکھ کر استاذ اپنے شاگردوں کی پانچ طریقوں سے رہنمائی کر سکتا ہے۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ یہ فن دانشمندی معقولات اور منقولات اور علوم برہانیہ اور خطابیہ میں یکساں جاری ہوتا ہے۔ منقولات میں تو عبارت اور الفاظ و لغات کی درستگی کے لیے اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور معقولات میں مسائل کی تحقیق اور مقدمات درست بٹھانے کے لیے اس کی احتیاج پڑتی ہے۔

تشکر ـــــــ ہم ان تمام حضرات کا نہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت کے سلسلہ میں تعاون فرمایا ہے۔ خصوصاً مولانا محمد عبداللہ صاحب عمرپوری مدظلہ جنھوں نے کتاب کی نقل حاصل کرنے کے لیے قلمی کتاب ہمیں عنایت فرمائی۔ اور مولانا محمد طاسین صاحب مدظلہ کے بھی ہم شکرگزار ہیں جنھوں نے ہماری خواہش اور طلب پر مجلس علمی کے قلمی نسخہ سے استفادہ کرنے کا موقع دیا۔ اور مولوی عزیز الرحمن صاحب (فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم) کے بھی ہم شکرگزار ہیں جنھوں نے مسودہ نقل کر کے ہمارے کام میں سہولت پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

والحمد للہ اولاً و آخراً

۲۹ شعبان ۱۳۸۳ھ

احقر عبدالحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر شہر گوجرانوالہ (مغربی پاکستان)

تقريب الاذهان الى التكميل

تكميل الاذهان كتاب بديع وسفر نادر، والحق انه لم يصنف فى الباب كتاب ولا صحيفة مثل هذه الصحيفة الشريفة والكتاب المبارك لإكمال الرجال وتجديد العلوم والفنون. والاغلب انه آخر كتاب من مصنفات الشاه رفيع الدين رح كما يظهر من تاريخ تصنيفه، صنف هذا الكتاب قبل وفاته بثلاث سنين، والشاه رفيع الدين رح مثل والده الكريم الامام ولى الله رح ماهر فى العلوم العقلية والنقلية والكشفية، حكيم حاذق يعرف الامراض الروحانية والادواء الباطنة، نشأ فى بيت علم واسرة مباركة، لم يعهد بيت مثل بيتهم فى البر الصغير (الباكستان والهند) ولا فى ملك آخر من ديار المسلمين فى القرون الاخيرة لبيت هذا الشيخ واسرته الميمونة منن على اعناق المسلمين الى يوم الدين۔

كان الامام ولى الله رح حكيمًا عارفا محدثا فقيها سياسيا وابناؤه الاربعة هم كانوا كالجوارح له فى خدمة الدين، ونشر نظرياته وعلومه وافكاره الصائبة فالامام عبدالعزيز رح كان مدرسا عالما عارفا مرشدا كاملا يربى العلماء والفضلاء، ويرشدهم الى المقاصد الحقة والى اقامة الشريعة الغراء والجهاد فى سبيل الله، وكانت تربيته على طريقة والده رح يدرس ويفتى ويصنف ويعظ بين حين وآخر، وكان يلقى محاضرات عامة وخطابات جلية للعوام فكان فى اوانه مرجعا يلجاء اليه الخواص والعوام من اقطار الهند والسند والخراسان والروم والختن وماوراء النهر، حتى لم يبق عالم محدث وفقيه جيد لم يدخل فى سلسلة

تلامذته الا ما شاء الله ۔

والان ینتهی مسند العلم والحدیث الیہ من اقطار الدنیا ۔ ومع هذا کان یربی ویرشد اصحاب الاستعداد التام والفهم المستقیم الی علوم والده وکتبه، ویفسر لهم مغلقاتها ومشکلاتها ۔

والشاه رفیع الدین کان مکبا علی التدریس والارشاد والفتوی، وکان بالطبع میالا الی العلوم الحکمیة الغائرة ۔ وکان صوفیا حکیما عارفا واصلا تحریرا کاملا یحدث ویفتی فی بعض الاحیان وجل نظره الی الآخرة متوکلا عاملا ۔

وکذا کان الشاه عبد القادر عارفا کاملا محدثا صوفیا وکان یترجم القرآن فی اللسان الاردو فی المحاورات الفصحی، لم یترجم القرآن الی الآن کما ترجمه باللسان الفصیح، وترجمته آیة من آیات ربه الکبری ۔ وکان منقطعا عکوفا الی الله تعالی یعتکف فی المسجد ویدرس ویرشد ویزکی الطالبین لا ینظر الی الدنیا الدنیة طرفة عین وکان صاحب کشف وکرامات متتابعة وآیات عالیة کما ذکره صاحب الیانع الجنی رح ۔

وهو الذی ربی المجاهد الکبیر والامام الجلیل السید احمد الشهید بامر الامام عبد العزیز رح

واما الشاه عبد الغنی رح والد الشیخ محمد اسمعیل الشهید فانه ایضا کان عالما عارفا تقیا صوفیا یدرس ویعلم، وکان قضاء الله انه توفی قبل اخوته کلهم

ونحن نذکر من بین هذه الاخوة الشاه رفیع الدین الذی یتعلق غرضنا و کلامنا فی مقدمة تکمیل الاذهان بذکره وکان ثقة صاحب ذکاء وفطنة وذهن وقاد، وفطرة سلیمة وملکة کاملة، وصاحب ذوق تام ۔ له خبرة بعلوم الاوائل وقلما اتفق هذا الغیره کما قال صاحب الیانع الجنی رح وکان له مهارة تامة بالعلوم

العقلية والنقلية والكشفية ۔ وكتبه ورسائله جامعة للعلوم الثلاثة۔ وكان نقادًا صائبًا متكلمًا فيلسوفا فقيهًا عاملًا، وكان يرد على الفلاسفة اليونانيين اكمل رد وكان يؤيد علوم القرآن والسنة بدلائل قاطعة، وكان شاعرا مجيدًا وان لم يختر الشاعرية وبعض اشعاره فى الحكمة فى غاية الرصافة والمتانة يلوح منها حسن الذوق والشعور التام والفهم البالغ، ورد على ابن سينا فى القصيدة البديعة (العينية)، يظهر لمن تاملها۔ مهارة الشاه الرفيع الدين فى اظهار العلوم الحكمية فى الاشعار، والرد على الفلاسفة الماديين ردًّا ابليغًا۔ وعامة كتبه ورسائله تشهد بنبوغه وفضله على الاقران والامثال، وبعض كتبه لا نظير له فى الباب كتكميل الاذهان، واسرار المحبة، ورسالة حملة العرش، ودمغ الباطل، وتفسير اية النور وغيرها۔

وكتابه اسرار المحبة منفرد فى بابه فن، جامع لشتات الحب ودواعيه واسبابه واقسامه متعلقاته وآثاره ونتائجه بما لا مزيد عليه۔ ولم يعهد مثله، وما صنف فى باب المحبة كتاب مثله۔

وكتابه دمغ الباطل فى بيان الحقائق والمعارف لم يوجد مثله فى وجازة الالفاظ وجمع المعانى المتفرقة واثبات المسائل الكشفية وابحاث الحقائق الغامضة وايضا رسالة فى تحقيق حملة العرش غال غال بعطى نكراً انيا۔

وكان حكيمًا عاليًا ومصنفا بارعًا لا ينصدى لشرح كتب والده مثل عادة الشراح والمحشين بانهم ياخذون المتن ويفسرون ويجرون عليه الحواشى والشروح، بل كان يفسر ويوضح ويكشف مراد والده فى كتبه العالية، فى ضمن الرسائل والكتب والفتاوى والدروس، كما نرى فى اسرار المحبة فسر بعض مغلقات سطعات، ولمحات و بدور البازغة، والخير الكثير، والهوامع، وكذا فى تفسير ايت النور۔ كشف عن بعض

معضلات السطعات واللمحات والهمعات، وبعض الکتب الأخر، علی داب الحکماء الراسخین، وکذا فی کتاب دمغ الباطل فسر بعض الحقائق الغامضة لاسیما التی تتعلق بالامکان والتخلیق ومسئلة وحدة الوجود والشہود، والصفات التی جمعها الامام ولی اللهؒ فی التفہیمات والخیر الکثیر وغیرها، وهذا داب الحکماء الکاملین۔

وکذا کان الامام عبد العزیز یفسر حکمة الولی اللهیة فی ضمن فتاواہ وتفسیرہ ومواعظہ الحسنة، ولم یکن طریق اسهل واشمل واوفق لتقریب الاذهان الی الحکمة الولی اللهیة منہ۔

وقال امام السیاسة والانقلاب مولانا عبید الله السندهی الدیوبندیؒ "ان مولانا رفیع الدینؒ صنف للخواص فی تشریح فلسفة الامام ولی اللهؒ۔ اسرار المحبة وتکمیل الاذهان ورسائل متفرقة"، ورسالة فی تحقیق حملة العرش یعطی فکرا عالیا۔ ولذا نقل الامام عبد العزیزؒ هذه الرسالة فی تفسیرہ المسماة بفتح العزیز۔ وقال اورد الاخ صاحب الفضائل ومرجع الکمالات الشیخ رفیع الدین سلمہ الله وزادہ فی الدنیا والدین فتوحًا وبرکاتًا متواترًا ومتوالیًا فی بعض مصنفاته' ان حملة العرش جماعة حاملة للکمالات الاربعة الالهیة اعنی الابداع والخلق والتدبیر والتدلی الخ وکذا رسالة فی تفسیر آیة النور لا نظیر لہ۔"

وقال الثقات من المؤرخین ان الشاہ عبد العزیزؒ واخواہ الشاہ رفیع الدینؒ والشاہ عبد القادرؒ کانوا من عجائب قدرة الله تعالیٰ۔ اخذ منهم الله لدینہ الاسلام واهل ملة البیضاء، وجعلهم مرجعا للخلائق۔ یصیب برحمتہ من یشاء۔

وترجم الشاہ رفیع الدینؒ القرآن بترجمة لفظیة سہلة عذبة فی الهندیة (ای الاردو) وکان العامة یستمدون من ذلک الترجمة ویستفیدون بوساطة ذلک الترجمة من مواعظ الامام عبد العزیزؒ (المقدمة فی التاریخ الاجمالی لحزب الامام

ولی الله الدهلوی)۔

ولاریب ان الشاه رفیع الدین کان من محققی الامة عبقریا ونری من القدام داب العبقریین انهم لم یقتصروا، ولم یکتفوا علی حراسة کنز المعارف والعلوم الذی عثروا علیه، بل اضافوا الیه ووسعوا وفتحوا طرقا جدیدة للبحث والتنقیب۔ وهذه اسباب التکمیل وبید الله التوفیق۔

الباب الاوّل فی المنطق

اورد الشاه رفیع الدین فی التکمیل المنطق، وقدمه لان مرتبته ومکانه فی المبادی، ولیس من العلوم المقصودة، ولا شك انه من الفنون المفیدة لاسیما فی العلوم العقلیة فهو کالمبادی الآلیة مثل الصرف والنحو واللغة والأدب وغیرها من الفنون الآلیة۔

ووضع الشاه رفیع الدین رح فی المقدمة ابحاثا مفیدة واورد فیها تعریف المنطق وتعریف علم المطلق والکاسب، والموضوع والفائدة من المنطق واضاف الیها بعض الافکار العالیة وغیّر فی بعض المواضع تعریفات عامة المناطقة واضاف فیها وبعض المباحث فیها نادرة عجیبة عسی ان لا توجد فی کتاب آخر فی المنطق کتعریف الکسب والنظر، وتعریف القضیة وکاضافة دلالة رابعة الی الدلالات الثلثة اعنی دلالة التغطن وغیرها۔

وباب المنطق صعب مثل باب الامور العامة لانه صنف للفضلاء والکملاء لا للمبتدیین۔ کیف لا وهو تکمیل لاذهان الکملاء۔ واختار المصنف فی هذا الباب اختصارا بالغا ونحن نستیقن انه لا یوجد مثل اختصاره وتهذیبه فی متن آخر من متون الفنون، وفی بعض المواضع بلغ الاختصار والایجاز الی حد تظن انه

الغاز ومعمة، اورمز واشارة، وهٰذا الاختصار البالغ کان دیدنا للمصنف رحمه وهٰذا اختصارہ ان یشرح رسالة برهان العاشقین للسید محمد الحسنی رح وهو اخصر متن بل معمة ورمز کما بینا فی مقدمة "مجموعة رسائل". وکان یرجح الاختصار التام ویختار الایجاز الاتم فی مقابلة الاطناب والتطوال، فمن سبب وجازة الالفاظ قد یعسر الفهم فی کثیر من المواضع علی اکثر الاذهان فبنی علی ذلك تسهیل الاغلاقات فی بعض المقامات وکتب الحواشی ای المنهیات، ومع هٰذا لا یکفی هٰذا القدر لفهم هٰذا الکتاب. بل یستدعی التامل الغائر. والتفکر الصائب والتعمق البالغ بعد حفظ اصول الفن واستحضار المسائل والضبط التام فی الفن، والتبحر فی العلوم والفنون لا یحصل بدونه، وهو یطلب جهدًا کثیرًا وهمة عالیة وذهنا جیدًا او عقلا مستفادًا من کثرة مزاولة الفنون ومطالعتها الغائرة، وتبقی بعد هٰذا و ذاك ابحاث غامضة تحتاج الی المعلم والاستاذ یهدی لك سبیل المطالعة وحل الغوامض ویبعد الشبهات من قلبك والشکوك من فهمك لکی یثلج صدرك ویطمئن القلب ویزول الشك والحیرة۔

ولهٰذا لم یعنف اکابرنا ولم یستنکفوا من المنطق بل استفادوا من ابحاثه المفیدة، واختاروا جیده وردوا فاسده، ونحن لا نقدس المنطق تقدیسا بل نعتقد انه فن مفید اخترعه عقلاء الیونان اولًا ثم ترجمه العرب وحققوا ابحاثه واوضحوا شوارده، واضافوا الیه ما سنح لهم، شان کل علم وفن مخترع۔

ع کم ترك الاول للآخر

کما تری فی تکمیل الاذهان کیف اضاف الشاه رفیع الدین رح فیه اشیاء نافعة وابحاثا مفیدة۔

وایضا نحتاج الی المنطق لان ذخیرة العلوم التی دونها اکابرنا فی التفسیر

والاصول والكلام وغيرها، كلها لها صلة تامة بالمنطق فمتى لم نعرف المنطق ولا نتعلم اصوله، كيف يتيسر لنا الفائدة من تلك الذخائر العلمية الدقيقة و الحرمان دليل الشقاوة۔

ونرى ان ائمتنا الدهلويين والديوبنديين كلهم كانوا يتعلمون المنطق و لايتحاشونه، ويضيفون فيه ويفسرون المتون ويعلقون الحواشي۔

وكذا المتقدمون من العلماء الكاملين من اكابر الصوفية والاصوليين، والفقهاء المحدثين رح۔

وايضًا اننا نحتاج الى رد مسائل الفلسفة اليونانية والغربية ولا يحصل هذا بغير تعلم المنطق۔

ومن جهة تشحيذ الاذهان الى التعقل ايضا نحتاج الى علم المنطق۔

ونحن في اشد الاحتياج الى حصول المنطق من جهة اننا لا نقتدر على الاستفادة من علوم الامام ولي اللهؒ وغيره من القدماء، وهذا هو اهم الوجوه لتحصيل المنطق ولعل الشاه رفيع الدينؒ اورده من هذا الوجه۔ والحق انه من لم يعرف المنطق والكلام والفلسفة لا يقتدر على الاستفادة من مثل كتب الخير الكثير والبدور البازغة والتفهيمات واللمحات وغيرها حق الاستفادة فافهم

وقال شيخنا شيخ المعقول مولانا محمد ابراهيم البلياوي صدر المدرسين اليوم بدار العلوم ديوبند، ان استاذنا ومولانا شيخ الهندؒ كان يعتنى كثير الاعتناء بالمنطق والمعقولات، فقل رغبته بعد زمن فسالناه لم قل رغبتك من المنطق فقال كنا نعلم المنطق ونستحضره لنستفيد ونفهم كلام شيخنا قاسم العلوم الامام محمد قاسم النانوتويؒ (مؤسس معهد العلم والدين في الديوبند، ومجدد العلوم والفنون) فلما توفيؒ فقل رغبتنا من المنطق" نعلم من هذا ان باعتبار فهم كلام القدماء والاستفادة

منه اشتد الحاجة الى المنطق، ولاغنى لنا عنه، فمن يخالف المنطق لا يبلغ الى الكمال فى هذه الاونة، لان الاذهان قد ضعفت، ولا تبلغ الى كنه العلم الا بالاستفادة من العلوم المدونة لاسيما المنطق فهو سُلَّمٌ الى حصول الاستكمال ليس الا۔

وايضا البصيرة التامة لا تحصل الا باخذ علوم الاوائل والتكمل به، وقال الشيخ ابن سينا كما نقلنا عبارته فى التعارف "المنطق نعم العون على ادراك العلوم كلها" وكذا نقلنا كلام الامام الغزالی رح انه قال "من لم يعرف المنطق فلا ثقة له فى العلوم"۔

فهذا هو الوجه لايراد المنطق وتعلمه واخذ ضوابطه واجرائه فى طريق التعليم والتبليغ۔

ولعل ما قلنا لا يخالفه العلماء الثقات، وهم يعلمون مرتبة المنطق من العلوم ومنزلته، وكما اننا نسمن الكلاب ونحفظها ونطعمها، والغرض قتل السبع والصيد، وحراسة المواشى والاراضى والبساتين وغيرها۔ وكذلك نحفظ السماد للحقول، ومثل المنطق مثل السماد، فمتى تلقى السماد فى الاراضى بكثرة ووفرة تعطى لك الارض حاصلها بكثرة ووفرة، الا ترى كيف حافظ الصحابة والتابعون ومن بعدهم من ائمة المسلمين اشعار العرب الجاهلين واراجيزهم، وليس المقصود الا فهم كلام الله تعالىٰ وحل لغة القرآن۔

والمنطق وان لم يكن فى نفسه مطلوبًا محبوبًا فهو واسطة للتكميل فمن هذا الوجه ارتقى واستفاد الشرف اذ صار واسطة ووسيلة لمطلوب عال ومقصود هنيئ۔

والدنيا دار تجربة ومشاهدة والفنون والعلوم مادة سيالة، وافكار الانسان ترتب وتدون، وكم من فن لم يكن يعرفه القدماء وهو الآن معروف بين الانام

واذھا ننا لا نستبعد ولا نستنکف من ای علم وفن نحتاج الیه۔ بید اننا نعتقد ونؤمن ونستیقن ان القرآن والسنۃ وآثار السلف واجتہادات الفقہاء خصوصاً الاربعۃ منہم، ولاسیما اجتہادات الامام الاعظم وصاحبیہ تکفی لمصالحنا، ونشفی لغلتنا فی مصاعبنا ومشکلاتنا، ونرجو الفوز والسعادۃ بالعمل بہا۔ ونحن مع ھذا نستفید من کل علم وفن قدیماً کان او جدیداً او لبس القدم والحداثۃ بسائر من العلم والفن، فتاخذ الاذھان والابصار من کل فن ما قدرلہا وما من علم ولا فن سوی القرآن والسنۃ والاجماع الا وفیہ سقطات واغلاط واشیاء ردیۃ ومرجوحۃ والعصمۃ بید اللہ تعالیٰ

الباب الثانی فی التحصیل

فی سلسلۃ تدوین العلوم والفنون لتحصیل المجہولات کان طریق التعلم غالباً علی التفکر، ولم یکن لہ قانوناً، فدوّن الامام ولی اللہ رح لمزاولۃ الکتب فی التعلیم والتعلم قواعد وضوابط واصولاً مہمۃ، ثم اضاف الیہا الشاہ رفیع الدین رح اشیاء مفیدۃ واصولاً نافعۃ، وھذا فتح لفن التحصیل، وموضوعہ العلوم المدونۃ من حیث الاستفادۃ والافادۃ، وغایتہ الخوض فی العلوم علی بصیرۃ تامۃ والصیانۃ عن سوء الفہم لمقاصد العلوم، وتمیز اللباب من الذباب، وتبیین اللب من القشر والاقتدار الکامل والمہارۃ التامۃ، وتفریق الکامل والناقص من الکتاب والمعلم۔

وھذا الفن مشتمل علی خمسۃ اشیاء فان الافادۃ والتعلیم یکون للمنکر بالمناظرۃ، وللمذعن بالتدریس والتلمذ، وھذا بالقول والمشافہۃ وبالتحریر تصنیفاً ومطالعۃ، ومقاصد المناظرۃ والتدریس والتلمذ والمطالعۃ کثیرۃ

اوردها الشاه رفیع الدین رح بایجاز حسن و اطراد تام . وبین الاصول الاساسیة و القواعد المهمة . و شید المبانی المفیدة و الضوابط النافعة مما قد سهلت لطلاب المقاصد العالیة و الاغراض الصحیحة الاستفادة من العلوم و الفنون ۔

الباب الثالث فی الامور العامة

وهذا الباب یشتمل علی مباحث امور العامة وهی التی یکثر استعمالها فی العلوم لاسیما فی العلوم العقلیة ، وربما یشتبه الامر باهمالها ویختل المراد بصرف النظر عنها ۔

وهی مثل المفهوم باعتبار تحققه فی الذهن او خارج الذهن وکذا الوجود ومباحث الضروریة واقسامه من الوجود الحقیقی و الفرضی و الوجود الرابطی وغیره وکذا مقابله العدم ۔

والموجود ، وفیه مبحث الممکن و الواجب و الجواهر و الاعراض ، والماهیة ذاتیة او عرضیة ولوازم الماهیة بسیطة ومرکبة ، ومبحث الجعل البسیط والمرکب و الکثرة و احکامها وبحث الوحدة کما فی الجزئی الحقیقی و الکلی ووحدة الاجناس و الانواع ووحدة الشخصیة واحکامها ۔

ومبحث الموقوف علیه لانه قد یکون فی درجة لولاه لامتنع ۔ وقد یکون مصححاً لدخول الفاء ۔ وبحث المؤثر والاقتضاءات ، والعلة من الفاعلیة و الصوریة والمادیة و الغائیة و العلة القریبة و البعیدة و المعدات و العلة التامة و الناقصة و العلة المستقلة و الشروط و الاسباب و المعلول و توارد العلل علی المعلول الواحد وتخلف المعلول عن العلة و غیرها ۔ ومبحث التقدم و التأخر من الذاتی و الزمانی و المکانی و الرتبی و التضایف و المعیة وغیرها من

الابحاث الصعبة المهمة۔

الباب الرابع فی تطبیق الاٰراء

فی هٰذا الباب بیان تدوین فن التطبیق وسبب تدوینه وتعریف التطبیق وذکر اصحاب التطبیق وملخص کلام الشاه الرفیع الدین رح ان الادراکات والاعتقادات الحاصلة فی النفوس المختلفة موجودات حادثة فلا محالة لحدوثها اسباب فاعلة وشروط ومعدات وایضا لها غایات، وجمیع هٰذه امور واقعیة، فبامعان النظر یظهر ان مبادیها الموجبة لها اما مادیة اوروحیة بعضها علویة وبعضها سفلیة، ومنها اضطراریة واختیاریة داخلة فی المدارك وخارجة عنها، فیلوح مستقر کل قول وارتباطه بالواقع کمًّا وکیفًا، فبهذا القدر الاجمالی اذا فکر الانسان یرتفع الاختلاف وتتوافق المذاهب المتشتتة والاٰراء المتنوعة والافکار المتفرقة وان کان فی تفصیل هٰذا المرام بعد المهامه تنقطع فیها اعناق المطایا وکل حکم انما یکون بمناسبة صورته الحاصلة۔ وان الاشیاء فی مناسبة بعضها من بعض لیست علی السواء وان الاحاطة بالشئ الواحد من جمیع جهاته ممتنع وانه اذا نکشف الامر من بین النظامات والمواطن والمراتب عند نفاذ البصیرة، یقل النزاع۔

وایضًا الکثرة ینتظمها جهات مختلفة من الوحدة الذاتیة والعرضیة والعموم والخصوص، ونسبة الغیب والشهادة۔ الا تری ان الشجرة شئ واحد ومع هٰذا ینظر الیها النجار الیها من جهة حصول الاٰلات والجذوع والالواح وغیرها وابن السبیل من جهة الظل والاستراحة، والفلاح من جهة سقی الماء والخضرة والصفرة۔ والصیدلانی من جهة فوائدها الطبیة من اجزائها

مثل الليف والخشب والورق والزهر والنور والنواة، والطبيب ينظر كيف تاثيرها فی جسم الانسان، والطبيعی من حيث قواها من الجذب والهضم والامساك والدفع ومن حيث تشريحها۔ وربما يتعرض لتلك الشجرة بانها من ای صنف۔ ومن حيث بذورها و فی حالة قيامها وقطعها ومن حيثية مالكها ومن حيث ما لها من الروائح والطعوم والالوان والكيفيات الملموسة، فانظر الی الشجرة الواحدة كيف اختلفت جهاتها فبتفاوت الاعتبارات يتفاوت الاحكام، فاذا غفل صاحب قصد عن صفات اخر وانكرها، انعقد النزاع وتشتت الاراء وتفرقت الافكار وتخالفت الانظار

واول من سبق الی تطبيق الايات مفسر الامة عبد الله بن عباس رض و الی تطبيق الاحاديث الائمة المجتهدون رح، وفی اراء المسلمين علاؤ الدولة السمنانی رح وفی الشريعة والفلسفة اخوان الصفا۔ وفی اراء الحكماء ابونصر فارابی والاسلام والهندية دارا شكوه، وفی الشهودية والوجودية الشيخ المجدد احمد السرهندی والامام ولی الله رح۔

واوضح الشاه رفيع الدين رح فی هٰذا الباب ان طرق حصول العلم ثلاثة العقل والنقل والكشف۔ وكل من هٰذه الثلاثة اذا سيجمع شروط صحته فيكون مطابقا للواقع، فلا تكون متناقضة، والعقل اصل طرق اقتناص العلم لاغنی عنه للكشف والحس والنقل۔

وايضا الناس يتفاوتون فيما بينهم فی العقل والحدس والتجربة۔ فيتفاوتون باستحضار المبادی وانتقال اللوازم، والنقل ايضًا يتفاوت رواية ودراية، فمن كان اقوی سندًا، واتقی اساتذة، واكمل حفظًا وازيد شيوخًا وانقد فهمًا فلامحالة يتفاوت من غيره۔

والکشف ایضاً اذا تم بشروطہ ولوازمہ یزیل الشک ویفید، ویتفاوت اصحابہ فمنہم من یتمثل لہ اللطائف الجسمانیۃ والملائکۃ السفلیۃ والجن و الشیاطین، وبعضہم ینکشف لہ عوالم التجرد۔

والعلوم مختلفۃ محسوسۃ ومعقولۃ، والباحثون عن الحقائق علی درجات شتی۔ المستخرجون للمسائل، والواضعون للعلوم والشارحون، والضاربون کلام بعضہم ببعض وغیرہم۔

کما ان الموت امر طبعی للانسان بانحلال القوی والعناصر والبسائط و المرکبات، فکذلک الاختلاف طبعی لعقول البشر، والطبائع مختلفۃ عامۃ و خاصۃ، والقوۃ الحاکمۃ موجودۃ فی الطبائع الخاصۃ، ومحال ان یحیط احد بمدارک الاخر وفوق ھذا اختلاف الاستعداد واختلاف الوان حظیرۃ القدس۔

وخلق الناس علی غرائز شتی وھمم مختلفۃ وعادات متخالفۃ ولھم مصاحبات واغراض واتفاقات فوضیٰ ولھا مدخل فی احداث الاراء والعقائد والافکار و الاختلافات المتفرقۃ، ومنہا تتشعب اصول ترجیح المختلفات وجمع الشتات

واختلاف الناس ایضاً امر طبعی، فمن الناس الحدید والبلید والمفرط والمجرد، والعجول والمتأنی والمسامح والفاحص والمتیقظ والمغفل والمغلوب والغالب والناظر والمتکاسل ونیر العقل ومظلمہ، والمعتقد بالشرائع والواھن والمالوف بالرسم ومخالفہ وواسع الفھم والمنفرد، والتابع والمتفطن، والمحب والمبغض، والمحقق والمقلد، والمنصف والمتعصب، والامعۃ والقادر، والقاصر، مستقیم الفھم ومعوجہ نقی الباطن وکدرہ والمنقح والخابط، والحازم والحائر۔

وایضاً من اسباب الاختلاف اختلاف احوال الشئ فی نفسہ فقد یکون الشئ علۃ تامۃ لشئ ناقصۃ للاخر ویکون الشئ واجب الاجتماع مع الاخر علی

تقدیر، ومدتنع الاجتماع علی تقدیر اخر، وکذا اختلاف المواطن یکون باعثا و مورثا للاختلاف، یکون الشئ جوهرا فی موطن وعرضا فی اخر، حیوانا فی المثال جمادا فی الشهادة، شقیا فی موطن وسعیدا فی اخر، قدیما فی ظرف وحادثا فی ظرف اخر، ولا شك ان احکام احد الوجهین تباین احکام الاخر، فمتی اعتنی احد بوجه والاخر بوجه اخر انعقد الالتباس ووسع حریم النزاع وتمام الاختلاف فافهم

وایضا من اسباب الاختلاف اختلاف التعبیرات وهو من اهم الاسباب۔

وذکر حجة الاسلام فی "فیصل التفرقة" ان للشئ وجودا فی نفسه ووجودا فی الحس کالشمس تری رغیفا، ووجودا فی الخیال کطیف النائم ووجودا فی العقل ووجودا تشبیها۔

وایضا الجرح اما فی اطراف الحکم او فی نفسه او فی حیثیته او فی سوره او ما فی قوته۔

وکذا وجوه التوجیه متنوعة متفرقة لاسباب شتی۔

ثم فی اخر الکتاب اورد الشاہ رفیع الدین رح امثلة التطبیق توضیحا للمرام للواهم وتمرینا للفاهم کاثبات الجزء ونفیه والمکان والزمان والوجود والشهود والنبوة والولایة، والخرق والالتیام وکائنات الجو واصحاب الشرائع وحرکة الارض وسکونها وغیر ذلك ـــ والله تعالی اعلم۔

احقر العبید عبد الحمید السواتی

الخادم للمدرسة نصرة العلوم۔ غوجرانواله (الپاکستان الغربی)

یوم الاربعاء ۱۳ رمضان المبارك سنه ۱۳۸۳ھ

الباب الاوّل

فی
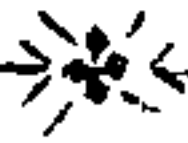
المنطق

مبَاحث

مقدمة فی المبادی، ومقصد التصورات ۔ التعریفات، ومقصد التصدیقات ۔ مبحث الحملیات والموجہات، والشرطیات، احکام الحملیات والشرطیات، الحجۃ ۔ القیاس الاقترانی والحملی والاستثنائی، ومواد الحجۃ ۔ الصناعات الخمسۃ ۔ البرہان والجدل والخطابۃ والشعر ۔ والمغالطۃ، ومعرفۃ وجوہ الغلط ۔ والخاتمہ فی تدوین المسائل والموضوعات والمبادی والمقاصد ۔

السواتی

بسم الله الرحمٰن الرحيم

رب يسّر، و وفّق لی باتمامها

الحمد لله الهادی القریب المجیب، والصلوٰة (والسلام)[1] علٰی نبیه محمّد الخاتم الحبیب وعلٰی اٰله وصحبه حماة الحق من مرشد[2] و مصیب[3]،

فیقول محمد رفیع الدین المنیب، هٰذا تکمیل لضاعة الاذهان یعجب اللبیب، موجز مربع التبویب۔ رب هب له من القبول والنفع اوفر نصیب، (وثقتی بربّی[4] الحسیب)

الباب الاوّل فی المنطق

(أ)[5] مقدّمة[6] ______ العلم الکاسب[7] للخبر منه عنا تصدیق

(۱) "والسلام" من "س" ولهٰذا وضعناه بین القوسین ۱۲

(۲) ای مکمل ۱۲ منه

(۳) ای مصیب ۱۲ منه

(۴) من "س" ۱۲

(۵) ای الاول من الابحاث ۱۲

(۶) فیه سبعة مباحث ۱۲ منه

(۷) وفی "ت" الصوری ای العلم الحصولی الذی یکون بواسطة الصورة ۱۲ منه

(۷) مامن شانه ان یکتسب شیئًا استقلالًا اوجزءًا اوجزء جزءٍ وبواسطة اوبلا واسطة، فیدخل فیه المعانی العرضیة والجزئیات المادیة ۱۲ منه

وبغیرہ تصور وکل ضروریۃ بدیہی بلانظر جلیاً ومشاہدًا ومتعلمًا، ومکتسب بہ عن مثلہ[1]، وہو عملٌ[2] بمعلومٍ لتحصیلِ مجہولٍ

(۱) ای التصور عن التصور والتصدیق عن التصدیق ۱۲ منہ

(۲) قولہ وہو عمل بمعلوم الخ تعریف النظر بالترتیب قاصر، فانہ یدل علی الحرکۃ الثانیۃ فقط، والنظر یتحقق بالحرکۃ الاولیٰ ایضاً، وایضاً یخرج عنہ التعریف بالمفرد، فیحتاج الی تکلفات، وتعریفہ بحرکۃ النفس فی المعقولات لتحصیل المجہولات عودًا الیٰ بدء کما ذکرہ المحقق التفتازانی رح فی "تہذیب الکلام" ایضاً قاصر فانہ تعریف بمجموع الحرکتین، والنظری قد یکون بواحدۃ منہا، وتعریفہ بملاحظۃ المعقول لتحصیل المجہول کما ذکرہ فی "تہذیب المنطق" ایضاً قاصر لصدقہ علی مجرد توجہ الاستحضار قبل المراتب الثلاثۃ، اعنی الاحضار والجمع والترتیب، ومجردہ لیس بنظر، فاختار المصنف ہذا التعریف "ای عمل بمعلوم" فکل عمل یقع لتحصیل المجہول داخل فی النظر ولو کفی واحد من الثلاثۃ حصلت حقیقۃ النظر، وعرف التدریج والحرکۃ التی ہی معتبرۃ فی حقیقۃ النظر بالاتفاق من لفظ العمل فان العمل یقال للحرکۃ وہی بالتدریج ۱۲ منہ

(۳) قولہ وہو عمل بمعلوم الخ اعلم ان لفظ النظر یطلق علیٰ شیئین، نفس الفعل وہو المعنی المصدری، والمرتب علیٰ ذٰلک وہو الحاصل بالمصدر، والمراد من النظر فی تعریف النظری اثباتاً وفی تعریف البدیہی نفیا المعنی المصدری، وفی موضوع المنطق المعنی الثانی، وہو الہیئۃ المترتبۃ بعد ہذا العمل۔ فقیل المعانی المصدریۃ کلہا بدیہیۃ فما الحاجۃ الی التعریف، والجواب ان المصدریۃ مفہوم وحقیقۃ، ومفہوم المصدر وان کان بدیہیًا ولکن

باحضارِ[1] مخزونٍ وجمعٍ وترتیبٍ للمبادی، فانتقالٍ[2] الی المطلوب۔

حقیقتہٗ لا یجب ان تکون بدیھیۃ علی الاطلاق، والمراد ھٰھنا حقیقۃ النظر، وبیان ذٰلک ان الھیئۃ الحاصلۃ للفاعل فی الخارج ھو الحاصل بالمصدر، فاذا ضم الیھا معنی الایقاع او الکون صار معنی مصدریًا۔ فمعنی الایقاع او الکون دائمًا یکون بدیھیا، واما تلک الحقیقۃ فقد تکون بدیھیۃً وقد تکون نظریۃً۔ فالقائل بکون جمیع المصادر بدیھیۃ نظر الی معنی الایقاع والکون، والقائل بالتفصیل نظر الی تلک الحقیقۃ الخارجیۃ نعم بعض المصادر لا یوجد فیھا حقیقۃ خارجیۃ فیوضع امر ذھنی سوی ھٰذین القیدین، الایقاع والکون، مقام ذٰلک الامر الخارجی، وبضم ھٰذان القیدان الیہ فیحصل معنی مصدری ذھنا۔ فافھم۔ وبھٰذا یظھر ان من قال المصدر ھیئۃ غیر قارۃ، وھو فعل او انفعال۔ اراد تشبیہ ھٰذا الفعل او الانفعال بالمقولتین، والا فکثیر من المصادر یکون وضعیًا وکونًا علی صفۃ من غیر اعتبار تاثیرٍ تجددی۔ فھٰذا من قبیل المسامحۃ۔ ومما یفید ان الحمل فی المصادر انما یکون باعتبار الامر الذی ھو الحاصل بالمصدر۔ فرب معنی یکون ذاتیًا لذالک الحاصل، ورب معنی یکون عرضیًا فیحصل فی المصادر الکلیات الخمس کما تقول "القتل ظلم" و"الصلوٰۃ عبادۃ" فمن قال کل مصدر حمل علی مصدر فھو ذاتی، لیس بشیء ولا یعتد بہٖ اصلًا ۱۲ منہ

(۱) وفی "ر" بتوجیہ الی مخزون جمع فاحضار وترتیب ۱۲

(۲) بالجر عطف علی احضار ۱۲ منہ

(ب[1]) ويخطئ مادة وصورة لتناقض الاسماء وعاصمه المنطق فموضوعه[2]

(۱) فى "س" اى الثانى ۱۲

(۲) قوله فموضوعه النظر. قال المتقدمون' موضوع المنطق "المعقولات الثانية" ومن البين ان كل معقول ثانٍ ليس يبحث عنه فى المنطق بل ما له دخل فى الايصال ويترتب عليه ذلك الايصال - وفيه ان الموصل الى المجهولات كما تكون "المعقولات الثانية" تكون "المعقولات الاولى"-

قال المتاخرون' موضوعه "المعلومات التصورية والتصديقية" وهى ايضا على اطلاقها سواء اريد مفهوم هذين اللفظين او افرادهما ليست بموضوع المنطق' فان كل احد يعلم ان موضوع المنطق ليس الانسان والفرس' بل المعتبر "المعقولات" مطلقًا اولية كانت او ثانوية تصورية كانت او تصديقية باعتبار الايصال' فكان هذا اللفظ مركبًا' فاخذنا بازاءه لفظًا واحدًا مفردًا' هو النظر' فان النظر انما هو المعقولات الموصلة فدخل الايصال فى موضوع المنطق فى لفظ واحد من غير تركيب وتقييد ثم ان الموصل قسمان فزعم "المتاخرون" ان موضوعهما المعرف والحجة' فصار موضوع المنطق امرين فاخترنا لفظًا واحدًا جامعًا لهما حتى صار موضوعه شيئًا واحدًا- والمعقولات الاولى اذا ترتب على هيئة موصلة كانت هذه الهيئة عارضة لتلك المعقولات' فكانت معقولة ثانية فصح قول القدماء ان موضوعه "المعقولات الثانية" فبهذا اللفظ انطبق المذهبان ايضًا-

ثم لابد للموضوع من حيثية بحسبها يرجع محمولات المسائل الى موضوع اللفظ' فقالوا هى الايصال بلا واسطة او بواسطة قريبة كالقضايا او بعيدة كاطراف القضايا' فتركنا هذا ادبًا لتاقيده بما يعرف به الايصال

النظر[1] بم[2] يعرف صحته وفساده، ويكفيه الفطرة قصدًا الاضمنا، فحسن تدوينه وتعلمه، ورعايته لتفاوت العقول[3]۔

(ج) دلالة[4] اللفظ على ماوضع له مطابقة، وعلى جزءه تضمن، وعلى

الذی هو اثر النظر الصحیح، وهٰذا الذی یعرف به قد یکون احوال الاجزاء واحکام الاجزاء وقد یکون انواع الهیئة الموصولة باعتبار الصور کالاشکال واحوال الهیئة الموصولة والاجزاء باعتبار کیفیة ایصالها بالجزم او الظن او التخییل او التخبیط، فباعتبار هٰذا القید دخل جمیع مسائل المنطق فی هٰذه الحیثیة، وما کان یدخل فی تلک الحیثیة مباحث الصناعات الخمس والنقائض والعکوس، فانها لیست اجزاء الحجة، وانما هی احوال الاجزاء ۱۲ منه

(۱) النظر کالعلم والعقل یطلق علی المصدر والمفعول، والموضوع هو الثانی، و المعرف سابقًا هو الاول ۱۲ منه

(۲) ای من حیث یعرف به صحته وفساده وذٰلک من وجهین، احدهما ان ای طریق موصل وای طریق غیر موصل۔ والثانی ان یعرف ان ایصال الطریق الموصلة کیف یعرف وبماذا یعرف کمباحث العکوس والنقائض ۱۲ منه

(۳) اعترض بان الحاجة الی المنطق ۱۲ منه

(۴) قوله دلالة اللفظ،

اس تنبیہ کی عبارت ہم نے اگلے صفحہ پر بعینہٖ اور بجنسہٖ درج کر دی ہے۔ اس کا کچھ حصہ دیمک خوردہ تھا اور افسوس کہ کسی دوسرے نسخہ میں یہ تنبیہ موجود نہیں تھا۔ کرم خوردہ حروف کو نقطوں سے ظاہر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

سواتی

الخارج للزوم فهمه التزام، ولمرجع اخر تفطن، ومنه المستنبط ومقصد اللغز، والمعمّٰی،

وتلزم الثلاثة فقط، ولا يخلو شئ عن معنى تفطني[1]، وتكون لا بلفظ، وبطبع، وعقل، ودلائل النجوم، والرمل عقلية خفية بدأً، وضعية بقاءً[2]، والاسباب[3] العادية عقلية ظنية۔

---

(۴) قوله دلالة اللفظ،

اهل العربية شرعية ...

الدلالة القصد اى ...

المعنى نفهم الجزء فى ...

الموضوع له خارج ...

اهل المنطق اشترط ...

عندهم الخارج ...

نخرج المعنى تصوره ...

من تصور المعنى خارجًا عن المقسم ...

المفهوم بالتبع ...

بقى التقسيمين حاصرين ...

هذا القسم من المقسم فى التقسيم ...

ان اسقطوه من الاعتبار كان رأيا صحيحًا وليس كذلك فانهم كثيرا ما يستعملونه

ويبنون عليه فاخراجه عن المقسم سقيم فانما المصنف تقسيم الدلالة يكون

الشئ بحيث يفهم منه شئ آخر بلا اعتبار الفصل ولا اعتبار اللزوم وجعل

الخارج اللازم مدلولا التزامًا وغير اللازم قسمًا رابعًا مسمى بالتفطن فان

التفطن انما ضوء الفهم مثل هذا ١٢ منه

(۱) مثلا التركيب للمركب، والبساطة للبسيط، والوحدة للواحد، والكثرة للكثير، وكل هذا بالقرينة ١٢

(۲) اى استعمالًا ١٢ منه

(۳) عطف على النجوم والرمل ١٢ منه

(د) ان دُلّ بجزئه فمركب وقول آنَ تامًا بالاسناد، فذو صدق وكذب بالذات، خبر وقضية، اجزاء[1]، وتعليقا[2]، وترديدا[3]، وغيره انشاءً طلبًا، ومنه الامر والنهي والاستفهام والنداء، وتنبيهًا، ومنه التمني والعرض والمدح والذم والتعجب والقسم والعقود ونحوها۔

وان ناقصًا بدونه، فمن مستقلين، تقييدي اضافةً وتوصيفًا، وكذا التعلق، والنسبة[4]، والثنيا، ومن غيرهما او مختلفين[5] غيره، والا فمفرد فالمستقل حدثا مع مضي او حضور او استقبال لنسبته كلمة لازمة ومتعدية[6] اربعة اقسام، وناقصة[7] المصادر وتسند ابدًا، وغيره اسم موصل لا ينفرد، ومنه الضمير المتصل والموصول، واللازم الاضافة، وغيره ينفرد، ومنه حدث وجامد، ومشتق ويسند اليه، وبه، ولغيره فقط اداة ليست للاسناد زمانية كقد، ولم، وسوف، ولن، وغيرها، وتدخل مفردًا، او خبرًا، او انشاءً او جميعًا، او تنوب عن جملةٍ۔

---

(۱) في الحمليات ۱۲

(۲) في الشرطيات المتصلة ۱۲

(۳) في "ل" و"س" وترديدًا ونحوه ۱۲

(۴) نسبة الفعل الى الفاعل ۱۲

(۵) من "ل" وليس في "س" ولا في الخطية ۱۲

(۶) اى متعدية الى مفعول واحد، والى مفعولين اولهما غير الثاني نحو اعطيت زيدًا درهمًا، او عين الثاني كعلمت زيدًا قائمًا، او الى ثلاثة مفاعيل كعلمت زيدًا عمرًا فاضلًا ۱۲ منه

(۷) في "ل" ناقصة بمصادرها ۱۲

(ھ) المفرد فیما وضع له حقیقة، فبوضع لشخص علم ولاشخاص معنی الٰی، ومنه الحرف، والفعل، والمبہم، والضمیر، ونحوه، ولشائع کلی ومشترك معنوی، ومنه الجنس، والجمع، واسمہما[1]، والمستغرق فمستوی[2] الافراد فیه متواط، ومختلفها بکمال، وعلیة، واولویة، واضدادها مشکك، وتیاتی[3] فی الالیٰ اطلاقا، لاحملا، وباقر[4] مبتدء مشترك لفظی، ومتفرع[5] مناسب، منقول شرع او اصطلاح او عرف ولاله[6] مرتجل۔

وفی غیره[7] بعلاقة وقرینة مجاز، استعارة، ومرسل، والکنایة دائرة بینهما[8]، والا[9] فحکمی الوضع اوغلط، وذا فی المرکب باجزاءه وهیئته، ولا اثنین من وضع وتجوز فی نطق[10] سیما الموحد المثبت، نعم قد یستحیم، ویوهم، ویحتاط، ویردد، ویغلب، ویعمان الاخر،

(۱) ای الجنس والجمع، وعلم الجنس ههنا داخل فی اسم الجنس ۱۲ منه

(۲) فی "س" فالمستوی فی افراده ۱۲

(۳) ای التشکیك ۱۲ منه

(۴) فی "ل" بالخر (ای باعتبار وضع اٰخر ۱۲ منه) وفی "س" وباوضاع مبتدأة ۱۲

(۵) فی "س" متفرعة وفی "ل" متفرع ۱۲

(۶) فی "س" ولاله ولغیره ۱۲

(۷) ای غیر ما وضع له ۱۲ منه

(۸) ای بین الحقیقة والمجاز ۱۲ منه

(۹) ای وان لم یکن بعلاقة وقرینة ۱۲ منه

(۱۰) وفی "ل" نطق بالوحد ۱۲

ومنه التاويل بالمسمّٰی، وصح نقل وتجوز عن اٰخر[1] بوجهین ۔ وما وضعت لواحدٍ مترادفة، واذ لیس فی الحدوالمحدود فلیس فی مفرد ومرکب ۔

(و) والمشتق الصفة یدل اجمالًا دفعیًا علٰی مطلق ذات انتسب الیها ماخذه بوجه ۔ ویعنون بها عن جنسٍ ۔ فالبیاض لون ابیض، والحلاوة طعم حلو، والخط مقدار طویل ۔ والنسبة متعلقة بالطرفین ۔

اومبدءه[2] الاقرب الذی لایباین ذات الاثر کالحار الغریزی، والناطقة للنفس البشریة، والحساس المتحرك بالارادة للنفس الحیوانیة، اوالقابل الاول بالذات محلیة کالاسود والابیض او ذات متوهمة لاجزاء[3] الصفات کمحمولات الایجاب والسلب، فظن اتحاده[4] بالمبدء وخصوص الذات وابهامها والحدث، و النسبة فقط ۔ ولایجتمع فی واحدٍ ۔ وفی احدها صح منکرًا ومعرفًا[5] ومستغرقًا ۔

(ز) الوضع یعم بالموضوع کالصیغ والتراکیب وهوالنوعی، اوبالعنوان کانا، وذا، وهوالوضع العام للموضوع له الخاص، اوالموضوع له کالانسان ویجب ذا فی الاول، کتکثره فی الثانی، ویخص بها، ویکون

---

(۱) فی "س" و ۱۲

(۲) فی "ل" مبدئیة ۱۲

(۳) تفرض للاجزاء کالصفات المحمولة ایجابًا وسلبًا ۱۲

(۴) ای المشتق ۱۲ منه

(۵) وفی "ل" ومعرفا ومعهودًا ۱۲

حکمیًا بالسکوت لتصرف مفهم بخلافه کالترخیم والاتباع ونقل لغة الغیر وبعض حکایة الاصوات، وجلّه نوعی[1] واللغات توارد علیه، ولعل التجوز[2] منه وقیل من الوضع النوعی، فالمعانی المجازیة بحسبه مطابقیة۔

مقصد التصوّرات

المفردات

(ا) المفهوم ان ابی تصوره لاتکثره فجزئی حقیقی، والا فکلی عدم افراده فامتنعت اولا، او وجد واحد فجاز غیره اولا، اوکثیر فتناهی اولا والفرد الحقیقی ذات تردها المعانی، والفرضی حصة ضم الیها قید اوهٰذیة، وانما تصادقها وعدمه بعنواناتها، فاللاشیٔ واللا ممکن العام، واجتماع النقیضین، وارتفاعهما متصادقة، و الجوهر الفرد والخلاء، اوشریك الباری، وجسم متعدد الاحیاز معًا متباینة، ومثل الخمسة الزوج بلاضرب، والانسان الفرس بلامسخ، وان کان کلیا حقیقیًا بفرض هٰذیات فیه، فتصادق عنواناتها مقید بالاختراع[3] لا مطلقًا، لان کل قید غیر معنی

---

(۱) ای اکثرہ ۱۲ منه

(۲) وفی "ل" التجوز وعلاقته ۱۲

(۳) فی "س" بالمخترع ۱۲

المطلق، فصدق مقیده لا یستلزم صدق مطلقہ[1]، والمندرج تحت غیرہ جزئی اضافی له، والحقیقی یحمل علیٰ نفسه، وعلی الکلی الذی رءیته بالامس منکشفا بالمغرب، والذی لا اعظم واضوء منه فی الفلك، ھی ھذہ۔

(ب) الکلیان ان لم یفترقا فمتساویان کنقیضیھما، والا فاما واحدٌ فاعم واخص مطلقاً بعکس نقیضیھما، وفی نقائض المعانی الشاملۃ بالافراد الفرضیۃ، والحمل الذاتی فقط۔

اوھما متباثنان جزئیا کنقیضیھما، فان اجتمعا فاعم و اخص من وجہٍ، والا فمتباثنان کلیا، ویباین احد المتساویین والاخص مطلقاً نقیض الآخر، ویساویه مباینُ لا واسطۃ بینھما[2]، ویخص عنه ذوالواسطۃ[3] مطلقاً، والاعمان[4] من وجہٍ وتعتبر[5] صدقا علی الفرد، او المفھوم، فتختلف، دخولا وعروضا، او تحققاً بغی اومع اومفھوما[6] بالشرکۃ فی الذاتیات وعدمھا، والاختلاف فی الاعتباریات اظھر،

(ج) الکلی ان کان حقیقۃ الافراد، فنوع، اوجزء غیر مشترك ففصل قریب۔

---

(۱) فی "س" فاحفظه ۱۲

(۲) ای بین ذلك المباثن الآخر ۱۲ منه

(۳) ای مباثن ذوالواسطۃ ۱۲ منه

(۴) ای الاعم مطلقا ومن وجه یخصان من الآخر ۱۲ منه

(۵) ای النسب الاربع ۱۲ منه

(۶) فی "س" و ۱۲

او مشتركا غير تام فبعيد، او تامًا فى كل مشارك فجنس قريب، او بعض فقط فبعيد، وهى ذاتيات منع التشكيك فيها، لم يتم، او خارجًا عنها فمقولًا على واحدة خاصة، وعلى شتى عرض عام، شملا اولا، وهما عرضيان۔

(د) تلك منطقية، ومعروضها بالفعل عقلى، وهو الصورة العقلية المعبرة بالمجموع، ولا يوجد ان، وبالقوة طبيعى، يوخذ بشرط شئ تشخصًا او فردًا، او حصة، ولا شئ من بعض العوارض، او كلها، ولا بشرط وقد يوجد بفرد، نعم الاطلاق شئ مطلق ينتفى بانتفاء جميع الافراد، ولا معه مطلق شئ ينتفى بفرد۔

(هـ) المقول فى جواب ما هو تمام الماهية فمختصًا بها الحد التام، و مشتركا فى مختلفها الجنس، ومعًا فى متفقها النوع الحقيقى، وكل معنى لحصصه نوع، واخص المقولين نوع اضافى للاخر وهو جنسه وهو اعم من الحقيقى من وجه كالانسان والحيوان، والبسائط فان ترتبا، فعال، وسافل، ومتوسط، وجنس الاجناس اعلاها، ونوع الانواع اسفلها، والا فمفرد۔

(و) وللجنس ابهام عقلى يتحصل بالفعل فيلاحظ قوامًا، وقيدًا، وعلة لحصة ويقال على النوع فى جواب اى شئ هو فى ذاته، ويقسم الاعم[1]، ويقوم المساوى والاخص، فمقوم العالى مقوم السافل ولا عكس، والمقسم عكسه، ولا تداخل مرتباته، ولا يتعدد فى مرتبة، وقيل لا يقوم ولا يقسم اثنين فيها، ولا يتعاكس مع الجنس، وهذا فى المركب المتداخل

---

(۱) اى الفصل الجنس الاعم ۱۲ منه

الاجزاء من مادتہ' وصورتہ' والفرق بشرط لا' ولا بشرط۔

(ز) العرضی ان ابی الانفکاک عن المعروض نعرض لازم للماہیۃ، او للوجود العینی مطلقاً او معیناً' او للذہنی' وبین اخص ان لزمہا فہماً' واعم ان لم یحتج لزومہ الی وسط' اوغیر بین بخلافہما' واللازم اعم منہ' کالجزء للکل' والمعلول للعلۃ' والملکۃ للعدم' والمتضایفین وموجبہ اللازم او الملزوم' اوثالث' والانفکاک دام' اوزال بسرعۃ اوبطوء' وہو اعم من العرض من وجہ' لتصادقہما فی مثل العناصر اربعۃ' والماء ذراع' وتفارقہما فی کل من الحیوان والناطق للآخر' وفی السواد للسوادات۔

التعریفات

(ا) کاسب التصور المعرف' وہو القول الشارح' وہو المقول تصویراً اجلی' فتفسیراً لفظی' وتحصیلاً حقیقی' فالمساوی جمعاً ومنعاً واف' وہو بالفصل القریب حد' وبالخاصۃ الشاملۃ رسم' ولو مرکبۃ' و نسبۃ الی علۃ' وبالجنس القریب تام' وبدونہ ناقص' وغیرہ قاصر کالاعم الذاتی' فالعرضی تناولاً' والاخص تمثیلاً' والمباین تنظیراً۔

(ب) یقید اجزاءہ توصیفاً ویقدم الاعم ویحترز عن الاخفی' والمساوی معرفۃ[1]' والاعم والاخص طابقۃ' والمخل بالفہم لدرۃ' اوغرابۃ' او اشتباہ بلا قرینۃ'

(ج) النوع یدخل فی حد الصنف' والعرض العام فی الرسم جنساً فی

---

(۱) اکتفی بہ عن نقیضہ وہو الجہالۃ ۱۲ عنہ

الصناعيات لشبهة، او شبهه به، او بالفصل البعيد، او جزء خاصة مركبة فی غیرها، وتام الحد يتعدد اجمالًا وتفصيلًا، وهما[1] المندرج[2] فی جواب ما هو، والواقع فی طريقه، ويكون بجملة الاجزاء الخارجية، المعدن عناصر ممتزجة، وصورة حافظة، والحيوان روح وجسم، ويحد المركب لا البسيط، ويحد بهما، وتركيب اجزاء متداخلة و متبائنة، متلازمان ذهنًا وخارجًا

(د) مفهوم الشئ عنوان امتيازه وبه الطرد والعكس، ويطلب بما الشارحة الاسم المقدمة على الهلية البسيطة، وقد يكون له حقيقة لها الجعل والمعروضية[3]، وبها قوام الاشخاص، وتطلب بما الحقيقية المتاخرة عنها، قطعًا المتقدمة على المركبة غالبًا، وتميز ذاتياته سهل بفحص ما وضع له الاسم اولًا، وذاتياتها عسير، ولها احكام لا يدخل العدمی فی الوجودی، والاضافی فی الاعتباری فی الحقيقی وفرد مقولة فی غيرها، والمختلف عن شئ فی الوقوع، او الظرف، او المرتبة فيه، و منه لواحق الحكاية والغير البين والمعلل له وبه۔ وعند المشائية العرض فی الجوهر، والمشكك فی المختلفات الا ان يراد مبدء شئ منها۔

---

(۱) ای اجزاء الحد المذكورة صريحًا وهو المراد بالتفصيل، او ضمنا وهو المراد بالاجمال ۱۲ منه

(۲) هذا لف ونشر مرتب، فالمذكور اجمالًا مندرج فی جواب ما هو والمذكور تفصيلًا واقع فی طريق ما هو ۱۲ ن

(۳) فی النسخ المعروضة ۱۲

(ھ) المحسوسات بالذات والحاضرات فی النفس والمنتزعات بدیهیة الکنه، وتطلب حدود مرکباتها تعلیلاً لاحکامها المرتبة، والغائیات[1] الصرفة جسمانیة ومفارقة، انما تعرف بحدود اسمیة او حقیقیة حسبما یعطیه القسمة والضرورة العقلیتان، ثم یجب انقلابها الی صور مجملة، والا امتنع الاکتساب بها فالاجناس والانواع منهما تعرف باسامی مفردة او مرکبة بازاء ذوات الافراد متفاوتة فی الابهام والفصول قد اهملها الواضع فتضطر فی الکنایة عنها الی عوارض تختص بمبادیها، فهی دائرة بین رسوم صریحة وحدود کنائیة[2]، ولکن العارض انما ینتهج جهة دون جهة فبمعرفة کثرتها لاسیما الاولیة منها تتم معرفتها وربما لا یعرف الاجهة او سلب، وللمحسوسات[3] بالعرض صورتان مجملة تبتدأ[4] من الحس، ومفصلة تنشأ من العقل یجب طباقهما امنا من الغلط فاحق[5] حدودها ما یعطی الاجزاء المطابقة والمتجاورة معاً قابلة لجملة اثارها۔

وانما تیاتی ذلک بالذاتیات مع العلل الاربع القریبة فان تباینت الاجزاء متشارکة او قلیلة یرجی حدها، والا فغایتها الرسم فما دام الوجود مرأی والحمل تصویراً فهی معرفات، والا فاحکام برهانیة

---

(۱) فی "ط" والغائبات ۱۲

(۲) فی "ل" کنایة ۱۲

(۳) فی "س" والسلب والمحسوسات بالعرض ۱۲

(۴) وفی "ن" تبدأ ۱۲

(۵) وفی "ن" وحق حدودها ۱۲

فاتحد ما بهما فی تکمل المعقول ۔

(و) الفرق بین الحمل التصوری والتصدیقی' ان الاول تشخیص صورة موضوع مجهول بمحمول معلوم لتحصل صورة واحدة فی الذهن والثانی ضم صورة موضوع معلوم بمحمول معلوم لتحصل صورة تغایرهما فی الواقع

(ز) اجزاء الحد متغایرة الحقیقة' والوضع یؤدی ترکیبها للالمعی بخلع الالفاظ الی وحدة تردها المعانی' وللعامی کاشارة الی بیت اومثل فتحکی وحدة للمحد ودبسیطة تحللها العقل الی اجزاء مطابقة[1] وتمیز اجزاءه اما ذاتًا فالجنس سنخ الشئ' اذا ضم الیه امر لم یحصل غیره بل یرتقی متحصلاً حتی لایبقی فیه الا ایهام الاشارة ۔

والفصل بسیط لایندرج فی تلک المقولة للخلف' ولا فی غیرها للتباین' واحد لایقوم الاحصة من الجنس' فهما عرضیان اولیان عام وخاص' غیر شامل' واما[2] وجودًا فاما بوحدة صرفة کمقدار اوسطح' اوذات جهات کالعاقل الحی المغتذی بکمال ونقص للانسان کمراتب التشکیك اوبکثرة کالهیولیٰ والصورتین للجسم' والنفس والبدن للحیوان فحین انقلاب الافراد لایبقی حصة الجنس اصلاً او یبقی ذهنًا فقط' اوعینًا ایضًا' وبتعمل[3] الذهن للحمل والاتحاد فی الاجزاء

(۱) فی "ن" متطابقة ۱۲

(۲) واما وجودًا فاما بکمال ونقص کمراتب التشکیك اوبوحدة صرفة کمقدار وسطح' اوذات جهات (وفی "س" اوبذات جهات) کالعاقل الحی المغتذی للانسان' اوبکثرة کالهیولیٰ والصورة للجسم' والنفس والبدن للحیوان ۱۲

(۳) فی "ن" وبتعمل ۱۲

وامتیاز المصداق فی الاولین، ویبادر بهما فی الثانی، واجزاء الرسم اماذاتاً، فان اقیم العارض مقام الذاتی مالم یتبیّن[1] فهو[2] عنوان الماهیة، والاقسمة الافراد فقط، واما وجوداً فماخوذ من انضمامی او انتزاعی، مقیساً الی جزء او خارج معقول، او موجوداً او خالیاً عنهما کالاضافات والسلوب،

مقصد التصدیقات

القضیة قول حاکٍ عن الواقع ایجاباً او سلباً، واذ هو لا یسعهما فلاحکایة صدقاً وکذباً الا بمعین جزماً اوظناً، فلاخبر فی الشک[3]، نعم تختلف التراکیب ملفوظاً ومعقولاً، وهذا الکلام کاذب مراداً نفسه مصرحاً او مضمراً بعد تسلیم صورة له بطرح الالفاظ کاذب، وکذا الکذب کما لا یستلزم الصدق بلاحکایة مثل هذا الجدار کاذب، فکذا بلا واقع کهذا القول. فما صحت بمفردین حملیة من موضوع ومحمول، و ما لا شرطیة من مقدم وتال یصلهما رابطة۔

(أ) بذکر الرابطة زمانیة وغیرها ثلاثیة، وبحذفها ثنائیة۔

(ب) بتضمن طرفیها سلبا المفرد معدولة والنسبة سالبة وبدونه محصلة

---

(۱) فی "س" یتعین ۱۲

(۲) فی "س" الاول مس وسادرسماً فی الثانی اجزاء الرسام ۱۲

(۳) فی "س" شاک ۱۲

موجبۃ بسیطۃ سالبۃ،[1]

(ج) الحمل اتحاد المتغائرین ذهنًا فی ظرف من الواقع فحقیقۃ الموضوع حقیقۃ المحمول اولیّ، ودون حقیقۃ العنوان، وحقیقۃ فردہ شخصی او طبعی، وعکسہ محرف، وفردہ شائع متعارف فعقد الوضع بالفعل، والحمل انحاء، وحمل الذاتیات ذاتی، والعرضیات عرضی، وذا مواطاۃ بلا واسطۃ، ومنها تجوز وبواسطتها للملابس اشتقاق، وللمباین ترکیب بذو، وله، وفیه۔

(د) ذات الموضوع مصداق الایجاب، فاوجبوا وجودہ، وظرف الحکم ذلو لوجہٍ وتصورہ شرطہ ووجودہ عندنا تبع المحمول کالانضمامی والمنتزع من العین، وعدم الملکۃ، وصدق السلب بسیطًا، و عدولیًا، والامکان ولوازم الماهیۃ لایستلزمہ، ویختلف الذاتی طبیعیًا، ومتعارفًا، فان استلزمہ فحکم علی محقق فقط، فخارجیۃ اومقدر فحقیقیۃ، والا فعلی خصوص الوجود الذهنی ذهنیۃ محققۃ کالمعقولات الثانیۃ، اومقدرۃ کالممتنعات والفرضیات، و لاعلیہ بتّیّۃ کلوازم الماهیۃ۔

(ھ) مشخص الموضوع شخصیۃ، وکلیہ بنفسہ فقط طبیعتہ، وبافرادہ مبنیۃ الکل، والبعض محصورۃ، ومسورۃ کلیۃ اوجزئیۃ، والمبین

---

(۱) یتضمن طرفیها سلبًا لمفرد معدولۃ، ولنسبۃ سالبۃ، وبدونہ محصلۃ موجبۃ بسیطۃ سالبۃ ۱۲

(۲) طرف الحکم وتصورہ ذاتا لوجہٍ شرطہ، ووجودہ عندنا تبع المحمول الخ ۱۲

سور، نحو كل، ولا شئ، وبعض، وليس بعض، وغيرها مهملة المتاخرين وتلازم الجزئية، ومطلقًا[1] مهملة القدماء،

(و) بذكر كيفية النسبة، موجهة، وهى مادة حكايتها جهة، وهى ضرورة وفعلية، وامكان، ومن كل دائم للذات ووصفى ووقتى ومنتشر ويعتبر الوصف فى الاولى شرطًا، وفى الاوليين مدة وفى الاخريين[2] حينا فتسمى ضرورية مطلقة، ومشروطة عامة، بمعنيين، ووقتية ومنتشرة ودائمة مطلقات، وعرفية عامة ومطلقة حينية، ووقتية وعامة وممكنة دائمة وحينية ووقتية وعامة، وهى بسائط، والاولى من كل صنف اخص مطلقًا من البواقى كالنظيرة[3] السابقة، والرابعة اعم كالاعم من الاعم،

---

(۱) من غير تعيين نفسه وافراده ۱۲ منه

(۲) فى "ل" الاخيرين ۱۲

(۳) صنف

صنف				
الضرورة	دائم بالذات	وصفى	وقتى	انتشارى
صنف الفعلية	دائم بالذات	وصفى	وقتى	انتشارى
الامكان	دائم بالذات	وصفى	وقتى	انتشارى

ويعرف منه اى من هذا البيان بحسب الحساب فى هذه القضايا الاثنتى عشرة النسب المحتملة ستة وستون نسبة بحسب التركيبات الثنائية و ذلك ان الضرورية الدائمة تضم مع احدى عشر قضية، والضرورة الوصفية مع عشر، والوقتية مع تسع، والانتشار مع ثمانية، والفعلية الدائمة مع سبعة والوصفية مع ست، والوقتية مع خمس، والانتشار مع اربع (بان على نحو[illegible])

(بقیہ صفحہ سابقہ) والامکان الدائم مع ثلث، والوصفی مع اثنین، والوقتی مع واحدۃ، و جملۃ هذه الاعداد المتوالیۃ ستۃ وستون بین اثنین واربعین منها عموم وخصوص مطلق، واربعۃ وعشرین منها عموم وخصوص من وجه۔

ویندرج منها فی قوله "والاولیٰ من کل صنف اخص من البواقی" تسعۃ وهی الضرورۃ الدائمۃ مع الثلثۃ الباقیۃ من صنفها، والفعلیۃ الدائمۃ مع الثلثۃ الباقیۃ من صنفها، والامکان الدائم مع الثلثۃ الباقیۃ من صنفه، وفی قوله "کالنظیرۃ السابقۃ" ثنتا عشرۃ نسبۃ، نسبۃ الضرورۃ الدائمۃ المسماۃ بالضرورۃ الذاتیۃ، والمطلقۃ مع الدوام الذاتی، والامکان الدائم، ونسبۃ الدوام الذاتی مع الامکان الوصفی فهی ثلثۃ، ونسبۃ الضرورۃ الوصفیۃ مع الفعلیۃ الوصفیۃ، والامکان الوصفی، ونسبۃ الفعلیۃ الوصفیۃ مع الامکان الوصفی فهی ثلثۃ، ونسبۃ الضرورۃ الوقتیۃ مع الفعلیۃ الوقتیۃ والامکان الوقتی، ونسبۃ الفعلیۃ الوقتیۃ مع الامکان الوقتی فهی ثلثۃ، ونسبۃ الضرورۃ المنتشرۃ مع الفعلیۃ المنتشرۃ والامکان المنتشر ای الامکان العام، ونسبۃ الفعلیۃ المنتشرۃ ای المطلق العامۃ مع الامکان المنتشر فهی ثلثۃ اخری وجملۃ هذه اثنتا عشرۃ، وفی قوله "والرابعۃ اعم" نسبۃ وهی الضرورۃ المنتشرۃ مع الضرورۃ الوصفیۃ والوقتیۃ والمنتشرۃ مع الفعلیۃ الوصفیۃ، والوقتیۃ و الامکان المنتشر مع الامکان الوصفی والوقتی، فتلک ستۃ۔

وفی قوله "کالاعم من الاعم" خمسۃ عشرۃ، الامکان الانتشاری مع الفعلیۃ الدائمۃ، والوصفیۃ والوقتیہ والامکان الانتشاری مع الضرورۃ الدائمۃ والوصفیۃ والوقتیۃ والفعلیۃ الانتشاریۃ مع الضرورۃ الدائمۃ، والوصفیۃ والوقتیۃ والامکان الوقتی مع الفعلیۃ الدائمۃ والضرورۃ الدائمۃ (باقی علی صفحہ ۵۹)

والنظائر الوسطان من وجه كالاخص[1] صنفاً ونظيراً من واحدة[2] ۔
واعتبر تقييد الفعليات، سوى الدائمتين، والمطلقة الوقتية
بالادوام الذاتی، فسميت مشروطة، وعرفية خاصتين، ووقتية
ومنتشرة ووجودية لادائمة، والمطلقة، والممكنة العامتين باللا
ضرورة الذاتية، فوجودية لاضرورية، وممكنة خاصة، فان
قيدت بهما غيرها فسمها لادوائم ولاضروريات، وهی مركبات

(بقية صفحه سابقة) والامكان الوصفی مع الفعلية الدائمة، والضرورة الدائمة والفعلية الوقتية، مع الضرورة الدائمة والفعلية الوصفية مع الضرورة الدائمة ۔

والتی فيها عموم وخصوص من وجه تندرج منها فی قوله "والنظائر الوسطان" تسعة، الضرورة الوصفية مع الضرورة الوقتية والفعلية الوقتية والامكان الوقتی والفعلية الوصفية مع الضرورة الوقتية والفعلية الوقتية والامكان الوقتی والامكان الوصفی مع الضرورة الوقتية والفعلية الوقتية والامكان الوقتی۔

وفی قوله "كالاخصين" خمسة عشرة، المنتشر مع الامكان الدائم، والامكان الوصفی والامكان الوقتی والضرورة الانتشارية، مع الامكان الدائم والوصفی والوقتی ۔

وايضاً الضرورة المنتشرة مع الفعلية الدائمة والوصفية والوقتية والفعلية الوقتية مع الامكان الدائم والضرورة الوقتية مع الامكان الدائم، ومع الفعلية الدائمة مع الضرورة الوصفية والامكان الدائم مع الفعلية الوصفية، والضرورة الوصفية، فتلك ستة وستون ۱۲ منہ (من "ل")

(۱) فی "ل" كالاخصين ۱۲

(۲) ای من هذه القضايا المذكورة ۱۲ منہ

لانهما مطلقة وممكنة عامتان بكم الاصل خلاف كيفه، وكل اخص من بسيطها ومباينة لمنافي قيدها، واعمها الممكنة الخاصة واخصها المشروطة الخاصة، والوقتية، وبينهما عموم من وجهٍ، ودائمة لاضرورية تباينهما۔

(ز) قد يكتفي من القضية باداة وطرف، وباخرى مغايرة الطرف لمثل حكمها اوضده، كقيد صار حكماً والقصر ومن الرابطة بغير اداة، فعل او اسم ناقصين، فزمانه للمحمول[1]، ومتعدد اعراب وتركيب، ويكون المحمول جملة، ومرددا ومع العطف الوصف واحداً، وبدون القيد ممتنعاً كالمغير وافراد الكلية نوعية، والكل مجموعيًّا والبعض جزءً، وعنوان ذات الموضوع مختلفاً ذاتيًّا و لازماً ومفارقاً منتزعاً من عين او صورة[2]، او عدميًّا والضرورة اضطرار او هي والدوام ازليين والامكان احتمالًا وما لاجهة له فعلية ايجابا دائمة سلبًا او عرفية فيهما وجهات السلب للرفع والمواد الحكمية وجوب، وامتناع، وامكان، وهي ضرورة صدق وكذب، ولاضرورتهما بالذات، في ان فرداً كذا موجود۔

---

(۱) في "ن" محمول ۱۲

(۲) ازليتين ۱۲

الشرطيات

(ا) الحاكمة باستصحاب المقدم التالی متصلة، وتکون مرکبة المقدم اذا کانت الشمس طالعة والغیم محیطاً لایری بالنهار ضوءها۔

وبمنافاتهما فی الذات او الوقت منفصلة فصداً فامانعة الجمع وکذا مانعة الخلو ومعاً حقیقیة، وتکون ذات اجزاء، ورفع کل سالبتها۔

(ب) المتصلة بعلاقة موجبة لزومیة تعم التقادیر الغیر المنافیة للطرفین ولزومهما واصولها، جزئیة ومنتزعیة ومعلولیة موجبة، فان اختص ثبت بالعکس والشرکة والا فلازم اعم

والعلة ان الفت بین معلولیها ربطا افتقاریا تلازما ذاتا والا وقوعا۔ والمنفصلة لذاتی الجزئین عنادیة، وغیرهما اتفاقیة تخص الاوضاع الواقعیة لهما فالمتصلة(1) خاصة، او للتالی(2) فقط فعامة ومنها "لو لم یخف الله لم یعصه"۔

(ج) شخصیتها وکلیتها وجزئیتها واهمالها بالاوضاع والسور کلما و دائما ولیس البتة وقد یکون وقد لایکون والاهمال بان واما۔

(د) طرفاها حملیتان او متصلتان او منفصلتان او مختلفتان تثنیتا(3) فی المتصلة، ابطل الرابط وتمامهما۔

---

(۱) فی "ل" فللمتصلة ۱۲

(۲) فی "ل" او التالی ۱۲

(۳) فی "ل" تثنیتا ای قد تاتی المتصلة اثنتین ۱۲ منه

(ھ) تصدق المتصلۃ عن متفقتين وكاذب مع صادق، وتكذب عن الكل لعدم مصاحبةٍ، او علاقۃ فی اللزومية، او كونها فی الاتفاقية الخاصة، الا العامة عن تالٍ صادق، والحقيقية عن مختلفين ومانعة الجمع عن كاذب وآخر، ومانعة الخلو عن صادق وآخر، وتكذب عن البواقی، ومانعة الجمع عن كاذبين والخلو عن صادقين، والاتفاقيات عن الكل للعناد، والعناديات عنه لعدمه، والسوالب بالعكس۔

(و) هی[1] تستلزم الحملية بذكر ملزوم ومعاند، وتلزم موجبتها بتعليق عقد المحل[2] بعقد الوضع وسالبتها بالترديد بينهما، وتعرف البواقی من نتائج الاستثنائی فان النتيجة تلزم الاستثناء، ونقيض اللازم لا يجامع الملزوم، وفی نقيضی ممنوع الجمع منع الخلو

(ز) لا باس باخذ تقادير اللزوم واقعيةً او مقدرة ممكنة او فرضية غير منافية للطرفين ولزومهما ومبناه علاقته، ومجرد الاجتماع فی وضع واقعٍ او مفروضٍ لا يستلزمه فلا لزوم جزئيًا بين كل امرين وحقيقة المحال بطلان ما، وعنوانه المميز له امور حقة فی نفسها ركبت تركيبا صحيحًا فی نفسه لا فی خصوص تلك المادة فاحكامه فی اكثر المضافة حقة۔ فان فرض واقعًا وجب وفاقها للصوادق وبالخلف يتبين خطأه، والا فای محال لزم لم يضر[3] نفی المغالطة العامة نفی جميع الاشياء رفع للنقيضين، فان استلزم نقيضه،

---

(١) ای الشرطية ١٢

(٢) فی "ل" الحمل ١٢

(٣) ای فی صدق الشرطية ١٢ منہ

او جمعهما فلا خلف، وفي اكثر الموصوفة يصدق مقيدًا بالاختراع فكلما كان الاثنان فردًا كان عددًا، ان اريد واقعيًا كذب، اذ ليس منها[1] الاثنان الفرد، او مخترعًا صدق، فان بعض العدد المخترع الاثنان الفرد، فلا يختل بشئ۔

احكامهما[2]

(ا) التناقض تمانع القضيتين بالذات صدقًا وكذبًا، فيجب اختلاف الكيف، وفي المحصورة، والموجهة مع الكم والجهة لصدق الجزئيتين والفعليتين، والممكنتين، وكذب مقابلاتها، واتحاد النسبة بطرفيها وقيودهما، ونوعهما اوليًا، وخارجيًا، ولزومًا وعنادًا، وحقيقة واضدادها، فيناقض الضرورية، والدائمة المطلقتان، ممكنة ومطلقة عامتين والمشروطة والعرفية العامتان، ممكنة ومطلقة حينيتين، والوقتية والمنتشرة المطلقتان، وقتية ودائمة ممكنتين، والمطلقة الوقتية مثلها، والمركبة منع الخلو[3] الموضوع واحدًا عن نقيض جزئيها۔

(ب) أ ولا آ متنافيان بالذات، ويتمانعان محمولين للثالث بعينه بحمل واحد بجعل صدق النفي نفي الصدق، ورفع المقيد بسيط يساوقه

---

(۱) في "ل" فيها ۱۲

(۲) اى الحمليات والشرطيات ۱۲ منه

(۳) في "ل" خلو ۱۲

تردید بین نقیضیهما۔

(ج) العکس المستوی اخص لازم لقلب طرفیها بحفظ الصدق والکیف للموجبۃ جزئیۃ لتلاقیهما وجواز عموم المحکوم بہ، وللسالبۃ الکلیۃ مثلها، وللدائمتین، والعامتین، والحینیتین المطلقۃ وللدائمۃ حینیۃ مطلقۃ، للخاصتین حینیۃ لادائمۃ، ولباقی الفعلیات مطلقۃ عامۃ ایجابا وللدائمتین دائمۃ، وللعامتین عرفیۃ عامۃ، وللخاصتین عرفیۃ لادائمۃ، فی البعض سلبًا کلیا لان نقیض العکس مع الاصل ینتج سلب الشیٔ عن نفسہ، ولا نعکاس نقیض العکس الی منافی الاصل، اما فی الایجاب او السلب، وبافتراض موضوع الموجبۃ والمرکبۃ، ما یحمل علیہ طرفاها مقدمًا للمحمول ینتج من الثالث العکس المطلوب، لا للبواقی لکذب الممکنۃ العامۃ فی عکس الوقتیۃ، ولا للممکنات، والسالبۃ الجزئیۃ لجواز لا فعلیۃ المحکوم بہ وعموم المحکوم علیہ۔ الا الخاصتین عرفیۃ خاصۃ جزئیۃ لمصادقۃ۔ بج ب باللادوام، وتنافی زمانهما بالاصل، ولا للاتفاقیۃ العامۃ لکذب التالی، ولا مفیدًا للاتفاقیۃ الخاصۃ والمنفصلات وهو[1] للطبیعیۃ محرفۃ وللحمل الاولی، والخارجیۃ والحقیقیۃ واللزومیۃ والعنادیۃ مثلها۔

(د) الضروریۃ السالبۃ لا تنعکس کنفسها اذ زید[ن] الراکب الفرس ان لم یرکب اصلًا صدق بالضرورۃ لا شیٔ من مرکوب زید بحمار لا عکسہ

---

(۱) ای العکس ۱۲ منہ

لصدق نقیضه، قیل کل دائمة ضروریة اذ هی[1] هنا اعم مما بالذات ولہ[2] علة فهو ضروری بها فکل ممکنة فعلیة، فتنعکس الضروریة بل الدائمة السالبتان ضروریة، والممکنة الموجبة ممکنة بل فعلیة وهو حق نظرًا الی الواقع بجملته ولا یعرف الا بعد الوقوع، واما بالنظر الی تعین النسبة بطرفیها عمومًا وخصوصًا کما علیه مدار الکسب فلا[3] فان طبیعة بعض افرادها ممتنعه بالغیر، وبعض افرادها واجبة بالغیر فلا یحکم علیها کلیا بوجوب ولا امتناع بل بالامکان فقط، وان الضروریة هنا و ان عمت ما بالذات فقد خصت بما بعلة واحدة موجبة فحیث تعدد علل وجوده وبقاءه اوشروط، ووسائط لتاثیرها اوارتفاعات موانعها التی بها ایجابها غیر مستندة الیها، کان هوالدوام المجرد عنها کسلامة المرکبات بتجدد دفع موانعها، وشروط حفظها، وتختلف بها عللها[4] الموجبة فتستمر ولا تمتنع[5] زوالها بعدم استمرار موجب لها بعینه، فقد ذکرنا انفًا فافهم۔

(ھ) یجب فهم قیود الطرفین، فعکس زید فی الدار، وکان الشیخ شابًا، وصار الطین حجرًا، وما زید الا قائم وعلم اوجعل الثوب ابیض، وجاء زید راکبًا، وبعض الکائن فی الدار زید، والکائن شابا شیخ، والصائر حجرًا

---

(۱) ای الضروریة ۱۲

(۲) ای الدوام ۱۲

(۳) ای لا یصح ۱۲

(۴) فی "ل" علله ۱۲

(۵) فی "ل" یمتنعه ۱۲

طین، وبعض القائم لاغیرہ زید، وبعض المعلوم والمجعول[1] ابیض ثوب او بعض الثوب ابیض فی العلم او بالجعل وبعض الراکب عند المجئ زید، او بعض الجائی راکبا زید ونحو ذلک، فاحفظ۔

(و) عکس النقیض للقدماء ذاک[2] لنقیضی الطرفین، والایجاب فیہ کالسلب فی المستوی وبالعکس، والنقیض[3]، والبیان، مامر بالزام ج لیس لیس ج وللحقیقتین مثلہا وان لم یفد، ولموجبۃ الما نعتین الاخری لالسالبتیہما[4]

(ز) عکس نقیض المحدثین تقدیم نقیض التالی[5] علی الاول صادقا مخالف الکیف، موجباتہ کسوالب المستوی، ومن السوالب الفعلیات المرکبۃ جزئیۃ مطلقۃ عامۃ ولخاصتہا[6] لادائمۃ، وما دروا حال غیرہا لعدم استلزام لیس[7] ج ج۔ ولجواز استلزام المحال للنقیضین، وعدم استلزام الممکن لشئ منہما، وقولنا[8] کلما لم یستلزم وجود الحادث رفع عدم واقعی لم یوجد

---

(۱) فی "م" والمجہول ۱۲

(۲) ای اخص لازم بعد القلب لنقیضی الطرفین بحفظ الصدق والکذب ۱۲ منہ

(۳) فی "ل" النقیض ۱۲

(۴) فی "م" بسالبتہما ۱۲

(۵) فی "م" الثانی ۱۲

(۶) حینئنہا ۱۲

(۷) فی "م" ج ج ۱۲

(۸) وفی "ل" ص۱۵ س ۱۲ وقولنا کلما لم یستلزم وجود الحادث رفع عدم واقعی لم یوجد الحادث عکس نقیض صادق کاصلہ، ولاینافی قولنا کلما لایستلزم وجودہ رفع عدم واقعی فہو موجود دائما، فان الاول منصب کل شرطیۃ تحکی تقدیرا (باقی علی صفحہ ٦٧)

الحادث، عکس نقیض صادق کاصلہ، ولاینافی قولنا کلما لا یستلزم وجودہ رفع عدم واقعی فھو موجود دائما۔

فانّ الاول تنصب کل شرطیۃ تحکی تقدیرًا باطلًا للحادثات وانّ الثانی برفعہ حملیۃ تحکی حالًا واقعیًا للازلیات فتنافیھما ابعد من تنافی کلمتی التوحید: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

وَلَوْکَانَ فِیْہِمَآ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۔ فافھم
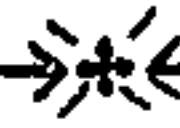
الحُجَّة

کاسبۃ التصدیق جزمًا اوظنًا، حقًّا او باطلًا۔

صورھا

(ا) القیاس قضایا یلزم من تالیفھا مسلمۃ، حکم، فما فیہ ترکیب النتیجۃ استثنائی، ومالا اقترانی حملی، صرفًا اوشرطی، واطراف مقدماتہ حدود، وھو باوضاعھا شکل، وبالاسوار ضرب وقرینۃ، وبالجھۃ اختلاط وبالشرطیۃ اقتران، فموضوع المطلوب اصغر ومحمولہ اکبر، وما ھما فیہ صغری وکبری، والمکرر فیھما ولومع سلب اوسط، و ینتج[1] بحذفہ وضمھما۔

(بقیۃ صفحۃ سابقۃ) باطلًا للحادثات۔

والثانی برفعہ حملیۃ تحکی حالًا واقعیًا للازلیات فتنافیھما ابعد من تنافی کلمتی التوحید لآالٰہ الا اللہ۔ ولوکان فیھما الھۃ الّا اللہ لفسدتا۔ (فافھم)

(۱) وفی "ن" یستنتج ۱۲

(ب) فان كان بينهما فالشكل الاول من الموجبتين مع الكليتين بشرط فعلية ايجاب الصغرى مع الكلية الكبرى او بعدهما، فالثانى من الموجبتين مع سالبة، والسالبتين مع موجبة كليتين لاختلاف الكيف معها وكون الامكان مع ضرورة، والفعلية مع دوام ذاتيين[1] فى الصغرى او الوصفين فى الكبرى او قبلهما، فالثالث من موجبة كلية مع[2] الاربع وجزئية مع الكليتين بشرط[3] الاول مع كلية احدهما، او دخولهما فالرابع من موجبة كلية مع غير نقيضها وجزئية مع نقيضها، وسالبة كلية مع ضدها، ومن باقى المتنا قضين اذا ما السالبة خاصة فقط لايجابهما مع كلية الصغرى او اختلافهما بالكيف مع كلية احدهما ـ وبانعكاسهما[4] ثم بما المراجعه[5]، والا الاختلف فعقمت ولغات[6] الاندراج[7]، والتنافى[8]، والاجتماع[9] والارتجاع[10] لينتج الاول بداهة والبواقى بالخلف، والافتراض

---

(۱) وفى "ن" ذاتين اى الضرورة والدوام ۱۲

(۲) فى "ن" من ۱۲

(۳) اى فعلية ايجاب الصغرى ۱۲ منه

(۴) وفى "ن" بانعكاسها ۱۲

(۵) فى "ل" ثم بالمراجعة ۱۲

(٦) لفات ۱۲

(۷) فى الاول ۱۲

(۸) فى الثانى ۱۲

(۹) فى الثالث ۱۲

(۱۰) فى الرابع ۱۲

فی الجزئیۃ الموجبۃ، او المرکبۃ والرد الی الاجلی بعکس احدھما او کلیتھما او الترتیب فالنتیجۃ[2] سالبۃ معھا موجبۃ بدونھا جزئیۃ معھا ومع ثبوت حمل الاصغر کلیۃ بدونھما۔ وفی الجھۃ الاولیٰ[3] والثالث کالکبریٰ غیر وصفیۃ، والا فلو[4] ضم الاصغر بحذف لا دوامھا[5] والضرورۃ المختصۃ بھا[6]، و ضم لادوام الکبریٰ الیھا[7]۔ والثانی دائمۃ معھا والا فکالصغریٰ بلا قید وضرورۃ والرابع کالثالث من صغریٰ موجبۃ وکالثانی مع کبریٰ کلیۃ مخالفۃ الکیف، وعرفیۃ خاصۃ مع کبریٰ موجبۃ جزئیۃ کذلک بعکس نتیجۃ عکس الترتیب۔

(ج) الشرطی خمسۃ اقسام، وتنعقد الاشکال الاربعۃ فی کل، وللرابع خمسۃ اضرب والشرکۃ ان کان فی جزء تام تکن الشروط فیھما[8]، والا ففی مقدمتی التالیف، وکذا[9] النتیجۃ، ومن کل مطبوع وغیرہ تمز[10] المتصلتین

---

(۱) ای یجب فی عکس الترتیب عکس النتیجۃ ایضاً ۱۲ منہ

(۲) مفعول ینتج ۱۲ منہ

(۳) فی "ل" الاول — ای ینتج ۱۲

(۴) ای ان کان وصفیۃ ۱۲

(۵) ای الصغریٰ ۱۲

(۶) ای الصغریٰ ۱۲

(۷) ای النتیجۃ ۱۲

(۸) ای الصغریٰ والکبریٰ ۱۲

(۹) ای ان کانت الشرکۃ فی جزء تام تکون النتیجۃ مرکبۃ من الاجزاء التامۃ وان کانت فی مقدمتی التالیف تکون مرکبۃ من اجزاء مقدمتی التالیف ۱۲ منہ

بالشرکۃ بالتام منها ینتج کالحملی بشرائط، اوغیر التام، والشاس کان یقترنان، فالنتیجۃ بعد شروط التالیف متصلۃ مرکبۃ المقدم اوالتالی من نتیجۃ التالیف والغیر المشارک، ومن المنفصلتین بغیر تام منهما فلتکونا موجبتی مانعۃ خلو واحدۃ کلیۃ، ونتیجۃ التالیف بشروط الحملی احد ثلاثۃ اجزاء النتیجۃ مانعۃ الخلو۔ ومن المتصلۃ والمنفصلۃ ان کانت الشرکۃ فی تام ردت المنفصلۃ متصلۃ لازمۃ لها۔ اوفی غیر تام فلیقرن المنفصلۃ المشارک فان تقدمت فالنتیجۃ مثلها تالیها متصلۃ من نتیجۃ التالیف، والغیر المشارک اوتاخرت فمتصلۃ تالیها منفصلۃ کذلک۔ ومن الحملیۃ والمتصلۃ بالشرکۃ فی تام من الاولیٰ غیر تام من الثانیۃ، وهی تکون موجبۃ فاذا قرنت بالمشارک، فالنتیجۃ متصلۃ من نتیجۃ[1] التالیف، والغیر المشارک۔ ومن الحملیۃ والمنفصلۃ المانعۃ الخلو الموجبۃ ما یکون الحملیات کاجزاء الانفصال، فان اتحد محمول الحملیات فالنتیجۃ حملیۃ وهوالمقسم[2]، اواختلف فمنفصلۃ من نتائج التالیف۔

(د) الاستثنائی شرطیۃ موجبۃ لا اتفاقیۃ واستثنائیۃ بلکن واحدهما کلیۃ ففی المتصلۃ ینتج وضع المقدم وضع التالی والرفع بالعکس۔ وفی الحقیقۃ وضع کل رفع الآخر کمانعۃ الجمع وبالعکس کمانعۃ الخلو

(١٠) ای ذالمطبوع من المتصلتین ترکیب یکون الشرکۃ فیہ بالجزء التام من الصغریٰ والکبریٰ ١٢ منہ

(١) ای مرکبۃ من نتیجۃ ١٢

(٢) ای القیاس المقسم ١٢

وفی ذات الاجزاء لکنه واجب فلیس بممکن ولا ممتنع لکنه واجب
اوممکن فلیس بممتنع لکنه لیس بواجب ولاممکن فهوممتنع ۔

(ھ) یترکب موصول النتائج ومفصولها من الاقترانیات، والخلف وھو
اثبات الشیٔ بابطال نقیضه لاستلزامه محالًا من اقترانی واستثنائی ۔

(و) الاستقراء حکم کلی بتصفح الجزئیات فان تم فقیاس مقسم، والا
فلاجزم۔

(ز) التمثیل، اثبات صفة جزئی لغیرہ باشتراک علتها[1] فان تمت فوضع مقدم
اوانتساج ولااصل، والا فلا قطع ۔

وعمدۃ طرقه الدوران وجودًا وعدمًا فی مادۃ ۔

والتردید، فالابطال، لیتعین لها الباقی، وفیها[2] شکوک، وله
ولاعتراضاته، واجوبتها، ولاقسام الاحکام والعلل، فی الاصول[3]
بسط۔

---

(۱) فی "ل" علتهما ۱۲

(۲) فی "ل" فیهما ۱۲
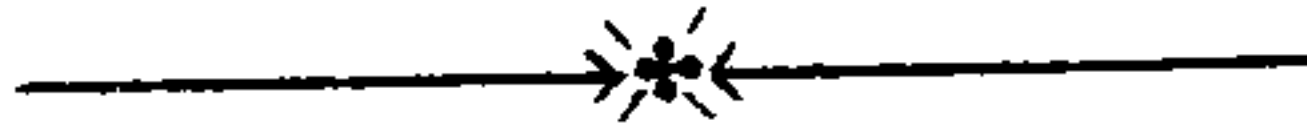
(۳) ای علم اصول الفقه ۱۲

موادها

الصناعات الخمس القياسية

(أ) البرهان لاصابة الحق من اليقينيات، اصولها الضروريات، فالاوليات يذعن لها بمجرد الالتفات، والفطريات بوسط لا يغيب يقينيته مطلقاً، والحدسيات لسنوح المبادی المرتبة دفعةً اذا انطبقت على ضابطة النظر، والمشاهدات حسياتها بالحس الظاهر، ووجدانياتها بالباطن، والمجربات بتكررها مستمراً، والمتواترات بخبر جمع لا يتوهم تصنعهم، والعاديات باستمرار العادة بلا صارف، يقينية فی الاكثر بشروطها، وتلتبس كثيراً، والبديهية[1] قد تختلف بذيل السبب، والعنوانات والتجريد[2]، والالف ومراتب الذكاء فطرة وكسباً ويستدل منها على ما لا يختلف[3] وفروعها مفاد النظر الصحيح، والحكم المتواتر عن الرسل عليهم الصلوة والسلام تبليغاً، والاستدلال بالعلة وهی الواسطة فی العروض او الثبوت مشهوريا او غيره لمی، وسواه انی۔

ب) الجدل لافحام الخصم، اعمها القاصرمن المشهورات باعتراف العامة بها لمصلحة اوجبلة او عادة، والمسلمات بتسليم الخصم

---

(۱) والبداهة ۱۲

(۲) فی "ن" والتجرد به ۱۲

(۳) فی "ل" ما يختلف ۱۲

او قلّ(۱)ته، ویضم معہ فی الا للہ تحمیق واستہزاء۔

(ج) الخطابۃ للترغیب الی الخیر، والترهیب عن الشر من المقبولات باخذها ممن له تایید سماوی، او مزید عقل ودین، والمظنونات بالقرائن الاکثریۃ

وعمدة ابوابها المدح، والذم، والتندیم، والعذر والشکر و الشوری، والتحریض، والزجر، ویفید فیها القصص، واثبات النصح ومزید الفهم۔

(د) الشعر لیفعل فی النفوس بداعیۃ الهوی خیرًا و شرًا من المخیلات تشبیهًا و تعلیلًا و تحکمًا الموثرة فیها، ویروجه الوزن وحسن الصوت وحکایۃ المعنی فهو اعم من شعر الجمهور من وجه

(ھ) المغالطۃ للاغواء، والتحفظ منہ، والامتحان، وقد یرشد المالوف بها من المشبهات بتمویه الکذب والفاسدات باضاعۃ الشروط ولو خفیۃ۔

(و) یسهل الحد والبرهان، والتقسیم بضم قیود متقابلۃ مترتبۃ بالاعم الاعرف وبحصر الاحتمالات وابطال ما امکن، والتحلیل بترتیب مشترکات فی المتقابلات، وبادخال وسائط متلاحقۃ بین طرفی المطلوب۔

(ز) معرفۃ کثرة وجوه الغلط نافع فی العصمۃ جدًا۔ واصولها لفظیۃ ومعنویۃ، مادیۃ وصوریۃ، وقد تتداخل۔

فمن الاول غلط فی التلفظ والکتابۃ او السمع والقراءة او فی

---

(۱) فی "ن" بلادته ۱۲

نهم المعنی من جوهرہ[1] او صیغتہ لاختلاف الوضعیات او المستعملات ومنہ[2] الفرس لصورتہ، او من ترکیبہ لہ، او لتعدد المرجع والمراد من المقدر والمبہم عموما وخصوصا، ومن المضاف معہودا او مطلقا، والمعطوف، والوصف جمعا او فرادیٰ، ونحوہا۔

اوفی محلہ[3] اما تقریرا او انکارا او استفہاما او تعجبا، و اما اعتقادا او فرضا، او نقلا او دعاءً، واما عنایۃ بمصداقات متشارکۃ العنوان متخالفۃ الاحکام، واما تطبیقا لاصطلاحین، من غیر ثبت وامثالہا۔

ومن[4] الثانیۃ الاعتماد علی غلط الحس او الوہم المالوف والحاق الراسخات بالاولیات، والمشہوریات بالمتواترات، والمکررات بالتجربیات والمتبادرات بالحدسیات، وعدم العلم بالعلم بالعدم، ومنہ لیس عداد اولیٰ من عدد، وعامۃ[5] الترجیحات بلا مرجح، والراجح بالانسیۃ بالراجح بالحجۃ، والمقارن الاکثری للعلۃ بہا، وبعضہا المعروف بتمامہا، والجزء العرفی بالحقیقی، والمستبعد بالمحال، والمحتمل الصحیح بالواقع المقطوع، وما بالقوۃ بما بالفعل، وما بالعرض بما بالذات والحیثیات المتاخرۃ بالمتقدمۃ، والغائب بالشاہد، والقیاس مع الغفلۃ عن الفارق

---

(۱) ای من جوہر اللفظ ۱۲

(۲) ای من اختلاف المستعملات حقیقۃ و مجازا ۱۲ منہ

(۳) فی "ل" محلہ ۱۲

(۴) ای من المعنویۃ المادیۃ ۱۲ منہ

(۵) ای ومنہ عامۃ ۱۲

واشباهها۔

ومن الثالثة[1] جلية كتفويت الشروط المبنية، وخفية تندرج فيه[2] كوضع الطبيعية مسورة والمهملة كلية، والحقيقية مع الخارجية واخذ عكس الكلية الموجبة كلية، والفرضية واقعية، واختلاف وجوه الحمل فى التناقض، والحصر فى النفى والاثبات للكل مع احتمال التوزيع۔

وفى الاساس حصرت فى ثلاثة عشر، فاللفظية:

(ا) فى جوهر المفرد لتعدد المعانى وضعًا وتجوزًا وتشكيكًا،

(ب) وفى صيغته حاضرًا وغائبًا ومؤنثًا ومذكرًا وفاعلًا ومفعولًا و افرادًا وتركيبًا۔

(ج) وفى الخارج عنه كالتصحيف، والاعراب، والتقديم والتاخير فتسمى مغالطة باشتراك الاسم، واختلاف الشكل، وبالاعراب والاعجام و الترتيب۔

(د) وفى نفس التركيب كوجع الضمير والاشارة واختلاف النسب مثل فرس زيد مركوبًا ومبيعًا وملكًا وهو مجازات[3]۔

(ھ) وفى صدق الحكم تحليلا كما فى الخمسة زوج وفرد، لا تاليفًا فيوهم التاليف وهو بايهام[4] التاليف۔

---

(۱) اى من الصورية ۱۲

(۲) فى "ل" فيها ۱۲

(۳) فى "م" مجازات ۱۲

(۴) وفى "ل" وهو ايهام ۱۲

(و) وفی صدقه تالیفًا فیوهم التحلیل کما فی "لو کان الخلاء موجودا لقدر"
وقد اخلت الابعاد وهو ایهام عدم التالیف۔
والمعنویة :
(ا) مصادرة علی المطلوب بتوقف الدلیل علی المطلوب۔
(ب) ووضع مالیس بعلة باستنتاج غیر نتیجة[1] الشکل۔
(ج) وسوء التبکیت بافساد شروط القیاس۔
(د) وسوء الحمل لعدم التمیز بین محمول مقید ومطلق، وبالذات
وبالعرض وبالقوة والفعل ونحوها۔
(ه) وسوء ربط القضایا فیجعل غیر العکس والنقیض عکسًا ونقیضًا۔
(و) واخذ ما بالعرض مکان ما بالذات والتعبیر عن الشخص بعنوان
عام واخذ الاکثری کلیًا وقیاس المساواة مکان القیاس ونحوه۔
(ز) والجمع بین موضوعات فی السؤال عن محمول نفیًا او اثباتًا مع کذبها[2]
وصدق التوزیع، والمرجع لجمیعها اهمال شروط الصورة والمادة
والمنشاء، واشتباه شیٔ بغیره ولهذا البحث دخل عظیم فی الباب
الرابع۔

---

(۱) فی "ت" نتیجة الشکل ۱۲

(۲) وفی "ل" بهما ۱۲

خاتمة

اجتمعت انظار قد ونت علومًا اشاعة وادامة ـ

(ا) وجزئت[1] على مسائل هى المقاصد ومباد تو تقف هى عليها ومقدمة مبصرة فيها، فالمقدمة اهمها الاسم تميزًا وغاية التدوين تحريضًا والتحصيل هى اوكسب معيشة، اوجاه اوخوف عربى، اوارضاء حبيب، والموضوع بضبط الكثرة وحدة وضم ما يستخرج اليه والرسم باحدهما

(ب) وهو ما يبحث فيه عن عوارضه الذاتية وهى محمولات خارجة عن الوجه الذى عرف به موضوعًا مساوية اولا تلحقه بلا واسطة عروض اوثبوت مشهورية اولية او معللة بغير مشهورية اوبهما[2] مساوية له، صدقًا اوتحققًا، وما بالاخص ذاتى لمطلقه، ولقبوله، وغريب للمطلق ولاقتضاءه فبافراد علم له وبعدمه يراعى الوجهان وكم يوجد[3] ما للاعم فيخص بتقدير قيد كما يعم[4] ما للاخص بالمفهوم المردد بين المتقابلات، ولو اكتفى بالدخل فى الحيثية دون الذاتية والغرابة لكفى، اذ لابد من حيثية مميزة هى قيد له، او علة لاثباتها فى نظر الباحث لجواز اشتراك علمين فى اصله ووجوب خروج

---

(۱) اى الانظار المدونة ۱۲

(۲) وفى "ل" اوبها ۱۲

(۳) وفى "ل" وكم ما للاعم ۱۲

(۴) وفى "ل" كما يعمم ۱۲

بعض العوارض عنه ۔

(ج) جاز موضوعات متناسبة لعلم، وموضوع لمختلف الحيثيات لعلوم، والبحث عن اجزاءه الخارجة[1] عن عنوان الموضوعية واثبات وجوده فيما لا يتوقف صدق المسائل عليه او لم يكن فوقه علم، وكاد ان يكون الموضوع وحيثية[2] اجزاء ذهنية للعلوم، والمسائل اجزاء مقدارية لها ۔

(د) ولا بأس بوجه تسميته[3]، وعامة منافعه، وجنسه، من الشرعية، و الادبية، لغوية، وخطية، وتواريخ، والحكمية، والكشفية، والغريبة، وصنفه علميًا، وعمليًا، وجامعًا، وقسمة ابوابه، ورتبة تحصيله، وشرفه بخواصه، ودرجته يقينيًا، وظنيًا، ووهميًا، وحكمه شرعًا وفضل واضعه وبما يعين فيه من غيره ۔

(ھ) والمبادی تصورية كشرح مصطلحاته، واطراف مسائله و تصديقية، تبتنى عليها ادلتها فالبينة علوم متعارفة، والمبينة فی علم او باب آخر اصول موضوعة، والماخوذة بحسن الظن مصادرات يجزم بها[4] بعد، فمشتركة الابواب تلی المقدمة والمختصة فی مواضعها ۔

(و) والمسائل نظرية او بديهية خفية، موضوعاتها موضوع العلم او

(۱) وفی "ل" الخارجية ۱۲

(۲) وفی "ل" حيثيته ۱۲

(۳) ای العلم ۱۲

(۴) فی "ل" يجزم بعدا ۱۲

جزءہ اونوعہ اوعرض ذاتی لہ، اولنوعہ، اونوع لہما، اوعرض ذاتی لہما، اومرکب ومحمولاتہا ما عدا الاولین[1]۔

(ز) ولیبوب علیٰ انواعہ والافاعراضہ، ولیقدم وضعًا ما تقدم طبعًا ثم الاہم فالاہم، ثم ملائم المقدم، اوالاکثر بسطًا فان بقیت طرق استعمال اوکشف مبہمات، اوفروع قلیلۃ، اووصایا نافعۃ غیر مختص بباب۔ جعلت خاتمۃ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تعر

---

(۱) ای موضوع العلم وجزءہ ۱۲ منہ

البَابُ الثانی

فی

التحصیل

نقلنا هٰذا الباب اوّلاً من کتاب ابجد العلوم من ص۱۲۷ الی ص۱۳۲ وکذا الباب الثالث والرابع۔ ثم قابلنا هٰذه الابواب بنسخۃ خطیۃ لمولانا عبد التواب الملتانی رح وصححنا بقدر الامکان ثم بعد ذلک قابلنا بنسخۃ اخری (خطیۃ) للمجلس العلمی فی کراتشی۔ وهی نسخۃ جیدۃ مصححۃ من ید المحدث الشهیر والعالم النحریر، مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی

(مباحث)

وفیه تعریف التحصیل وتدوینه، ومقاصده وموضوعه وان نظر هٰذا الفن فی خمسة اشیاء: المناظرة، والتدریس، والتلمذ، والتصنیف، والمطالعة۔ وتفصیل کل قسم۔ و بیان فن التحصیل۔

السوانی

بعد حمد الله، وصلوٰة محمد رسوله ۔

اقول بتدوین العلوم، غلب فی تحصیل المجهولات، التعلم علی التفکر، ولم یکن له قانون ۔ فدوّن والدی العارف الواصل، والنحریر الکامل، الشیخ ولی الله بن (المحقق المقرب) الشیخ عبدالرحیم العمری الدهلوی قدس الله سرهما واشاع برهما۔ لمزاولة الکتب تعلیمًا ۔ ضوابط ۔ فاضفت الیه ما وفقنی الله سبحانه به ۔ وهی هذه :

فتح فن التحصیل ۔

موضوعه، العلوم المدونة من حیث تستفاد وتفاد،

وغایته، الخوض فیها علی بصیرة ۔ والنجاة عن سوء الفهم لمقاصدها[1]، وتمییز لبابها عن ذبابها ۔ وکسب الاقتدار، والمهارة فیها ۔ وتفریق کامل الکتاب، والمعلم من ناقصهما، فلیرسم باحدها ۔

وتکمل الناس فی العلوم بدونه لاینفی فائدته کمجتهدی الامة، و اساطین الحکمة، ومدققی الهنود، والاثر بحمن المنطق ۔

ونظره فی خمسة ۔ فان التعلم بالتقریر ممن ینکر علیه مناظرة ۔ وممن یذعن له تدریس[2] وتلمذ[3] ۔

---

(۱) فی "ن"۔ "م" لمقاصدها ۱۲

(۲) ای من العلم ۱۲

(۳) ای من المتعلم ۱۲

وبالتحریر تصنیفٌ[1] ومطالعۃ۔

بسط[3] المناظرۃ

توجہ الخصمین فی مطلب لاظہار الحق والتعرض للبیان او المبین الحجۃ[4] او المعرف۔

فمن الاول :

(۱) حل المصطلح والمغلق۔

(۲) تعیین المحذوف والمرجع والمحتمل لاشتراک وتجوز وتخصیص وتعقید۔

(۳) دفع الاخلال لتعقید وتبادر لا شیٔ۔

(۴) دفع الاستدراک[5]۔

(۵) سبب العدول عن ظاہر ومشہور۔

(۶) تنبیہ عن[6] الاضرار بزیادۃ وترکہا۔

(۷) وعلی تعارض الکلامین صریحاً او التزاماً۔

(۸) وعلی تداخل الشقوق والاقسام۔

---

(۱) ای من المعلم ۱۲

(۲) من الناظر المتعلم ۱۲

(۳) الیٰ مقاصد ۱۲

(۴) للحجۃ ۱۲

(۵) لیس فی الخطبۃ ولا فی "م" لفظ دفع ۱۲

(۶) فی "م" علی ۱۲

(٩) طلب حکم مسکوت عنہ منہا۔

(١٠) خلو المدعی عن الفائدۃ۔

(١١) استثبات الدعاوی خفیۃً۔

(١٢) وظاہرًا۔

ویجاب

(١) بالبیان۔

(٢) وافہام القرینۃ۔

(٣) وفائدۃ اللفظ۔

(٤) والترجیح۔

(٥) ودفع المضر۔[1]

(٦) والتوفیق۔

(٧) والتمییز ولو فی الجملۃ او بالحقائق دون المصداق۔

(٨) والدرج۔

(٩) ووجہ النفع۔

(١٠) والاطلاع۔

(١١ و ١٢) او یصلح فی الکل۔ ثم الاستدلال۔ او النقل۔

ومن الثانی

(١) تحقیق المذاہب۔

(٢) تصحیح النقل۔

(٣) عدم الاعتداد بہ۔

---

(١) فی الخطیۃ دفع الضرر ١٢

(۴) تغییر[1] معناه

(۵) منع المقدمات کلًا او بعضًا کالصغریٰ والکبریٰ۔ والملازمة، والتنافی، والوضع، والرفع،

(۶) السند۔ ان ادعی البداهة۔ فالمساوی یفید هما نفیًا واثباتًا۔ والاخص المعترض اثباتًا۔ والاعم المستدل نفیًا۔

(۷) فساد التالیف لفقد[2] شرطه[3] وعدم تکرر وسط ونفی حصر، ویردد ان علی الشقین کثیرًا۔

(۸) مناسبة الاوسط لضد الاکبر والمقدم نضد التالی۔

(۹) النقض بالتخلف عن المدعیٰ۔

۱۰ او باستلزامه محالًا۔

۱۱ المصادرة علی المطلوب جزئیةً۔

۱۲ توقفًا[4] ولو باختلاف اللفظ۔

۱۳ القول بالموجب لعمومه[5] عن الدعویٰ۔

۱۴ لقصور عنها لخصوصه۔

۱۵ لمعارضة علیها۔

۱۶ وعلیٰ مقدماتها:

---

(۱) فی الخطیة تغیر ۱۲

(۲) فی "م" بفقد ۱۲

(۳) فی الخطیة شرط ۱۲

(۴) فی الخطیة توقفًا ۱۲

(۵) ای الدلیل ۱۲

(۱۷) ابطال المبنی ۔ وهو غیر القدح فی دلیله ۔ وذلك فی المقدمات القریبة[1]، وانفع منه لهدمه اساسًا ولکن فی طرفی المناظرة لئلا یشوش بالانتقال ۔

(۱۸) تساوی الدلیل والدعوی قبولًا وردًا ۔ للاشتراك فی اصل ۔

(۱۹) استثبات التفاریع علیها بعد الاعتراف تقدیرًا ۔

(۲۰) مخالفة النص او امام الفن ۔

ویجاب

(۱) بالاعلام والعرض ۔

(۲) والتوثیق ۔

(۳) والترجیح بقرب وشهادة حاذق ۔

(۴) والاستدلال ۔

(۵ و ۶) التطبیق علی القواعد ۔

(۷) ونفی المناسبة ۔

(۸) والفرق بین الصورتین ۔

(۹ و ۱۰) المتقدمتین ۔

(۱۱) وابداء وسط یرفع التوقف ۔

(۱۲) وتوجیه التقریب ۔

(۱۳ و ۱۴) تبدیل المنصب ۔

(۱۵ و ۱۶) تائید المعنی[2] بعد تحریره

---

(۱) فی "ل" القرینة ۱۲

(۲) فی الخطیة المبنی ۱۲

(۱۷) و قطع التفریع -

(۱۸) و تصحیح الفروع برفع الاستبعاد او الانکار -

(۱۹) والتاویل راجحا، والجزم مرجوحا. او مرجوعا عنہ لاعمال غیرہ -

(۲۰) وعند[1] العجز الانتقال - او الاذعان -

والثالث[2]

لایحتمل النقض والمعارضة -

و ممنوع الاحکام الضمنیة دعاوی یجب اثباتها -

کالدور مصرحا و مضمرا - فمنها للحمل، والتصوری للبداهة، والسلب والجلاء مطلقا - والمنع، والجمع وافیا، والتاول، والاندماج للاطباق -

ووجه الشبه بالمباشر قاصرا - والذاتیة حدا لفقد احکامها، وکله فی الخفاء وبعد الظهور مجادلة لایسامح فیها - وقلما یلتزم اثبات شیٔ -

التدریس

تفهیم الکتاب باللسان - وطریقه للقاصر[3] الترجمة فقط فیتبلد الذهن -

وللعالی ذکر ما امکن حفظا و مراجعة[4] - فیعسر الیسیر بالتعجیل ویطول زمان التحصیل -

---

(۱) فی الخطیة، لاعمال غیرہ عند العجز (۲۰) والانتقال او الاذعان ۱۲

(۲) ای المعروف ۱۲

(۳) ای المدرس التمام ۱۲

(۴) ای الی الحواشی ۱۲

وللمستعجل الاكتفاء بصدور الكتب بالدقة۔ فيحوج الى شغل ثان للاستيفاء۔ او الاقتصار على العد فی العلماء۔

وللحاذق من كل علم مبسوط۔

وفی البداية تعليم متن سهل لمعرفة الاصطلاحات، واصول القواعد وشرح مستوف لفوائد القيود، والادلة والابحاث[1]، والاختلافات المشهورة وحاشية لملكة التدقيق جرحا و تعديلا۔ و ترجيحا[2]، والاعتياد بوصل الخارج، وجمع المنتشر۔ فان احتيج زيد۔ ومن المختصر ما يكفی۔

وضوابطه

(۱) ضبط المشكل بنوع الحركة، والسكون، والاعجام، والاهمال، والتقديم والتاخير۔

(۲) شرح الغريب لغةً واصطلاحًا۔

(۳) كشف المغلق صيغة وتركيبًا۔

(۴) تصوير المسئلة بتمثيل[3]، وتشكيل[4]۔

(۵) تقريب الادلة بتصريح المطويات والوصل بالاصل۔

(۶) تحقيق القواعد بفوائد القيود، وسد الانكسار بلا فضول ولا اغلاق۔

(۷) تنقيح التعريفات بهما، وبالاستنباط المشترك والمميز من التقسيمات۔

---

(۱) فی الخطبة فی الابحاث ۱۲

(۲) فی الخطبة توجيهًا ۱۲

(۳) ای فی القواعد ۱۲

(۴) فيما يتعلق بالشكل كالهندسة والهيئة وغيرهما ۱۲ منه

(۸) وجہ الحصر والترتیب فی الاقسام والابواب۔
(۹) تفریق الملتبسین من التوجیہات والتعلیلات، والاقوال۔
(۱۰) تطبیق المختلفین من کلام[1] واحد، ومتحدے مذہب۔
(۱۱) التنبیہ علی الاستثناءات والایرادات الظاہرۃ الورود ودفعہا۔
(۱۲) تفتیش الحوالۃ عن محلہا۔
(۱۳) بیان المبہم من وجوہ النظر، والاولیٰ، والصواب، والسوال المقدر۔
(۱۴) الترجیح بین التوجیہات وابداء الاسلم والاقرب منہا وما علی کل۔
(۱۵) سبب تغییر الاسلوب المعروف۔
(۱۶) تعیین السوال والجواب بنوعہ ومنشاءہ وموردہ۔
(۱۷) حسن التقریر بایضاح موجز۔
(۱۸) الترجمۃ بلغۃ الطالبین۔
(۱۹) اعمال فکرہ فی حل ما یمکن منہ۔
(۲۰) حفظ اللسان عن سوء الخلق۔
(۲۱) حفظ وضع المعترض والمجیب۔
(۲۲) تلخیص المنتشت۔
(۲۳) توزیع[2] الفروع والعلل علیٰ ملفوف[3] او ملحوظ[4]
(۲۴) التیقظ عند ترتیب الاسئلۃ والاجوبۃ لاصل الاثبات والنفی۔

---

(۱) فی "ن" کلام واحد ۱۲
(۲) ای تفریق ۱۲
(۳) فی اللف والنشر ۱۲
(۴) ای مقدر فی الذہن غیر مذکور ۱۲

(٢٥) الحذر عما یوجب سوء الفهم و یستوی فیہ المنقول والمعقول البرهانی والخطابی۔

الا ان الاعتبار[1] فی الاول بتحقیق العبارات والربط اکثر، و فی الثانی بالوصل الی البدیهیات ۔ اصولاً والمسلمات فروعاً۔ و فی الثالث بالمناسبات الظنیة ۔

فلایزال ینبّه[2] علیها ۔ بما یتحمل حتی یتخذہ ملکة بفکرہ، ثم یعرض مطالعته علی مطالعته[3]، وعلی الحواشی، و یفهمه الغلط والحذر عنه ۔ ثم یمتحنه بتصنیف شرح او حاشیة یؤدی فیه حقه و یستحق الوثوق برأیه ۔

التلمّذ

فهم الکتاب بالاستماع، وبعد[4] الصحة والمعاش ولو بالقناعة[5] والشوق والجد، ولو بالتحریض، والفهم والحفظ ولو بالجهد والمداومة، وحسن الظن (مع الاستاذ) ولو فی الفن والکتاب الواضح الصحیح، والاستاذ الماهر الشفیق ولو بالطمع

حقه[6]

(١) صحة القرأة ۔

---

(١) فی الخطیة ان الاعتناء ١٢

(٢) فی "ن" ینبّهه ١٢

(٣) ای المدرس ١٢

(٤) ظرف متعلق بالمبتداء الذی یاتی وهو قوله حقه ١٢ منه

(٥) ای ولوکان المعاش قلیلاً ١٢ (٦) ای التلمذ ١٢

(٢) وتمييز الجمل۔

(٣) والاستماع بتفريغ القلب۔

(٤) والتثبت فی الفهم۔

(٥) واستكشاف ما خفی۔

(٦) وعرض الشبهة بالادب۔

(٧) وجمع سابق البحث ولاحقه فی الذهن۔

(٨) وتقديم النظر ليكون اوقع علی بصيرة، وهو فی البداية بحضور المعلم انفع۔

(٩) والمعاودة ليستقر، وبالتقرير اجود۔

(١٠) والتحفظ للاحضار حيث ينبغی ومع الكتابة احسن۔

(١١) والامتثال لما يراه اصلح۔

(١٢) والاجتناب عما ينقبض به الخاطر۔

(١٣) وعن التعرض لبعيد المناسبة۔

(١٤) وعن الضجر من الحوالة فيما تعسر جدا۔ فانه ؎

ستبدی لك الايام ما كنت جاهلاً
ويأتيك بالاخبار من لم تزود

(١٥) ولطالب التحقيق سلخ الالفاظ المتخيلة عن صورة للشئ يطابقها جميع صفاته، ويلائم[1] جميع فروعه المتفقة عليها۔

---

(١) فی الخطية يلائمها ١٢

التصنیف
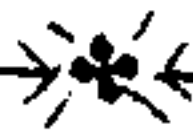
تالیف الکلام لتحریرہ نثرًا و نظمًا۔ والمراد ما فی العلوم[۱] فما لم یتعلق بغیرہٖ صریحًا فمتن او تعلق متصلًا فشرح مدمج او مفصولًا بقال اقول، ونحوھا۔ او علی الطُرۃ فتعلیق وحاشیۃ، ومن کلٍ وجیزٌ، ووسیطٌ، وبسیطٌ، ولہٗ اغراضٌ۔ سیاقہ بحسبہا۔

(۱) اختراعٌ[۲] جدید۔

(۲) ضبط قدیم۔

(۳) ترویج خامل۔

(۴) جمع متفرق۔

(۵) تجرید عن زائدٍ او فاسدٍ لفظًا او معنًی۔

(۶) تتمیم بلاحق کاستثناءاتٍ وقیودٍ۔ و امثلۃٍ وادلۃٍ، ومسائل، ومأخذ۔

(۷) ابانتہ حق بدءٍ[۳] او نصرًا او ذبًا۔

(۸) ازاحۃ باطل بکشف شبہۃٍ او ضلالۃٍ[۴]۔

(۹) اشتراک فی تفرد۔

(۱۰) اصلاح ترتیب۔

(۱۱) تسہیل مغلق بحل او بسط۔

---

(۱) ای الکلام الذی فی العلوم ۱۲ منہ

(۲) ای الاول من الاغراض ۱۲

(۳) فی الخطبۃ بداءً ۱۲

(۴) فی "ن" س د ۱۲

(۱۲) انتزاع اصل من منتشر۔

(۱۳) تفریع شعب لمجمل[1]۔

(۱۴) تحقیق مقام او کتاب او فن بجمع ما له وعلیه۔

(۱۵) تبدیل نثر بنظم۔

(۱۶) ولغة بلغة اخریٰ۔ ودوّن له والدی رحمه الله تعالیٰ۔ قوانین الترجمة۔

(۱۷) وتتوکب[2] کثیرًا، فبعد اتقان اللغة والفن وسلیقة الایجاز والاطناب یستعان فیه بما مر۔ ففی الشروح والحواشی الحل بضوابط التدریس۔ وفی اعانة الحق بالمنطق، وفی الرد باسئلة المناظرة، وفی التوجیه باجوبتها مع النحو والبلاغة، والاصول، وفی بعض بسلیقة البیان۔ وفی طائفة بالتتبع، والتبحر وامثالها، مع مزید التحفظ فی النقل والنقد وحسن التقریر ایجازًا، وبسطًا بحسب المحل، وحفظ الوضع من المذهب والمنصب فان من صنّف استهدف۔

ویکون لخصوص[3] الکتاب من المقدمات مثل ما فی مقدمة العلم مع الزمان والمکان والرموز۔ فلیجمعها فی واحدة اولیقدم فی الدیباجة علی مقدمة العلم۔

---

(۱) فی "ن" بمحل ۱۲

(۲) ای الاغراض فی کثیر من الاوقات ۱۲
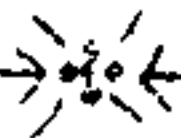
(۳) فی الخطیة مخصوص ۱۲

المطالعة

النظر فی الکتاب بفهم المراد، والخلل، وبعد اقتناء اللغة والاصطلاح وملکة الترجمة تتم بانظار ثلاثة تداخلت او تعاقبت۔

الاول: للاحاطة بالمعانی الثانویة، وتمییز المذکور عن المتروک، وبعض الجمل عن بعض، والطرفین عن القیود۔

والثانی: لمعرفة فوائدها والمعانی الاولیة، وجدید التصرف وربط الادلة والابحاث فیما بینهما استقامةً واعوجاجًا بما فی التدریس۔

والثالث: للنقد بالهدم والتشیید والنقض والترصیف۔

ویفهم[1] المعنی:

(۱) بعبارة الکلام من لفظة[2] بلاشبهة قصدًا۔

(۲) واشارته کذلک ضمنًا۔

(۳) وعمومه لبیّن[3] الفردیة۔

(۴) والادراج فیه لمبینها بعد خفاءٍ لکمالٍ او نقصٍ او ثبوتِ الرکن، و فقد اللوازم العرفیة ونحوها۔

(۵) وتقدیره لمحذوف یشهد له العرف بلارؤیته۔

(۶) وایمائه لترجیح[4] احد محتملیه بقاطعٍ او ظنی کشهادة کلامٍ ثانٍ له،

---

(۱) وفی "ن" یفهم المعنی ۱۲

(۲) و "ن" لفظه ۱۲

(۳) فی "ن" یبین ۱۲

(۴) فی الخطیة الی ۱۲

او عدم اجتماع الاوصاف فی غیرہ، وکونہ اہمّ المقاصد، او ادنی
مصداق او فائدۃ لولاہ لبطل ولغی، اوقربہ معنی اومزید نفعہ،
اونحوہ -

(۷) واشعارہ من سیاقہ کالتقدیم، والتاخیر، والعدول، وجواب
الوہم، والانطباق والحذف حیث یذکر، والارادۃ[1] علی الوصف و
التعقیب بان فی التنزیل شبہہا -

(۸) ومقامہ کالتیسیر، والتشدید، والفخامۃ، والحقارۃ، والتدقیق،
والمسامحۃ، والاہتمام، والتبعیۃ -

(۹) وتجوزہ لتعذر الحقیقۃ وقیام القرینۃ -

(۱۰) وکنایتہ لعدم وفاء الصریح بالغرض، وان صح -

(۱۱) وتعارفہ من زیادۃ لفظ وبیانیۃ اضافۃ، والتکثیر بالواحد والاعتبار[2]
لتکرار وحرمتہ - وتعمیم خاص وعکسہ، واخراج المتکلم من
الکلام -

(۱۲) وبالتزامہ بالالتفات الی ما لاینفک ذہناً لعلاقۃ ذاتیۃ کالملکۃ لعدمہا
واحد المتضائفین للاخر، او عادۃ طبعیۃ کالنور للکواکب، والحرارۃ
للنار - اوعرفیۃ کالسخاوۃ لحاتم، والشجاعۃ لرستم -

(۱۳) ومنافاتہ[3] لوجوب ارتفاع مقابلہ[4] -

---

(۱) فی الخطیۃ والادارۃ ۱۲

(۲) فی الخطیۃ والاعتیاد ۱۲

(۳) یعنی الکلام ۱۲

(۴) فی الخطیۃ مقابلہ ۱۲

(۱۴) واقتضائه لما یتوقف علیه صدقه عقلًا او شرعًا۔ او عادةً، وهما بیّنان بالمعنی الاعم۔

(۱۵) واستلزامه لما یترتب علیه ولا یعرف الا بممارسة وفکر من غیر البین۔

(۱۶) وفحواه فیما علیة مناطه وحصوله فی الفرع بالعرف واللغة۔

(۱۷) والقیاس علیه فی مثله بالنظر۔

(۱۸) واعتباره لاجتماع مبادٍ فی الذهن اورثت بسماعه[1] مالا یفید [illegible]

(۱۹) ومفهومه[2] المخالف بشروطه حیث یتعین فائدة۔

(۲۰) وتالیفه اقترانیًا من مقدمتین فی اثنائه مشترکتین فی جزء، او استثنائیًا من شرطیةٍ او فرعٍ لاصلٍ مع اعترافٍ، او انکارٍ لاحد طرفیها۔

(۲۱) والاقتصار علیه عن الابین والاوفق فی معرض البیان۔

ویخل به[3] الجهل بالموضوع له، والوضع، وخواص التراکیب، والمرجع والصارف، والقرینة۔

ثم توجه المفاسد، والحذف، والخلط، والانتشار۔

فبعد کسب السلیقة بالتلمذ یستعان بالفحص[4] عن معادنها والشروح والحواشی، وکتب الفن، وامعان الفکر، واعظم نفعها فی الکتاب والسنة۔

---

(۱) ای الکلام ۱۲

(۲) فی "ن" مفهوم ۱۲

(۳) ای بفهم المعنی ۱۲

(۴) فی "ن" التفحص ۱۲

هٰذا ما تیسر لی بفضل اللہ، ولہ المنۃ، ومن ارتقیٰ الی الکمال فلیزد فیہ ما شاء، فان العلوم تتزاید بتلاحق الافکار۔

واللہ سبحانہٗ دائم الجود، مفیض الاسرار۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ

الباب الثالث

في

مباحث من الامور العامة التى يكثر استعمالها

والاشتباه باهمالها

مباحث

میں بحث المفہوم والوجود، والماہیۃ۔
والکثرۃ والموقوف علیہ۔ والتقدم والتاخر۔
السوانی

(١) فمنها ــــــــــ المفهوم ان تحقق خارج الذهن اصالةً فموجود عينيٌّ، وسواه معدوم خارجی، فما فيه بالعرض حال من الحيثيات الثلثة[١]، والامور العامة، والاعداد، ولوازم الماهيات، والنسب المطلقة، كالحلول، واللزوم، والعناد، والخاصة كالفوقية والعظم۔

او فی الذهن، فموجود ظلی، فما من الأعيان معقول اوّلی، و مالامنها واقعيًّا معقول ثانویٌّ، من المتأصلة فی خصوص الوجود الذهنی، والمنتزعات كالاحوال، والاعدام، وفرضيًّا منفی، فما ابی الوجود لذاته ممتنع، وما لا مخترع، وغيره ثابت، تميز فی نفس الامر باثر خاص۔

(٢) ومنها ــــــــــ من الوجود حقيقی[٢] لا يرتفع، وعارض يرتفع، منتزع[٣] او منشأ له، ورفعه عدم، والاعدام والمعدّمات لاتتمايز فی ظرف الانتفاء،

ومنهما[٤] رابطی[٥]،

---

(١) ای الاطلاقية والتقييدية، والتعليلية ١٢ منه

(٢) فی "ن" الحقيقی ١٢

(٣) "منتزع او منشأ له" هذه العبارة فی ابجد العلوم و"ع" موجودة، وليس فی الخطبة ١٢ سواق

(٤) فی الخطبة و"م" "ومنها" ١٢ ۔ ومنهما ای من الوجود والعدم ١٢ (٥) وله تقسيمات الاول منها

(۱) مفرد، و مرکب، فمقابل المفرد مفرد، والمرکب فی قوۃ مردد مانع الخلو۔

(۲) ومقید بالجھۃ، ومطلق۔

(۳) وبسیط نسبی متطرف۔

ونفسی[1]،

(۱) صرف، او مقید بظرفٍ أو مضاف الی شیٔ[2] فقط او سابقًا اولاحقًا او مطلقًا فیصیر قدیمًا، وحادثًا، وفانیًا، أو صفۃ لشیٔ، عدولًا او عدم ملکۃٍ۔

(۲) ضروری، واجب وممتنع بالذات وبالغیر، ویتعاکسان بالتقابل ولاضروریھما[3] ممکن خاص بالذات فقط، یقابل نظیرہ[4] وینقسم الی قسمیہ[5]، ولاینعاکس، ولاضروری احدھما ممکن عام فمعیّنًا[6] یقابل احد الاولین[7]، ومطلقًا[8] یشمل الکل۔

---

(۱) ولہ تقسیمات ایضًا الاول منھا ۱۲ منہ

(۲) ای مجردًا عن قید الزمان ۱۲

(۳) ای الوجود والعدم ۱۲

(۴) ای الضروری الذی ہو واجب بالذات او ممتنع بالذات ۱۲ منہ

(۵) فی "ن" قسیمہ ۱۲

(۶) فلاضروری احدھما حال کونہ معیّنًا ۱۲ منہ

(۷) ای الواجب والممتنع بالذات ممکن الوجود یقابل الممتنع وممکن العدم یقابل الواجب ۱۲ منہ

(۸) ای غیر متعین بل مطلقًا عن الاضافۃ الی الوجود والعدم ۱۲ منہ

(٣) وبالقوۃ او بالفعل فکلٌّ مستعد قریب للاٰخر۔

(٤) وعام وخاص یتقابلان تعاکسًا والوجود قبل الکثرۃ اومعها اوبعدها۔

(٥) ودفعی اوتدریجیٌّ منطبقًا اولا۔

(٦) والمطلق من العدم یباین الوجود ومطلقه یجامعه[1] واعتبار[2]ه فی الاغلب بحال الوجود[3] وقلیلا بحال نفسه۔

(٧) وواحد الوجودین یباین الاٰخر اویلابسه اویندرج فیه فیفارق الاحوال بان حملها اشتقاقی وحمله مواطاۃ۔

(٨) واصلی وظلی۔

(٩) ومحقق ومقدر۔

(١٠) ومنعوت بالطبع وناعت۔

(١١) ومجرد[4] کاملًا اوناقصًا۔

(١٢) ومادی

(١٣) ومشلك باٰنحائه[5] وغیرہ۔

(٤) ومنها ———— الموجود بحسب الخارج اِن نافیَ

---

(١) من الوجود والعدم ١٢ منه

(٢) ای اعتبار الشیٔ المطلق ومطلق الشیٔ للعدم ١٢ منه

(٣) فالعدم المطلق رفع الوجود المطلق، ومطلق العدم رفع مطلق الوجود ١٢ منه

(٤) فی الخطیۃ ومادی ومجرد کاملًا اوناقصًا ١٢

(٥) ای التشکیك ١٢ منه

العدم لذاته فواجبٌ، والا فممكن، له ماهيةٌ، ولا تخلو عن ملابسٍ[1] مختصٍ۔

فالناعت حالٌّ يحتاج تشخصه الى شخص الآخر[2]، والمنعوت محلٌّ۔

فما استغنیٰ عن طبیعة الحال موضوعٌ للعرض، وما لا فمادةٌ للصورة

والجوهر ماهيةٌ وجودها العینی لا فی موضوعٍ، وظنّ فی الزمان والمكان۔

والجوهر الفرد والخط، والسطح المستقلين، والجسم والصورة جسميةً ونوعيةً، والهيولیٰ، والنفس والعقل۔

وحقق فی الخمسة الاخيرة۔

فما لا يقبل قسمةً واشارةً، ان فعل فی الجسم بالآلاتِ واستكمل به نفس، والا فعقل۔

والقابل لهما محلاً هيولیٰ بفعليتها للاستعداد، وحالاً متماثلاً فی الجميع ممتدٌ لذاته صورةٌ جسميةٌ۔

ومختلفًا نوعية۔ ومركبًا[3] جسم، ان زاحم فی الحيز دائمًا فشهادیٌ والا فمثالی۔

والشهادی بنوعيته[4] بسيط، افلاك، وكواكب، وعناصر، ومركب عنصری ناقص بلا امتزاج تامٍ به، فما يحفظ البنية فقط فمعدنی، وما

(۱) فی الخطية "ومن" تلابس ۱۲

(۲) فی الخطية قطعًا ۱۲

(۳) ای من الحال والمحل ۱۲ منه

(۴) ای بصورة النوعية ۱۲ منه وفی الخطية "بنوعية" ۱۲

ينمو ويولد فقط نبات۔

وما يحس ويتحرك بالارادة حيوان۔

وما يتفكر ويصنع بالآلات انسان ارضيًا وجن ناريًا۔

والنفوس الشاعرة فلكية وحيوانية وناطقة، والعاطلة عنه نباتية۔

والفاعل بلا شعور طبيعة ۔وربما يعمم

والملك عندنا جوهر شاعر ليس بذي نمو وشهوة وغضب، وان اراد انعامًا وانتقامًا، ويقال على روحاني، ومثالي، وسماوي، وهوائي، ومن كل[1] مهيم[2] مًا[3] ومدبر، ويتشكل في مدركته، ومدركة غيره باشكال مختلفة كالجن۔

والاعراض انضمامية وجودها في انفسها هو وجودها لمحالها۔ وانتزاعية وجودها خصوص نحو وجود محالها في انفسها او مقيسًا الى غيرها وتبقى زمانًا، ويبعث بعض لبعض، ويتبع الجوهر في التحيز والنقلة وان اوهم تجدد الامثال في الاشعة والاظلال والاصوات، والغفلة عن الجوهر في الاصباغ خلافه۔

ووجدوا منها نسبية[4] يدخل غير المحال في قوامها۔

وكمًّا يقبل المساواة والزيادة والنقصان لذاته۔

وكيفًا سواهما، فالنسبة الى الظرف مكانًا اين، وزمانًا متى،

---

(١) اى من الاقسام الاربعة المذكورة آنفًا ١٢ منه

(٢) اى المستغرق في عبادة الله تعالى ١٢

(٣) في الخطية "ما" ليس بموجود ١٢ سواتى

(٤) في الخطية نسبة ١٢

والی الاثر بالتدریج ایقاعًا فعل، وقبولًا انفعال، والی داخل اوخارج منتقلًا بانتقاله مشتملًا علی کله او بعضه ملک، وغیرہ وضع، والی نسبۃ اضافۃ مشاکلۃ اومخالفۃ۔ والکم ان اشترک مقسمه[1] فمتصل فالقار مجتمع الاجزاء، ذوبعد خط، وذو بعدین سطح، وثلثۃ جسم تعلیمی، وغیرالقار زمان، والا فمنفصل عدد۔

والکیف محسوس سمعًا وبصرًا وشمًا وذوقًا ولمسًا ولوبشرکۃ وهم کالاوتار والالحان والحسن والنجاسۃ والسعۃ واضدادها۔

ونفسانی فی البدن کالحیاۃ والصحۃ، او فی النفس کالعلم والارادۃ۔ والقارۃ الراسخۃ منهما[2] انفعالیات[3]، وملکات[4]، وسریعۃ الزوال انفعالات[5]، وحالات[6]، واستعدادی بقوی قوۃ القبول[7] وعدمه او الفعل، وظنی ان الحرکۃ منه، والا بقصر عدم استقراره کالاصوات۔ فلکل ما هی فیه فرد غیرقار ربما وصل نوعًا بنوع تدریجًا۔

ومختص بالکمیات کالشکل والزاویۃ والزوجیۃ والفردیۃ، ولعل النقطۃ منه۔

---

(۱) بین القسمین ۱۲

(۲) ای من المحسوسات والنفسانیات ۱۲ منه

(۳) من المحسوسات ۱۲

(۴) من النفسانیات ۱۲

(۵) فی المحسوسات ۱۲

(۶) فی النفسانیات ۱۲

(۷) فی الخطیۃ "او" ۱۲

(۴) ومنها ________ الماهية

من حیث هی لیست الا هی، وذاتیاتها یسلب عنها جمیع العوارض الوجودیة والعدمیة واللازمة والمفارقة۔

ومن حیث ما هی علیہ معروضة المتقابلات فتوهم ارتفاع النقیضین واجتماعهما، وهی[1]:

(۱) اما حقیقیة تقومت بلا اعتبار وضع[2] من الناس، او اعتباریة صناعیة۔

(۲) واما خارجیة تقع فی الاعیان، او ذهنیة۔

(۳) واما بسیطة لا جزء لها بالفعل، او مرکبة منتهیة الی بسیط بالفعل۔

وترکیبا الطرفین وان تلازما بالحقیقة، فقد یختلفان بالحدود الاسمیة او الاجزاء المحمولة والغیر المحمولة۔

واجزاءها[3]:

(۱) اما ارکان لا صلها فتنتفی بانتفاء احدها، او عرضیة[4] لکاملها فلا۔

(۲) واما اولیة او ثانویة۔

(۳) واما ترکیبیة بالفعل فی الواقع فقط، او فی الحس ایضًا او بالقوة۔

(۴) واما متداخلة تحمل ولا تحمل باعتبارین کما مر، فهی متخالفة الحقائق قطعًا متحدة العین کاللون والبیاض، ومتمایزة متطابقة

---

(۱) اقسام التقسیم الاول منها ۱۲

(۲) فی الخطیة وم "وضع"۔

(۳) اقسام التقسیم الاول منها ۱۲

(۴) فی "م" عرفیة ۱۲

کالهیولی، والصورة، والنفس، والبدن -

وآذعنوا فی الحقیقیات للعموم والخصوص المطلق بینهما[1]، ففی المتحدة هی الجنس، والفصل بالحقیقة، والمادة والصورة بالعمل - و فی المتطابقة[2] بالعکس، اومتباینة متجاورة متماثلة، اومتخالفة بالنوع - اوبالجنس کالعدد والبلقة والخلقة والاجزاء المقداریة فی الجسم المرکب ترکیبیة و تحلیلیة، و فی البسیط تحلیلیة فقط -

وجاز ان یکون للشیٔ اجزاء اولیة متداخلة وثانویة متباینة - واجزاء الاعتباریات جواهر واعراض حقیقیة واضافیة سلبیة و ثبوتیة الی العلل الاربع فرداً اوجمعاً، اوالی المعلول اوالخارج اللاحق اوالمباین فقد یتخلف فیها اسم الکل عن جمیع الاجزاء لفوات شرط الاطلاق، ولابد فی الکل من جهة وحدة وهی بالحاجة بلادور - اما فی التحصیل اوالحصول اوالبقاء اوترتب الغرض، وتکون فی الحقیقیات بالذات واللوازم، و فی الاعتباریات بالمفارقات ایضاً وتتشخص الماهیة بنحو تقررها، ویتقوم هذا النحو ابتداءً للمنحصرة فی فرد واحد بحقائقها وللنفوس بابدانها، ثم بالعکس[3]، ولما یحل بمحل مع الزمان وللمحل المنقسم بالوضع المصحح للاشارة معه واصل الجعل بسیط - ثم یجیٔ الترکیب ففی بادی النظر من قال یتقدم الثبوت علی الوجود او بزیادته علی الماهیة فی الخارج قال

---

(١) فی "م" بینهما ١٢

(٢) ای فی المتطابقة جنس وفصل بالعمل ومادة وصورة بالحقیقة ١٢ منه

(٣) ای بابقاء فیتقوم هذا النحو بابدان النفوس ١٢ منه

بالمرکب، ومن لا قال بالبسیط۔

وفی غامضه لا یتم الا باخراج الاَیس من اللیس، ویتخلل المرکب بین اجزائها لابینها[1] وبین اجزائها لامتناع سلب الذات والذاتیات عن الشیٔ وتحصیل حاصل قبلُ۔

(۵) ومنها[2] ـــــــــــ الکثرۃ جهة الانقسام ونفارق العدد باعتبار[3] خصوص المرتبة مبهمًا اومعینًا فیه دونها، والوحدۃ بجهة عدمه، وهی تقوم الکثرۃ وتعرضها وتقابلها بملاحظة البدلیة فی محلها، وهو طبیعة الممیز ولو بقید زمان اومکان، او نحوهما۔ وتساوق الوجود والانقسام، اما بتحلیل الذهن الی الحقائق المتطابقة واما الکلی الی جزئیاته بضم قیود مختلفة الی مشترک محصلة اوعارضة لیتکثر[4] اجناسًا او انواعًا اواصنافًا او اشخاصًا، واما الکل ای اجزائه بفک اویعرض حقیقی اونسبی اوبفرض شیٔ دون شیٔ جزئیًا بتعیین المقسم وهمًا اوکلیًا بدونه عقلًا فی المتصلات، ویتمایز[5] الاشخاص والاطراف فی المنفصلات، وفرقوا بین الکل والجزء وبین الکلی والجزئی بامتناع حصول الاول فی جزء وحمله علیه وبارتفاعه و توقفه بارتفاعه[6] علی جمیعها وانحفاظ وحدته الشخصیة مع کثرتها،

(۱) ای الماهیة ۱۲

(۲) فی الخطیة وم نکتة ۱۲

(۳) فی الخطیة وم وباعتبار ۱۲

(۴) فی الخطیة لتکثیر ۱۲

(۵) فی م بتمایز ۱۲

(۶) فی الخطیة وبارتفاعه وتوقفه علی جمیعها ۱۲

دون الثانی، وکمال الوحدة لمن لا ماهیة لفعلیته، ولا صفة انضمامیة لذاته ولا تعدد حیثیات متقدمة لتمامه۔

ثم للمفارقات ثم للنفوس ثم لما لا ینقسم من ذوات الاوضاع ثم لمتصل الذات ثم للمرکبات الطبیعیة، ثم للانواع والخواص، ثم للاجناس والاعراض العامة ثم للنسب المشترکة۔

والاتحاد جهة الوحدة فی کثرةٍ، ومنه الشرکة فی الاشارة وفی الحرکة والسکون، وفی المکان العرفی والزمان والصفة ونسبة الولاد والملك ونحوها۔ وتختلف الجهتان قوة وضعفًا، فاقواها الاتحاد بالذات، والتغایر بالاعتبار، واضعفها بالعکس، ومن الکثیر اثنان، فالوصفان ان اختلفا تشخصًا فقط فمتماثلان، او بالماهیة، فان جاز اجتماعهما فمتخالفان، والا فمتقابلان۔

فان قابل وجودیًا مثله فما تلازما تعقلا متضائفان حقیقیان وتبیکا فان قوةً وفعلًا وعددًا ومحلًا هما مشهوریان، وما لا متضادان فمع[1] غایة الخلاف حقیقیان ویکونان نوعی جنس یتصوران لمحل وبدونها مشهوریان، او سلبه فالمطلق سلب وایجاب بسیط او عدولی، والمقید لمحل قابل للوجودی فی وقته او شخصه او صنفه او نوعه او جنسه القریب او البعید عدم ملکةٍ۔

ومن الکثیر مالا یتناهی، ویقین[2] جوازه فی مثل اللزوم مالا یقف عند حدٍ اذ[3] لیسا منه حقیقة، وامتناعه فی المدارك البشریة

(۱) فی "ت" فمنع غایته ۱۲

(۲) فی الخطیة وتعین ۱۲

(۳) فی الخطیة ومراد لیسا ۱۲

مفصلاً بالوجدان، وفى العلل والابعاد بالبرهان اذ الافتقار انما هو لخلو الذات فاذا افتقر كل خلى الكلى فلا اثر ولا تاثير، وحركة المتناهى المتوازى لقديمه[1] اليه[2] مع ثبات المبدء تبطل ضرورة الحصر بين التوازى والتقاطع على تقدير عدم التناهى عند قطع السمت ما بينهما فى كل حد و توجب قطع سموت غير متناهية فى زمان متناه و لحجج اخر، واما فى غيرها فاشترط الفارابى الوجود الترتب والاجتماع والمادية، واسقط جمهورهم الاخير، والمتكلمون الاخيرين، وبعض المحققين الاخيرة[3] زاعماً اغناء امكان فرض التطبيق الاجمالى عن الترتب الواقعى[4]، وعندى انه ان تم لزوم العدد للكثرة كما يظن انمحى اللامتناهى عن الواقع عيناً وعلماً، والا لا وهذا فوق المدارك العامة۔

(۶) ومنها ——— مايتوقف عليه وجود الشئ، وهو ما لولاه لامتنع، اما عدمه فقط وهو المانع، او عدمه بعد الوجود وهو المعد، او وجوده فقط، فهو اما مرجح، او مصحح، والترجيح هو التاثير[5] والاقتضاء، فالمقتضى للشئ المؤثر فى وجوده هو العلة۔ فمابه فعلية المعلول الصورة، ومابه قبوله المادة، ولا خلاف فى المركب وفى البسيط الصورة هى المعلولة والمادة هى القابلة اذ كانت

(۱) فى "م" لعديمه ۱۲

(۲) اى المتناهى ۱۲ منہ

(۳) اى الثلثة الاخيرة ۱۲ منہ

(۴) فى "م" الواقع ۱۲

(۵) فى "م" والترجيح هو الاقتضاء والتاثير ۱۲

وما منه صدوره الفاعل[۳]، وما لاجله صنعته الغاية[۴]، وهی علة ذهناً معلولة خارجاً، وهما خارجان والحاجة الی الثلثة الاخیرة للترکب[۱] وضرورة القابل، وللامکان[۲] ولاختیار الفاعل قریباً او بعیداً، ومنه غایات الطبائع والمصحح شرطاً. اما لتاثیر الفاعل ومنه آلات الطبیعة کالقوی والجوارح، والصناعة کادوات الحرف وهی الواسطة بین الفاعل والمنفعل فی ایصال الاثر او بقبول المادة، او لتمام الصورة او لترتب الغایة.

وما وجب تقدمه ولم یجب زواله، معد بالعرض محل او شرط للمعد بالذات.

ومن العلل[۳]:

(۱) تامة لا یتوقف علی ما وراءها فلیست شیئاً واحداً او ناقصة غیرها.

(۲) وموجبة لا یتخلف المعلول عنها، وهی تامة، او جزء اخیرمنها، او فاعل مستجمع لشرائط التاثیر وهی[۴] متلازمة وغیرها[۵].

(۳) ومستقلة هی جملة نوع منها بشروطه، ومنها کافیة تکفی لتحصیل جملة ما لا بد منه.

---

(۱) وفی م للترکیب ۱۲

(۲) فی م والامکان ۱۲

(۳) اقسام - الاول منها ۱۲

(۴) ای التامة والجزء الاخیر والفاعل المستجمع ۱۲ منه

(۵) فی الخطیة متلازمة ومستقلة ۱۲

(۴) وقريبة لا يتوسط بينها وبين المعلول علة تامة وبعيدة۔
(۵) وعلة لا تباين ذات المعلول كآثار الطبائع في محالها۔
(۶) وعلة مخلفة للاثر وغيرهما،

وحقيقة التاثير مع حصول الاثر۔ والتوليد ترتب فعل على فعل آخر لفاعل، وقد يتعدد المحدث والمبقي لشخص في اشكال الصلاب وجمع اجزاء المركبات ودعائم السقف وبدل ما يتحلل، وبدن الجنين ويستند ثابت الشخصية الى متبدل شخصًا او نوعًا باعتبار القدر المشترك وبالعكس، لاختلاف القوابل والشروط، واللوازم الى علة الملزوم وعدم المعلول الى عدم شيء منها۔ وجاز توارد علتين مستقلتين معًا ويدلًا على الواحد النوعي لا الشخصي الا تسامحًا في الاستقلال والعلية۔ وبطل دور التقدم من جهة واحدة لا المعية۔ ووقوع الممكن بلا ايجاب العلة، وتخلف عن التامة، واستناد جهة التعدد الى جهة الوحدة وهي السبب والاتفاقي منه غير متوقع الايصال۔ وعند الاصوليين هو المفضي[1] في الجملة فيتخلف عنه[2] السبب، وهي[3] الموضوعة لتحصيل الحكم فلا يتخلف عنها۔

(۷) **ومنها** ـــــــــ التقدم والتاخر بديهيان متضائفان واجتماع موصوفيهما بحيثيتهما، إن امتنع فزماني، وهما لاجزاء الزمان بالذات ولما يقترن بها بواسطتها، والا فاما بحسب الحاجة

---

(۱) في "م" المقتضي ۱۲

(۲) في "م" عنها ۱۲

(۳) اي العلة ۱۲

فذاتی، فان جاز تخلف المتاخر فطبیعی، وھو للعلة الغیر الموجبة و الشروط والمعدات فی الوجود، والا فعلی، وھو للموجبة فی الوجوب، واما لابه[1] فان جاز الانقلاب بتغییر[2] المبدء فرتبی، وھو بالقرب من المبدء المفروض فی مرتب حسا او عقلا، والا بالشرف، وھو بالزیادة فی الصفة المقصودة وما سمی بالماھیة کتقدم الذاتیات علی الذات والذات علی العوارض فلاینفک من[3] الذاتی الا فی بعض اللحاظات، والمعیة[4] للمشترکین فی تلک الوجوہ حیث یسلبان عنه فما مع المتاخر متاخر فی الکل وما مع المتقدم متقدم فی غیر العلی، وکثیرا ما یجتمع البعض توافقا وتعاکسا۔

والحمد للہ تعالیٰ

---

(۱) فی م بھا ۱۲

(۲) فی م بتغیر ۱۲

(۳) فی الخطیة و م عن، وفی "ن" فی ۱۲

(۴) فی الخطیة والمعینة ۱۲

الباب الرابع

فی

(بیان) تطبیق الاسماء

مباحث

فیہ تمہید لتدوین فن تطبیق الاسماء ۔ وستة فصول

الفصل الاول فی ماھیۃ التطبیق

الفصل الثانی فی موازین التحقیق

الفصل الثالث فی اسباب الاختلاف

الفصل الرابع فی ضوابط التطبیق

الفصل الخامس فی الجرح والترجیح

الفصل السادس فی امثلۃ التطبیق ۔ توضیحًا للواھم، وتمہیدًا للفاھم

السوانی

بعد حمد الله و صلوٰة محمد رسوله (صلی الله علیه وسلم)
اقول تدوین المذاهب المختلفة بادلتها واعتراضاتها، اورث داءً عضالًا من الحیرة والشك فی القدیم، ورفع الامان عن الجدید۔ فالعامة بین متعصب للتقلید، لا یمیز القریب عن البعید، و من یذب حائر فی الحق السدید۔

فدوّنت بتوفیق الله سبحانه، فی "الدراری والدرر" لدفعه[2] موازین التحقیق، واسباب الاختلاف، وضوابط التطبیق۔

واردت ایرادها هنا راجیًا من الله سبحانه ان ینفع بها عباده فی فصول۔

(۱) کتاب للمصنف رح مشتمل علی مباحث شریفة و نوادر عجیبة و تحقیقات جدیدة وتدقیقات غامضة۔ نقل منه تطبیق الآراء هنها فی التکمیل۔ وایضًا ذکره فی رسالة "جوابات سوالات اثنا عشر" وقال قد استوفینا مبحث رویة الباری تعالیٰ فی کتابنا "الدرر والدراری" ولا نعلم هل هٰذا الکتاب موجود فی مکتبة من المکاتب ام ضاعته حوادث الزمن۔ والله اعلم ۱۲ سواتی۔

(۲) ای الاختلاف ۱۲

فصل

فی ماهیت[1] التطبیق وهلیّته

نکتة ـــــــــــ لیس المراد بالتطبیق نفی دعوی مخالفة احد الخصمین للآخر، ولاحمل کلام احدهما علی مراد الآخر، ولا دعوی مطابقة اصول مذهب کل وفروعه علی الواقع، بل هو عبارة عن معرفة قدر انطباق کل مذهب مع الواقع، وقدر انحرافه عنه، ومعرفة سبب الانحراف، بحیث یتفطن[2] له من کلامه[3]، واصوله، وفروعه حتی یطمئن القلب ویزول الریب -

نکتة ـــــــــــ الادراکات والاعتقادات الحاصلة فی النفوس موجودات حادثة فلها بالضرورة اسباب فاعلة، وقابلة، وشروط ومعدات وجمیعها امور واقعیة، او منتهیة الیها، والامر الواقعی یمتنع ان یستلزم باطلاً محضاً، او ما یستلزمه، فبالجملة حالها کحال سائر الشرور الواقعة فی العالم، انما شریتها بحسب جهة دون جهة، ومنشأها اعدام جزئیة لازمة لطائفة من الموجودات -

فکذلک بطلان بعض العقائد بحسب جهة دون جهة، ومنشأها اعدام لاحقة لبعض الصور الموجودة کحصول شیٔ بعنوان غیره عقیب

---

(۱) فی الخطیة و م ماثیة ۱۲

(۲) فی م یفطن ۱۲

(۳) ای من کلام صاحب المذهب ۱۲

طلبہ، وتمثل شئ بصورۃ شئ اخر واجراء القاعدۃ مع الغفلۃ عن وجود المانع، والقیاس مع الفارق، واخذ العلم عن غیر اہلہ لحسن الظن بہ، و حمل الکلام علی غیر محملہ لارتکاز مرجح فی القلب ونحو ذلک، فاذا امعن فیہا من قبل مبادیہا الموجبۃ لہا غیبیۃ[1]، وشہادیۃ، وعلویۃ وسفلیۃ، واضطراریۃ، واختیاریۃ، وداخلۃ فی المدرکۃ، وخارجۃ عنہا، لاح مستقر کل قول وارتباطہ بالواقع کمّا وکیفًا، فتوافقت المذاہب کلہا، ولا ینبغی ان یرتاب فی ہذا الاجمال، وان کان تفصیل زوال الاختلاف من رحمۃ اللہ الخاصۃ، واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔

نکتۃ ——— کل من یحکم علی شئ فانما یحکم علیہ بما یناسب الصورۃ الحاصلۃ منہ فی ذہنہ فمسقط اشارتہ فی الحقیقۃ صاحب تلک الصورۃ، والفرق بین صاحب الصورۃ، وبین ماخذہا، والمقصود بہا واضح، والصورۃ لا تخالف صاحبہا ابدًا فلیس من ہذہ الجہۃ کذب اصلًا، وکل انما یحکی الحقیقۃ الحاضرۃ عندہ المتجلیۃ علیہ ولکن یجب ان لا یقتصر علی ہذا حتی یفرق بین الحق والباطل لیظہر الہدی والضلال۔

نکتۃ ——— لا ریب ان الاشیاء فی مناسبۃ بعضہا لبعض لیست علی السواء، وان الاحاطۃ منا بجمیع الاشیاء بل بالشئ الواحد من جمیع الجہات ممتنع، فالانسان اذا اراد تحصیل امر فقد یتصورہ علی غیر ما ہو علیہ، واذا عرفہ فقد یطلبہ من غیر مبادیہ، او یأخذہ من غیر ماخذہ، اما من المحاورات العرفیۃ

(1) ای حال کون تلک المبادی غیبیۃ ۱۲

التی مَلأَتْ سمعہ، او المواضعات العادیۃ التی اطمئن بہا قلبہ، فینتہی الی امرٍ یبدو لہ بادی حسب مسبرہ و مسلکہ، فیعتقدہ مطلوبًا فیمسکہ فیضل، ولیتذکر ھٰھنا ما سلف فی المنطق من وجوہ الغلط، تاییدًا لھٰذا المقام۔

نکتۃ ———— واذا صلح طلبہ انتہی الی الامر الواقع بالوجہ الذی یناسب مسلکہ وافقًا فی نظام من النظامات، وموطن من المواطن، ومرتبۃ من المراتب، فیذعن لہ، وینکر علی من سلك غیر مسلکہ فانتہی الی وجہ اٰخر من ذٰلك النظام، او نظام اٰخر من ذٰلك الموطن، او موطن اٰخر من[1] تلك المرتبۃ او مرتبۃ اخری من مراتب الواقع، فینسع بینہما حریم النزاع، والحق انہ لا تدافع بین النظامات، والمواطن والمراتب عند نفاذ البصیرۃ اصلًا۔

نکتۃ ———— ھٰذہ الکثرۃ الموجودۃ تنظمہا[2] جہات وحدۃ ذاتیۃ وعرضیۃ۔ مختلفۃ بالعموم والخصوص، فترتب افرادھا حسًّا او عقلًا نسمیہ نظامًا۔

والنظامات المتوافقۃ فی المدرك موطن واحد، والمواطن التی یتعدد بہا وجودات الاشیاء ولا یقع احدھا عن الاخر فی جہۃ فبینہما نسبۃ الغیب والشہادۃ، نسمیہ مراتب الواقع۔

فالشجرۃ ینظر فیہا النجار من جہۃ کم یحصل فیہا من الجذوع والالواح وغیرھا من الاٰلات الخشبیۃ، ولماذا یصلح خشبتہا من الاغراض

(۱) فی الخطیۃ وم "فی" ۱۲

(۲) فی م ینتظمہا ۱۲

وابن السبيل من جهة مالها الظل،

والفلاح[1] من حيث كم يسقى من الماء ومن اين تخضر ومن اين تصفر۔

والصيدلانى[2] من اجزائها من ليف، وخشب، وورق، وزهر، وثمر، ونواة۔

والطبيب من حيث افعالها فى بدن الانسان۔

والطبيعى[3] من حيث قواها من جاذبة، وماسكة، وهاضمة، ودافعة، ومن حيث تشريحها، فتلك جهاتها[4]۔

ثم انه قد يتعرض لها من حيث صنفها، وبذرها۔ وقد يتعرض لها من حيث هى فى دوحتها ماكان هنالك فيها وما كان يكون بعدها۔

وقد يتعرض لها من حيث ملكها مالكها، من اى مال، وما يحصل له منها۔

فتلك نظامات تشملها[5]، وما لها من الروائح والاذواق والالوان والكيفيات الملموسة مواطن، فاذا غفل صاحب قصد عن صفات اخر وانكرها انعقد النزاع۔

نکتة ـــــــــ ليس فى التطبيق تجهيل الطرفين الامن جهة قصور كل عن غاية التوجيه لكلام خصمه، ومن المعلوم ان الاسباب

(۱) زراعت کنندہ ۱۲

(۲) فروشندہ ادویہ ۱۲

(۳) اى الباحث عن الحكمة الطبيعية ۱۲

(۴) اى الشجرة ۱۲

(۵) فى م تشتملها ۱۲

المودیۃ الی الخصومۃ لاتفرغ القلب لہذا الامر، وانما علی طالب الحق استفراغ الجہد فی درک الواقع لا فی خدمۃ کلام الناس۔

ثم من یضمن لاحد نفی القصور فی العلم، وقد قال اللہ تعالیٰ "وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔

وقد سبقنا الیٰ تطبیق الآیات مفسر الامۃ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

والیٰ تطبیق الاحادیث صاحب المغیث من مختلف الحدیث۔

وفی آراء المسلمین الشیخ علاء الدولۃ السمنانی رح

وفی الشریعۃ والفلسفۃ اخوان الصفا۔

وبین رأی الحکیمین ابو نصر الفارابی۔

وفی الاسلام والہندیۃ دارا شکوہ۔

ومَہَّدَ حجۃ الاسلام رح لتاویل مذاہب المبتدعۃ الوجودات الخمسۃ فی "فیصل التفرقۃ بین اہل البدع والزندقۃ"۔

وقال الشیخ ابن عربی رح ؎

عقد الخلائق فی الالٰہِ عقائدًا

وانا اعتقدت جمیع ما عقدوہ

وسعی فی التطبیق بین الشہودیۃ، والوجودیۃ، العارفان الجلیلان الشیخ احمد السرہندی، والشیخ ولی اللہ الدہلوی قدس اللہ اسرارہما

وان لم یمہدوا لہ ضوابط، وقد عرفناک فضل منفعتہ۔

فذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولٰکن اکثر الناس لا یشکرون۔

فصل

(فی) موازین التحقیق

نکتة ــــــــــــ طرق اقتناس العلم، عقل، ونقل، وکشف والحس شرط للکل، ووسیلة الیه، وکل منها اذا استجمع شروط صحته، کان مطابق الواقع، فامتنع ان تکون متناقضة بالحقیقة، لئلا یلزم اجتماع النقیضین، نعم قد تکون مخالفة[1] بحسب الظاهر[2]، للانحراف عن الجادة[3] القویمة، بنوع من الغلط ولا کلام فیه، او الاختلاف فی مسالک الدلائل، او مواطن المدلول فکلتا الحکایتین عن امر من الامور الواقعة[4]، وان اختفی[5] موقع نظر واحد عن الآخر، فهذا یقینی، وبعض من تفطن لوجوب التطابق وغفل عن اختلاف المدلولات، یحمل کلام احد الجانبین علی غیر مرادہ ویصلح بین الخصمین من دون تراضیهما، ویاتی فی ذلک بما یمجه الطبع السلیم ویطیب الانکار علیه۔

ومن العلوم العادیة ان المذاهب المختلفة المتقاربة فی الدلائل، وثاقة ورکاکة، التی یتبنی علیها النظام المحسوس ابتناءً صحیحًا، وبدفع

(۱) فی الخطیة، وم، متخالفة ۱۲

(۲) فی الخطیة الظاهرات ۱۲

(۳) فی م عن العادة القدیمة ۱۲

(۴) فی م من الامور الواقعیة ۱۲

(۵) فی م اخفی ۱۲

عنها النقوض المورد ة دفعًا غير سمج لبست بعيدة عن الواقع كل البُعد۔
ولا كاذبة على الاطلاق، ولاحقّة بكل نقير و قطمير من فروعها و اصولها۔
وان كان بعضها اكثر موافقة من بعض، فاذا تصفحنا عنها بالتعمق فی ماخذها
والتامل فی کیفیات اخذها و درك اغراض مدّونیها[(۱)] ودرجات فهومهم
عرفنا منشأ الاختلاف، وموضع الالتباس، وموطن الحكاية والتمییز بین
المتیقن، والمظنون، بتوفیق الله سبحانه وعنایته،

نکتة ——— العقل اصل طرق الاكتساب لاغنیة
للنقل، والكشف، والحس عنه بل هو الحاكم بها، والعامل فيها، والمميز
بين اقسامها ومراتبها، وحكمه عام من حيث الادراك والقبول، وان
كان قد يقصر عن بعضها من حيث التحصيل والوصول، وقولهم طور
وراء طور العقل يعنون به القواعد التي مهدها الملقبون باصحاب العقل،
او انفراد بلا انضمام ومعاونة من غيره، واصحابه متفاوتون فيما بينهم
بالحدس والتجربة۔

فمنهم من یکون استحضاره للمبادی اكثر، وانتقاله الى اللوازم ابعد،
وتعمقه فی روابط الانتقال احد، ويكون وثائعه اوفر، وشغله امد،
وحسه اجود، وتفطنه للامور المشتركة من العلل والاحكام، واختلاف
ماخذه اشد، ونظره الى الواقع اوصل، ومخالفة المالوف عليه
اسهل۔

ومنهم دون ذلك۔

والنقل اذا ثبت عن الانبياء علیہم السلام فهو اقوى، واصحابه

---

(۱) فی مرتد دینها ۱۲

متفاوتون فیما بینهم روایۃً ودرایۃً۔

فمنہم من یکون اصح سندًا، وانقیٰ اساتذۃ، واحذق تعلیمًا واصدق مخبرًا، وانقیٰ بدعًا، واکثر متنًا، واوضح لفظًا، واضبط سماعًا، واکمل حفظًا، وازین شیوخًا، وامدّ رحلۃً، وافقہ فہمًا، ولتوجیہ الاسانید واسباب الجرح عندھم وجوہ مختلفۃ۔

ومنہم دون ذٰلک۔

والکشف اذا تم فہو اوسعہا، واصحابہ یتفاوتون[1] بینہم جدًا فی التطلع علی العوالم الحاضرۃ لدیہم، والفناء فی الرقوم المستجنۃ فیہم۔

فمنہم من یتمثل لہ لطائف الجسمانیات کالملائکۃ السفلیۃ، و الشیاطین، والجن، او الحقائق المثالیۃ علیٰ طبقاتہا تارۃ للہدایۃ، وتارۃ للاضلال، او الحقائق الروحانیۃ علیٰ درجاتہا من البشریۃ، والفلکیۃ، والعلویۃ، او یتجلی لہ الاسماء والصفات الالٰہیۃ، او یتجلی لہ الذات مرۃ فی مرایا ادراکیۃ بالتاثیر فی قواہ، او فی قوالب مثالیۃ بالتشبح بہا، ومرۃ انکشافا صراحًا،

ومنہم من یفنی فی خلاصۃ اھواء، وعادات راسخۃ فیہ، او فی لطائفہ الکامنۃ فی جوھرہ، فیظہر بعض الحقائق بنحو غیر ما یظہر فی لطیفۃ اخریٰ، او یفنی فی وجداناتہ المختلفۃ التی تقضی بہا فی التنزلات الماضیۃ، او الترقیات الاٰتیۃ، او یفنی فی الحقائق الساریۃ فیہ بعضہا خلقیۃ کحقائق الصور الجسمانیۃ العنصریۃ، او الفلکیۃ، او ھیولی الجسم المطلق، او العماء[2]، وبعضہا حقیۃ من الاسماء الجزئیۃ والکلیۃ علیٰ منازلہا

---

(۱) فی م متفاوتون ۱۲

(۲) العماء ھو المادۃ الامکانیۃ، منہا خلق عالم الارواح والاجسام جمیعًا (باقی علیٰ ص۱۲۶)

والشیون الذاتیۃ باصنافھا، وفی کل ذلک یتوفر علیھم علوم تلک المقامات واحوالھا، ویتمثل لھم مقتضیاتھا۔

نکتة ———— المعتبر من العقلیات ما ینتھی الی الیقینیات بالطرق المیزانیۃ انتھاء قریبًا، او جلیًا،

ومن النقلیات ما صححہ الحفاظ، او حسنوہ، وما توارث من معناہ القرون المشھودۃ لھا بالخیر، وتعاضدت علیہ الاثار من غیر صرف عن الظاھر المتعارف فی مثلہ حقیقۃً ومجازًا، وصریحًا وکنایۃً۔

ومن الکشفیات ما کان عن ذی فناءٍ تامٍ، او بعد الفراغ الکلی والتوجہ الی اللہ سبحانہ متواترًا، مستمرًا محفوظ الصورۃ بعینھا۔ واورث حالًا من الاحوال الالٰھیۃ او الملکیۃ، وعرف مقام صاحبہ وسیرتہ۔

نکتة ———— فصلوا فی المنطق شروط الحدس، و التجربۃ، والاولیات، والمشاھدات، وفی اصول الفقہ، والحدیث شروط الصحۃ، ووجوہ الجرح والترجیح، وفی ما لا یعول علیہ للشیخ ابن عربی شروط الکشف، فلیراجع الیھا طالب التفصیل، واکتفینا علی الاجمال لقصد[1] الایجاز۔

نکتة ———— المشاؤن متجردون للعقل، والمحدثون للنقل، ومتاخرون الصوفیۃ للکشف، واما المتکلمون فکلامھم

(بقیہ صفحہ ۱۲۵) وھو اول مخلوق کما ورد فی الحدیث "سال ابو رزین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء ما فوقہ ھواء وما تحتہ ھواء ۱۲ منہ رح

(۱) فی م بقصد ۱۲

خلط بین نقل، وعقل، والاشراقیة بین عقل وکشف، والجامعون بینهما علی اعتدال ندر

نکتة ـــــــ من العلوم علوم محسوسة، ومنها معقولة منتظمة تطابق المحسوس، ومنها معقولة صرفة لانظیر لها فی الحس، وللعقل فی الجزم بها سبیل، ومنها علوم استقرائیة لاسبیل الی الجزم فیها قصوی امرها الظن اوالوهم، ومنها مالاسبیل فیها للعقل انما تنال سماعًا من حس اووحی اوکشف۔

فمنها ماللجزم بها سبیل، ومنها مالا، وجمیعها یختلف فی الجلاء والخفاء، وفی الملائمة لبعض[1] النفوس، والمنافرة لها، وفی المضرة والمنفعة لسعادات[2] النفوس، وفی المأخذ والمسالک، وفی الحاجة الی ممارسة العمل وعدمها، وفی کثرة الرغبة فیها والتنفر عنها، وقلتها، وفی انقلابها بمرور الزمان، وثباتها وفی تقدم بعضها علی بعض، والتاخر عنه، وفی کونها مقصودةً اووسیلةً، وفی تکمیل القوی المختلفة، وفی دخلها فی قضاء الحوائج المعاشیة اوالاقترائیة[3]، ومعروف تمایزها بالموضوعات، والغایات المترتبة علیها فی الدنیا والأخرة۔ ویختلف بذلک شرفها ودرجات العاملین بها۔

نکتة ـــــــ الباحثون عن الحقائق علی درجات،

---

(۱) وفی ن ببعض ۱۲

(۲) وفی م بسعادات ۱۲

(۳) وفی الخطیة الاقرابیة، وفی م الاقترانیة، ولعل الصواب الاقترابیة۔ واللہ اعلم ۱۲ سواتی

صنف هم المستخرجون للمسائل والواضعون للعلوم، والنقادون لها، ونظرهم الى الواقع مطلق، فبعض آرائهم تعتمد على اصول صحيحة، ولكن في تفريعها حق وباطل۔

وبعضها على اصول فاسدة يأصّلونها حفظاً للمذهبهم في الفروع المعلومة حقيتها، حيث لم يستطيعوا تفريعها على غير تلك الاصول۔ او خاضوا[1] لزوم فروع مسلمة البطلان على اضدادها، وأذعانا بها لالف او ملائمة طبع، او تحصيل غرض۔

أو اطلاعاً على دليل عجزوا عن دفعه، والمحقق انما يعتني بكلامهم۔

وصنف هم الشارحون لكلام اولئك، والمفرعون على قواعدهم، و الذابون عنهم، ونظرهم الى الواقع مقيد، والخطأ منهم متضاعف، ومع ذلك يوجد في كلامهم فوائد مغتنمة۔

وصنف يضربون بعض الكلام ببعض سوالاً وجواباً، وتوجيهاً على قدر ما احاطوا به من الكتب، وكلامهم اقل جدوى، والماهر في كلام الائمة وعاداتهم ناج عن تنتنة شغبهم، الا انهم قد يمرّون مقاربين للحق في هيمانهم، وتسقط من افواههم ضالة الحكيم۔

وصنف قصوى هممهم توجيه العبارات، والمناقشات اللفظية وتوجيه المحتملات بكل وجه، قريب او بعيد، لا يرفعون الى الواقع راساً، ينقطع[2] اساسهم بعناية وملاحظة قيد، وابداء احتمال، وليس للمحقق اعتناء بهم اصلاً، وهذا جار في اكثر الفنون فعليك بتمييزهم[3]۔

(۱) في الخطية وم، خافوا ۱۲ وهو الصواب ۱۲ سواتی

(۲) في الخطية وم ينقلع ۱۲

(۳) في م بتميزهم ۱۲

فصل فی اسباب الاختلاف

نکتة ——— کما ان الموت امر طبیعی لحیوٰة البشر باعتبار الطبیعة الخاصة والعامة معًا، فالخاصة تقتضیه لقیامها بالحرارة والرطوبة[1]، والعامة لایفاء العنایة الازلیة مقتضی لطبائع الکلیة من العناصر والافلاک۔ والبسائط تقتضی انحلال المرکبات، والاوضاع السماویة، تنتهی الی القواطع فکذلک الاختلاف طبیعی لعقول البشر باعتبار الطبیعة الخاصة والعامة معًا، والیه الاشارة فی قوله تعالٰی:

"وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ، وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ"

اما الخاصة فلوجود القوة الحاکمة منهم، ومخالفة ما احاط مدرکة احدهم لمدرکة الاخر لاسباب سنبینها،

واما العامة فلانّ صانع العالم جل مجدهٗ لما اراد انتظام النشأتین وتعمیر الدارین بابدأ آثار الجمال والجلال فیهما، وناط بحسب تلک العنایة المساعی والدرجات بالاعتقادات، وجب اختلافها[2] فما التطبیق الا بحسب العلم والفهم، لا بازالة الخصومات[3] من بین الناس۔

نکتة ——— لاختلاف الاعتقادات اسباب عامة شاملة لها ولغیرها۔

منها اختلاف الاوضاع السماویة بحسب الادوار والقرانات الکلیة

---

(۱) فی الخطیة الغریزیتین وبقاء الحرارة بافناء الرطوبة ۱۲

(۲) فی الخطیة اختلافهما ۱۲

(۳) فی م الخصوصیات ۱۲

والجزئية، وطوالع المواليد والمسائل[1]، وجرّب في الهنود ان من كانت الشمس والمشترى في سابعه، انكشفت له حقيقة الاسلام وخرج من دينه اليه، وبين كون وقوع الدرارى على الطالع في العاشر بنور العقل، واتصال سهم الغيب بالسعود يصوّب الآراء في ابوابها۔

ومنها اختلاف الطبائع الارضية في الاقاليم والبلاد، وسهلها وحزنها[2] وبدوها وحضرها، ومن الكيفيات المزاجية، وعادات القوم والهنود يقع في مداركهم طول الازمان، والعرب بالعكس۔

ومنها اختلاف الاستعدادات بحسب الصور الشخصية والصنفية الفائضة على المواد القابلة لها بمقتضى العناية الازلية۔

ومنها اختلاف الوان خطيرة القدس بحسب عنايات الملأ الاعلى وصعود الهيئات المثالية من بنى آدم المعدة لظهور فيض متجدد من هناك۔

ومنها تبدل دولة الاسماء الالهية المدبرة للقرون المقتضية لظهور انواع الكمالات والصناعات شيئًا فشيئًا، وتفصيل هذه المبادى مذكورة في فنونها والغرض تنبيه عليها وتذكيرها۔

نکتة ــــــــــــ لانعقاد الاديان والمذاهب تقريبات هى من جملة اسباب الاختلاف۔

منها توجه العناية الالهية بارسال رسل مبشرين ومنذرين، ولئلا[3]

---

(۱) فى الخطية المسائل ۱۲

(۲) فى الخطية وجبلها ۱۲

(۳) متعلق بما بعده وهو قوله شارحين ۱۲ منه

انحصر فيه صلاحهم شارحين[1] فی اقطار او قرون متباعدة بشرائع متنوعة، قال الله تعالیٰ: كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ" الآية

ومنها تجارب الاذكياء، ورصد الحكماء، والماثور من الاولياء، والمتبرك من سنة الصلحاء، والمروج الملوك والامراء، فی كل طائفة طائفة، علی حسب ما بلغت عقولهم فی انتظام مصالحهم حسب طبائعهم وعاداتهم۔

ومنها انتشار الكذابين المتنبيين، والدجاجلة المضلين، و المحرفين من المختلسين، والمخترعين من اصحاب[2] البخت والقوة، ويتصل بذلك دواعی القبول من الناس لمناسبات جلية، او تصديق[3] هواتف، ومنامات، اومصاحبة كرامات، اواستدراجات، اوانتظام مصلحة دولة وجاه، وتوقع دواعی حرص وشبهها، اوغضب وحمية، اومخافة سيف وذل او تجربة ناقصة لمجازاة دنيوية، اووضوع حجة، اوتسويل شبهة، اوموافقة جمهور، اوتسخير سحر، اوقلة تدبر من الطبقة الاولیٰ الی غير ذلك۔

ولا يزال ذلك مستديمًا بتاييد الله سبحانه ببعث المجددين والناصرين لها ونصب الآيات الباهرة علی حقيقتها من الخوارق والشواهد السابقة، ومن لحوق المصائب والشوم فی تركها، اوخشية

---

(۱) وفی مشارعين ۱۲

(۲) فی الخطية من اصحاب البحث والقوة ۱۲

(۳) فی الخطية او تصديق هو الفساد منامات ۱۲ ولعل هو تصحيف النُسّاخ والله اعلم ۱۲ سواتی

طعن الأسنة والألسنة فی عصیان الرسم او الالفة بسنة الآباء و تقلید ذوی العقول الناقصة، او حب الریاسة والجاه فی دین او مذهب او محاسدة العلماء او تعنتهم او تقاعد العقلاء عن ذاک الحق، ورفع الخلاف لقصور الفهم، ومثل هذا من التقریبات، وحدوث الخلف علی طبائع السلف یحرک رغبتهم الی عقائدهم، والنصر لها ثم تشعب ذلک اختلاف امزجة المتدینین والمتمذهبین فینجر الخلاف الی ما شاء الله تعالی۔

نکتة ـــــــــــ یخلق الناس علی غرائز وهمم وعادات شتی، ثم یتیسر لهم مصاحبات، واغراض، واتفاقات فوضی، ولاختلافها مدخل جلیل فی احداث الآراء، وتوجیه المختلفات۔

فمنهم الحدید یستطیع تخلیص الاطراف عن شوب المالوفات العادات، والبلید یعجز عنه، والمنحصر فی المحسوس لا یری المعقول الا من مکان بعید، والمتجرد عنه، والمفرط فی قیاس الغائب علی الشاهد والمبالغ فی الفرار عنه، والعجول فی القبول والانکار من غیر ان یحیط خبرة، والمتأنی فیه، والمسامح یکتفی بالظن، وبصورة من الصور المحتملة التی تفی بظاهر المقصود، والفحاص عنه۔ والمتیقظ بالمشارکات والمباینات واللوازم، والمغفل عنه، والمغلوب فی ایدی الوهم یبنی الامر علی الاعتبارات المحضة، والغالب علیه، والناظر فی الشیء ببذل الجهد وصرف القصد والمتکاسل عنه تمرسًا وتطفلًا، ونیر العقل یتنبه الاشیاء بلا تعلیم وبادنی اشارة، ومظلمه یعجز عنه، والمتقید بالشرائع، والمتواهن فیها۔

(١) فی الخطیة اوجب ١٢

والمألوف بالرسم، وغير المبالي به، وواسع الفهم يحيط بالشقوق والقيود، والسابق واللاحق، والمبسوطات، وضيقه، والمشتهي للتفرد، والمتنفر عنه يحب التقليد، والمتفطن لفروع الشيئ وعواقبه، والراكد عليه، والمحب لشخص ومذهب، والمبغض له فيرتكبون في الاخراج والادراج فيه كل صعب وذلول، والمحقق، والمقلد، والمنصف، و المتعصف، والامعة، والقادر على اداء ما في الضمير، والقاصر عنه، و مستقيم الفهم، ومعوجه، ونقي الباطن يورثه الباطل قلقًا كاكل الذباب وكدره المطمئن بالاكاذيب، والمنقح للمقصود عن الوسائل و اللواحق، والخابط فيه، والجازم يقع في قلبه الحكم بعد النظرة و الحائر لايحكم الى غير ذلك مما لايعسر على الفطن عند الاستقراء معرفة اصنافه، وتعين اشخاصه ـ

فهذه واشباهها امثال الزجاجات على البصائر تحجبها عن نيل الواقع على ما هو عليه من غير خلط، او تعينها عليه، ولاينبغي لطالب الحق ان يغفل عنها، او يحتبس في الردى منها بشرط ان يتجنب الافراط والتفريط، ويوفي كل ذي حق حقه ـ

نكتة ـــــــــــ من اسباب الاختلاف، اختلاف احوال الشيئ في نفسه، وقد مر حديث اختلاف الجهات والنظامات، والمواطن اجمالًا، فيوضح ههنا بامثلة،

قد يكون الشيئ علة تامة لشيئ ناقصة لشيئ، مستقلة اولا، وقريبة اولا، وكافية اولا، او يكون له علل كذلك ـ

وقد يكون الشيئ واجب الاجتماع مع شيئ على تقدير وممتنع الاجتماع

معه على تقدير آخر، وممكن الاجتماع راجحًا او غيره على تقدير آخر۔

وربما يكون بين شيئين علاقة الغيرية من وجه، والعينية[1] من وجه او وجوه اخر، ويكون الشئ بسيطًا تركيبًا مركبًا تحليلًا، اوبالعكس اويكون له جزء فى الحقيقة، لا فى الحس، اويكون فيهما داخلًا عرفًا خارجًا حقيقة بسيطًا عينيًا، لا ذهنيًا، اوبالعكس۔

وقد يكون الشئ واحدًا باعتبار كثيرًا باعتبار متناهٍ بالفعل، غير متناه بالقوة، ضروريًا مطلقًا، اوبالنظر الى شرط اختياريًا معينًا، او بلاشرط موجودًا فى الزمان، اوبالعموم، اوبالعرض معدومًا فى الأن، اوبالتشخص، اوبالذات مستمرًا نوعًا متجددًا شخصًا، بديهيًا بعنوان، نظريًا بعنوان آخر، معرض المتنافيات فى ضمن الافراد، او فى حدود الامتدادات، متحد الحكم بالقياس الى الطبيعة، اوفى حد واحد من الحدود، ثابتًا على صفة فى وقت منتفيًا، اوعلى غير تلك الصفة فى وقت آخر، فتلك امثلة الجهات۔

وكذلك اختلافات النظامات، حقًا وباطلًا، ضارًا اونافعًا، كمالًا وفسادًا بحسب نظامين كنظام الحس، والشرع، كنسب ولد الزنا والربا فى الأخرة والدنيا، والسم للّاسع والملسوع۔

ومن النظامات نظام الطبيعة الكلية، والطبائع الجزئية المترتبة من البسائط والمركبات المختلفة، ونظام الحكمة الواجب التعليل، و نظام القدرة المانع منه، ونظام الاختيارات، ونظام المجازات، و

---

(۱) فى الخطية من وجه آخر ۱۲

(۲) فى م متناهيًا ۱۲

نظام الاوضاع السماویة، ونظام العادات البشریة، الیٰ غیر ذٰلک۔
وعلیٰ سنن ذٰلک اختلاف المواطن، یکون الشیٔ جوهرًا فی موطن عرضًا فی موطن اٰخر، حیوانًا فی المثال جمادًا فی الشهادة، سعیدًا فی وجود شقیًا فی وجودٍ قدیمًا فی ظرفٍ حادثًا فی ظرف، فی حین واحدٍ، اواحیان شتیٰ، واحدًا بحسب ظرفٍ، وله اعیان وصور کثیرة فی ظرف اٰخر، ولا شک ان احکام احد الوجهین[1] تباین احکام الوجه الاٰخر۔ فمتی اعتنیٰ احد الناظرین بوجهٍ، والاٰخر باٰخر لاجل مسلک سلکه، اولا لتباس وقع له، اختلفت الاخبار باختلاف الاحاطة، والاقتصار، وقام تنازع الحکومات علیٰ ساقه، فعلی المستبصر ان یتنبه لها و یفتش عنها۔

نکتة ــــــــــــ من اسباب نسبة الاختلاف الی المحققین اختلاف التعبیرات[2]، فقد یحصل فی الذهن هیئة واحدة اجمالیة فیختلفون فی تسمیتها بحسب اللغات، والاصطلاحات المتعارفة عندهم، وفی شرحها بحسب المعانی۔ الملهمة لهم، والخوض والاقتصار منهم، وفی تصویرها بعبارات مختلفة قربًا وبعدًا، علیٰ قدر بلاغتهم۔
وقد یعبرون عن الشیٔ الواحد مرةً بصورة انطباعه فی المدرکة اونیل المدرکة لامثاله، فیقال مثلًا صارت الشمس تحت السحاب، وهی فوقها، ومرةً بما ناله من غیر انحرافٍ وتفتیشٍ عن الحقیقة کما یعبر عن الرؤیا قبل تاویلها، ومرةً بعد التجرید للحقیقة عن ملابسها وغواشیها ومرةً من حیث تعینه فی مرتبة، اوکونه اثر الفاعل، اوصورة فی

(۱) فی الخطیة احد الناظرین بوجه والاٰخر باخر ۱۲

(۲) فی الخطیة وم التغیرات ۱۲

مادۃ، اومبدأً لغایۃٍ علی اختلاف فی الفاعل والمادۃ، والغایۃ، فیظن الاختلاف فیہ ولیس کذٰلک۔

وقد ینظر الی الشئ بالاجمال، او سطحیًا لعدم الاعتناء[1] بہ، او علی التفصیل، والغور بطنًا بعد بطنٍ علیٰ مراتب الاعتناء بہ، وقد یقع فی الکلام تخصیص عام للتصویر اوالاھتمام او تعمیم خاص للابھام، اوالتخمین، اوالمبالغۃ، او یقع ادعاء حصر للتاکید فقط، اوایراد مجاز متعارف عند القائل، اوکنایۃٍ، والمقصود غیرھا، او تلمیح، وتقع تمثیلات مختلفۃ وفیھا تقریب من وجہٍ وتبعید من وجہٍ، وابھام[2] فی القدر الجامع۔ وذٰلک لکونھا ابلغ فی سلیقۃ القائل[3]، اولتفنّن فی العبارۃ، ویقع صرف عن الظاھر لضیق العبارۃ کوضع الترتیب الزمانی موضع الرتبی، والمصاحبۃ الزمانیۃ موضع المصاحبۃ الواقعیۃ ویکون الواقع عند الکل شیئًا واحدًا۔

وبعد ذٰلک مقام لتفتیش المستعملات، والاصطلاحات، وبیان اشتراک معنیین فی لفظ، اوترادف لفظین علی تمام المعنی اومع تفارق بملاحظۃ قید جزءًا اوشرطًا، وھٰذا وان کان یسیرًا بعد الاحاطۃ بالمواطن والنظامات۔ ولکن الحق انہ لایستقیم ایضًا الا من اَلمعیّ محقق منصف یجمع الوصفین کثرۃ التبحر والعبور علی کلمات الائمۃ المحققین، و قوۃ التدقیق والبحث فی فنّی الجدل والتوجیہ مع تایید، وھدایۃ من اللہ ولی التوفیق۔

---

(۱) وفی م الاعتبار بہ ۱۲

(۲) وفی م وابھامٍ فی القدر جامع ۱۲

(۳) وفی م القابل ۱۲

نکتة ــــــــــــــ من اعظم اسباب الاختلاف تنوع فهم اللاحقين لكلام السابقين، وهذا هو الذی أثار فتنة الشغب بين الشراح والمحشين، واورث افتراء المذاهب على اهلها۔

ویکون منشاء سوء الفهم تارة لكمال الحماية اوالعد[1]اوة، وتارة للغفلة عن مرمی قصده، ومطمح[2] نظره ؎

طربنا لتعريض العذول بذكركم

فنحن بوادٍ والعذول بوادی

وتارةً للقصور عن استيفاء المقدمات فی الموجز وحفظ القيود الضمنية فی المطنب۔

وتارةً الخطاء فی المحمل للاشتراك والتجوز اوارجاع الضمير۔

وتارةً المبادرة، ثم الاصرار على ما ستقر فی النفس قبل من غير ايفاء النظر حقه۔

وتارةً الجحود[3] على المسموع لحسن ظن كاذب فی قائله۔

وتارةً للبلادة عن نيل المعنی الدقيق والاغترار برأيه ؎

فالمرء لا يزال عدوًا لما جهل

وامثال ذٰلك مما يفهمه الحقق من الكلام وسياقه، فهم الطبيب داء السقيم من عوارضه، ومن التدبير المقدم۔

---

(۱) فی الخطية الاحد ۱۲

(۲) فی الخطية مطمح نظرة ۱۲

(۳) فی الخطية الجمود ۱۲

فصل فی ضوابط التطبیق

نکتة ــــــــــ محاول التوفیق ینبغی ان یاخذ الواقع اقلیمًا وسیعًا، ویقطع لصاحب کل مذهب منها قطرًا من اقطار العلویات والسفلیات من آفاق الغیوب والشهادة، وناحیةً من نواحی العلم والعین، بل یاخذ کل شخص بلدًا عامرًا فیه من الاوصاف اللازمة، والمفارقة، والنعوت الظاهرة والباطنة، والذاتیة والغریبة والانضمامیة والاعتباریة، والحقیقیة والاضافیة الثبوتیة والسلبیة ما لا یحصی۔

انما مجال الباحثین منها میدانٌ دون میدانٍ، ویقید عموم اثبات کلٍّ ونفیه فی مقامه ومشهداه، فان لکل مقامٍ علومًا ومعارف لا تکون فی غیره کما ورد "لِکُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ"۔ وصاحبه کثیرًا ما یغفل عما عداه، فلا یدری عنها الا ما احاط به، وان لا یذعن لنفی واحد قول الآخر ولا لتاویله ایاه الا ما کان من صاحب الوحی الالٰهی نصًا محکمًا۔

وان لا یسرع فی انکار مستغرب، وان یبالغ فی تصحیح عقد الوضع بتشخیص ذاته من اقلیم الوجود این هو، وکیف هو باستقراء اوصافه التی وقعت عنوان بحثه وموقع نظره، فربما یعنون عن ذوات متغایرة بعنوان واحد یصدق علی جمیعها معًا او تعاقبًا، او بدلاً، وبالعکس، وینقح عقد الحمل بتمیز اطلاق مفهوم عن خصوص نحو ثبوته للموضوع، وتحققه فیه، ولا یعتمد فی فنٍ الا علی کلام دستوره ومخرجیه، ولا یغفل عن فهم اصحابه کلامه، ونقدهم رأیه، ویزن اصولهم بموازین الدلائل القرآنی وتصفح المواد حتی یتبین سقوط ادلتهم، ونهوضها وقوتها وضعفها

وخصوصہا عن السعادی وعمومہا، ثم یعود فینظر فی الفروع من طرق الامارات الخصیصۃ بہا، نظرۃً ابتدائیۃً۔ فقد وقع فی التفریعات ذھولات وغفلات، وان یفحص عن بدء امور المخرجین والناصرین للمذاھب، وتقلبات احوالہم الی ما انتہیٰ الیہ شانہم، اذ بہ یعرف اغراضہم ورجوعہم فی الاقوال واسبابہ، وانتقالہم من درجۃ اعلیٰ وادنیٰ، ومطمح نظرہم فی مساعیہم من نیل الحق، اوطلب السعادۃ، اوالمال والجاہ، و افساد دین اوطریقہ، وان یتنبہ لتواردھم واختلافہم فی ذکر وترک و اجمال وتفصیل، ویعلم ان من الاراء ما یکون منتہی السعی ابانۃ عذر صاحبہ فی جہلہ بعمدۃ اسباب، وبالجملۃ فاذا حافظ علیٰ ھٰذا و امثالہ بسلیقۃٍ موھوبۃٍ، اوفطانۃٍ مکتسبۃٍ، ھان علیہ التوفیق باذن اللہ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراطٍ مستقیم۔

نکتۃ ــــــــــــــــ الواقع ھو ما علیہ الشئ بنفسہ فی ظرفہ مع قطع النظر عن ادراک المدرکین، وتعبیر المعبرین، والوصول الیہ بالعیان، اوالبرھان فسرہ قوم بما ھو مقتضی الضرورۃ، والبرھان، ولما اختلفت الظنون فی اعتقاد المقدمات برھاناً اوشبھۃً، و فی اخذ الظروف متسعۃ، اومتضیقۃ، اختلفت معنون الواقع فاختلفت الحکایات عنہ، ومن لم یتنبہ لھٰذا الاختلاف لم یتنبہ للتطابق۔

فمنہم من یزعم الواقع ظرف الثبوت فوق الوجود۔

ومنہم من یحصرہ فی الوجود، ولوازمہ، ویجعل الوجود اصیلاً فقط، اواصیلاً وظلیاً، اوایاھما ولحاظیاً۔

ومنہم من یحصر الدائرۃ الامکانیۃ فیما لہ حیزٌ وجہۃٌ۔

ومنهم من يحصرها فى المبصرات والمعانى التى فيها۔
ومنهم من يحصرها على الاشخاص دون كلياتها۔
ومنهم من يحصرها علیٰ مجتمعة الاجزاء۔
ومنهم من يحصرها علیٰ ماله مادة سابقة دون مستانف الوجود فيجب التقاط مرامهم عن فحاوئ فروعهم واصولهم۔

نکتہ ـــــــ اثبات عالم المثال اصل عظیم من اصول التطبيق من جهة ان فيها صور الحقائق المجردة، والمادية فيقع علیٰ ما فيه سير الناظرين فيخبرون عما وجدوا وان لم يعرفوا انه من عالم المثال، وذلك فى النقليات، والكشفيات اكثر منه فى العقليات، ومن جهة ان فيه روحانيات تسمیٰ داعية اليهودية، و النصرانية وغير ذلك من الاديان والمذاهب، وانها تلقى صور المعتقدات لهم فى المدارك، وتروج تلك العقائد بالمنامات و الهواتف فتطمئن النفوس اليها، وتنفر عن اضدادها، ومن جهة ان فيه خزانة الكواذب كما فصلته فى تفصيل[1] "رسالة المحبة" وينقدح بالاتصال بها اراء شتیٰ، وتستمر الاراء برسوخ ملكته، ومن جهة ان تلك الصور المثالية تقع عنوانات ومرايا للامور الغائبة والموهومة

---

(۱) فى رسالة المحبة ثلاثة اجزاء، تحصيل وتذييل وتفصيل، وهذا مذكور فى الجزء الثالث منه۔ طبع رسالہ "اسرار المحبة" اول مرة علیٰ ورق ابيض عال بخط نستعليق جلى تحت اشراف ادارة النشر والاشاعة لمدرسة نصرة العلوم ببلدة غوجرانوالہ، بتصحيح وتقدمة من بن عبد الحميد السواتى وبالحاق خمس قصائد، ثلاثة للشاه رفيع الدينؒ، وقصيدة الشيخ الرئيس، وقصيدة لاحمد شوقى شاعر مصر۔ والحمد لله علیٰ ذلك ۱۲ سواتى

فیظن التخالف فیها، وھذا کثیر فی العقلیات، وفی ھذا العالم[1] الوان، وابعاد واشکال، ولایزاحم الاجسام المادیة، ویختلف المثالیات لطافة وکثافة ورسوخا، واختفاء، والعوام لاتظنها غیر الاجسام، وتسمیها اجساما غیبیة وشهادیة، فیجری علی ذلک من یخاطبهم ویفهمهم، وانما انکارها وحصر الاجسام فی الشهادیة، وضبط احکامها من تدقیقات الفلاسفة والمتکلمین۔

نکتة ——— من اصول التطبیق التجلی وھو ثابت عقلا ونقلا وکشفا، وھو من احکام جهة الکثرة لاینکره منکر وحدة الوجود، ولایستغنی عنه قائلها تمییزا بین الاحکام الحقیة والخلقیة، وبینت مادته وصورته فی "رسالة المحبة" وغیرها، وله جنسان باثبات الواسطة وبرفعها، فالذی باثبات الواسطة مادته مال الاختصاص بالاضمحلال والحکایة معا، وصورته ارادة التعریف، وینقسم الی وجودی ینتظم به امر العالم، وکمالی هو فی نفسه امر خارجی وشهودی حاصل فی المرایا الادراکیة، ومن ھذا القسم صوری، ومعنوی، وذوقی، والذی برفع[2] الواسطة اما ان یکون الحجاب من جهة المتجلی له من وصف او ملابس، او بین المتجلی والمتجلی له، او من جهة المتجلی، وھذا انما یتصور بالانتقال من شان الی شان، ومن موطن الی موطن، ورفع ما فی البین اما بافنائه، او برفع جبولته بترقی للمتجلی له، او تدلی للمتجلی۔

والمحقق القونوی[3] عممه، فی کل مالاتحویه الجهات، وھو حق۔

---

(۱) ای عالم المثال ۱۲ (۲) فی م یرفع ۱۲

(۳) شیخ صدرالدین القونوی تلمیذ الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رح ۱۲

والفرق بين تعلق النفس بالبدن، والمتمثل بالتمثل، والمتجلي بالتجلي - حصول الانحصار والانفعال معًا في الاول، والثاني فقط في الثاني، وانتفاءهما معًا في الثالث، ولا بد في التجلي من ممازجة عالم المثال لتضمن جهة الحكاية فان الشهاديات لا تحتمل الحكاية طبعًا، وان احتملتها وضعًا، وكثير من اختلافات العقليات والسمعيات والكشفيات يتحل به[1] -

نکتة ــــــــــــ قد يستغرق المتفكر والمكاشف في السانح[2] فيختفي عليه ما عداه فينطق بالكلية[3] وما مصداقها الا الجزئية، وقد يعتني بمعنى دقيق فيتبعه النظر فيحكم به على ما فيه شائبة منه، وادنى مناسبة معه[4] ولا يلتفت اليه غيره. وقد يشتبه الظل بالاصل، والمقيد بالمطلق، فيذعن لاصالة الظل واطلاق المقيد ولا يتنبه له الا بعد الترقي عنه، والعارف بالاصل والمطلق يفضح قوله، ثم اذا ترقى عنه فقد يعبر عنه بالرجوع وتخطية الاول وقد يعترف بالخوض فيه. وانكشاف سره وبطنه فيصحب الحكم السابق فيظن الاختلاف باقيًا وقد انمحى فاحفظ عليه -

نکتة ــــــــــــ الاصابة والاخطاء يطلق في العمليات تارة على ترتب الغاية على الصنعة وعدمه، وتارة على الجريان على وفق القاعدة، وفي الشرعيات مرةً على الوصول الى مراد الشارع، ومرةً على الحكم بمقتضى الدليل فيختلف بحسب الاختلاف بالماخذ، فيكون معنى الحكم

---

(۱) اى بالتجلى ۱۲

(۲) مايرد على القلب ۱۲

(۳) حالية ۱۲

(۴) حالية ۱۲

بشئ ان مقتضیٰ هٰذا القدر من المبادی کذا ' وبهٰذا المعنی یرتفع التنازع فی الشرعیات ' وبعد ذٰلك فالنسخ ایضًا من اقسام التطبیق اذ فیه اعمال کل دلیل فی وقته ' وکذا التخصیص اذ فیه اعمال فی محل ما ، وبعد ذٰلك فمن باب التطبیق فیما صح سنده ' ودلالته ' ولو فی الجملة الحمل علی العزیمة والرخصة اوعلی الاباحة والکراهة ' اوعلی التشدید والتسهیل ' اوالتنزیه والتحریم بناء علی ضابطة اسقاط الانکار ' وعامة الرواة ممن لایخوض فی دقائق الاحکام اذا روی بالمعنی امکن ان یزید وینقص فی الطلب والکف ' واما الذکر والترك اوالتعیین والابهام فلا یعده من باب التعارض الامن قل خوضه فی المعانی وقریب منها تقدیم وتاخیر فی الکلام ـ

نکتة ــــــــــ ذکر حجة الاسلام فی فیصل التفرقة بین اهل البدع والزندقة ان الشئ یکون له وجود فی نفسه خارج الحس والعقل وهو الوجود الذاتی ' ووجود فی الحس کالشمس رغیفًا اوالقطرة خطًا وقوس من محیط الدائرة الکبیرة مستقیمًا ، ووجود فی الخیال اما علی صورة المشاهدة کطیف النائم والمبرسم ' واما علی صورة الذکر ' ووجود فی العقل بتجرید الذات اوالوصف المختص ولو عرفًا عن غواشیهما کالصنعة من الید والحفظ من العین ' ووجود تشبیهی وهو استعارة اسم المباین لشئ لاشتراکهما فی معنی معروف ویجب الحمل فی النصوص علی ما هو الاقوی فی الترتیب المذکور الاان یلوح للناظر ما یدل علی نفی شئ من السوابق فیحمل علی اللاحق مذعنًا بانه مراد الشارع ' فهٰذا وجه من التطبیق فی الاخبار واصابة[1] للحق کاملًا

(۱) فی مراصابة الحق ۱۲

او ناقصًا۔

فصل فی الجرح والترجیح

نکتہ ——— محاول التطبیق لا یستغنی عنہما لما سبق
ان القاطعین لا یتعارضان فمعارض القاطع مظنونًا کان او مجزومًا بہ،
مجروح وشبہتہ حجاب علی الحق وبکشفہا یرتفع، والمظنونات والمجزومات
دونہ تتعارض فیجب تمییز قوية تطابق الواقع، او تقاربہ عما یلتبس بہا
من امارات قاصرة ونکات شعریۃ وتمویہات سفسطیۃ تصیر غینًا
علی عین العقل فہذا المحاول والمجادل یشترکان فی الجرح اشتراک المعالج
المصلح للبنیۃ والمعاند المفسد لہا فیہ، والفارق ان نظر الاول بالانصاف
وہمہ فی انتخاب السالم من المقدوح، وماخذہ کلام صاحب المذہب
من الاشارات والتفریعات، ونظر الثانی بالاعتساف وہمہ فی الزام
الشناعۃ لتحرك[1] الحمیۃ للمخالفۃ، وماخذہ ما فرط من قلم او لسان
یصرفہ الی مستبعد، ومخالفۃ عامۃ مما یوجب التبکیت والتحمیق۔

نکتہ ——— الجرح اما فی اطراف الحکم من حمل علی
شیء المحمول او فی نفسہ نفیًا واثباتًا، او فی سورہ، من عموم وخصوص، او
فی جہتہ کدوام ولا دوام، واما فی قوتہ من وہمیۃ او ظنیۃ ضعیفۃ او
قویۃ او متوسطۃ، او جزمیۃ مطابقۃ اولا فہی بالحقیقۃ ترجع الی الاربعۃ
الاول وقد فصلتہ اکثر من ہذا فی المناظرة۔

نکتہ ——— وجوہ الترجیح کنت اشرت الی کثیر

(۱) فی الخطیۃ کتحرك ۱۲

منہا فی تفاوت مراتب اصحاب الطرق الثلثة، العقل، والنقل، والکشف؛ فاذا تعارضت وجوہ الترجیح فالقرائن القویة القلیلة تقدم علی الکثیرة الضعیفة، وہی اذا کانت للوقوع ترجح علی مجرّد صحة الاحتمال وحکم الشئ بخصوصہ علی حکمہ فی ضمن العموم، والمعلوم وقتہ علی مجہولہ، و مؤخر الوقت علی مقدمہ۔

والجملة ان الاحسن ان یُحَکَّمَ فی ذلک القلب السلیم والوجدان المستقیم، فما اطمئن الیہ القلب یقدم علی غیرہ، وتعیّن[1] وجہ واحد للترجیح کثیرًا ما یختلف وینتہض تارةً و ینتقض اخری۔ ولا ضرورة فی التزام موارد النقوض والتکلف لدفعہا۔

والعقل اذا صح مقدم علی النقل اذ النقل یثبت بالعقل ففی ترکہ ابطال الاصل بالفرع، وایضًا یسلم النقل بالتاویل ولا مساغ لہ فی العقل، وہما یتقدمان علی الکشف لمزید الاشتباہات، ومداخلة التعبیرات والتاویلات فیہ۔

وقولہم ہذا طور وراء طور العقل یریدون بہ القواعد التی اسستہا الفلاسفة وسموہا المعقول، وما ہی الا ثمرات العقل القاصر اذ ہو وراء طور العقل فی ابتداء الوصول وان کان یتلقاہا من جہة الاصلاح والقبول۔

وبالجملة لا ریب فی ان العقل العامی کثیرا ما یقصر عن حقیقة المکشوف المنقول فعلیہم یتوجہ الرد والانکار۔

واما العقل المقدس المنور فلیس شئ من الحق یخالفہ ولذلک

(۱) فی الخطیة تعیین ۱۲

اتفقوا ان لا يعتقدوا ظواهر النصوص الا بعد اثبات الامکان، وهذا هو العذر لعامة المذاهب کما قال العارف ؎

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند!

نکتة ـــــــ فی نفس التطبیق مدارج، اُرجحها ان یثبت بالبرهان ما یتثبت[1] حکایات اهل المذاهب بحواشیه، ودونه ان یثبت الحق فی واحد ویبین اعذار القاصرین والمنحرفین عنه بقرائنها۔ ثم ان یبدی احتمالات للتطبیق فیقع الجزم بالقدر المشترک بینها ان النزاع لیس حتماً، ثم ان یطبق عمدة الباب ویلغی التفریعات[2] الغریبة عن الاعتبار۔

نکتة ـــــــ بالغ فی مختصر الاصول صاحبه فی ضوابط الجرح والترجیح، ووضع کل الاول، وجل الثانی فی القیاس الفقهی لاهمنا الاطالة فیه، ونظر فی ترجیح عامة النقلیات وهو یقارب مقصدنا والتقطت ما استحسنت منها بشریطة الایجاز لمزید النفع واحلت الباقی علی المراجعة الیه، واستطرد بترجیح الحدود بالوضوح[3] والتعارف والذاتیة علی غیرها۔ ویقرب الاصطلاح من اللغة او الشرع، وبرجحان طریق کسبه، ونحو ذلک، واختلفوا فی العموم والخصوص لکثرة النفع و حصول الاتفاق، وتعرض کترکب[4] الترجیحات مثنی وثلث وما زاد۔ و

(١) فی الخطیة یتثبت و فی م یثبت ١٢

(٢) فی الخطیة و م التعریفات ١٢

(٣) فی الخطیة و م بالوضع ١٢

(٤) فی الخطیة و م لترکیب ١٢

ترك تعارضها وهو اهم لكثرة الوقوع والحاجة وتعرض لبعضها صاحب التنقيح۔

نكتة ــــــــ يرجح المنقولان بالسند، والمتن والخارج،

فمن الاول[1] فرط الوثاقة، وهو فى الحفظ۔ فمن[2] وافق المكتوب بلا اعتماد عليه فهو احسن، وفى الفهم، ومنه المهارة فى اللغة وغوص الفكر وتنبه القرائن، وعدم التلقن، وفى الفرع والصدق، وفى التلقى عن السماع والقرب وتوجه القلب والمباشرة، ومنه الاتصال، فالمسند على المرسل، والمرسل من لا يروى الا عن عدل على غيره، وقلة الوسائط وصراحة الرفع والسماع على مجرد اللقاء، ومنه العدد فالمتواتر على المشهور وهو على الاحاد، وكثرة الرواة على قلتها۔

ومن الثانى[3] الترتيب بين المحكم والمفسر الى الاخر، والعبارة على الاشارة الى الاخر، والمحرم على المبيح، والاثبات على النفى، والمجاز على الاشتراك، والتاسيس على التاكيد، والمفيد على الحشو، والاطلاق على التقييد والعموم على التخصيص، والابقاء على النسخ، والمفصل على المجمل، ومعلوم التاريخ على غيره، والاجماع الصريح على السكوتى ونحوها۔

ومن[4] الثالث التوابع والشواهد ومعاضدة دليل آخر، وتفسير راو فاهم القرائن عارف للمقاصد وموافقة عمل الراوى، وكثرة المزكين وجودتهم وصيغها[5] ونحو ذلك

---

(۱) اى السند ۱۲ (۲) فى ۵ر فمما ۱۲

(۳) اى المتن ۱۲ (۴) اى الخارج ۱۲

(۵) اى التزكية ۱۲

نکتة ـــــــــــ يقدم القياس علىٰ مثله بالاصل لكونه[1] قطعيا، او اقوىٰ ظنا ثابت الحكم، متفقا عليه، وبالعلة لذلك لكونه ثبوتية حقيقية ظاهرة المناسبة، والتاثير منضبطة مطردة منعكسة ضرورية لا تحسينية، او تكميلية فقط وعامة للمكلفين، وبالفرع للمشاركة فى عين الحكم والعلة، مع الاصل وبقطعية وجود العلة فيه وشمولها له ولزومها له۔ وعلى المنقول ان كان اضعف منه لضعف السند او بعد المعنى و نحوه وبعض هذه الوجوه، مختلف فيها۔

والله اعلم بالصواب

فصل فى امثلة التطبيق[2]

توضيحا للواهم وتمرينا للفاهم

نكتة ـــــــــــ فى اثبات الجزء ونفيه، عرفوه بانه جوهر ذو وضع لا يقبل القسمة فكا، ولا وهما، ولا عقلا، واتفقوا علىٰ انتهاء الاوليين عند غاية الصغر واختلفوا فى الثالثة، فالحكماء حيث جعلوا العقل ظرفا واقعيا كان وجوب مطابقة تجزية الصغير والكبير فى المحاذيات[2] والسريع والبطئ فى الحركات قسمة واقعية لا تقف عند حد، والمتكلمون لما انكروه كان معنى القسمة العقلية عندهم ان

---

(۱) اى آخر ۱۲

(۲) فى الخطية ومر فى المحاذيات ۱۲

یحکم العقل بوقوعها فی الخارج حیث ذکروا فی الاستدلال علیه ان اللّٰه تعالیٰ قادر علی جمیع الممکنات والتقسیمات حیث لم یشترط منها لاحق بسابق ممکنۃ معًا، فاذا اوجد اللّٰه تعالیٰ کل قسمۃ ممکنۃ فاد تلک القسمۃ ان انقسمت لزم الخلف والا لزم الجزء، والحکماء لم یدعوا امکان وقوع جمیعها فی الخارج بلانهایۃ، وانما اثبتوا حکمًا اجمالیًا بتمایز الاطراف، فالمتکلمون اعترفوا بقیام ست مماسات به فما منعوا تمایز الاطراف۔

والفرق بینہ وبین الاجسام الدیمقراطیسیۃ ان المانع فی الجزء الصغر فقط فیها ذلک مع الصلابۃ فلا نزاع فی محل واحد۔

والمتکلمون بعد امکان الجزء لم یثبتوا ابتداء ترکب الاجسام منها والقول بامکانہ لا یستلزمہ کما ذھب الیہ محمد بن الکریم الشہرستانی، ولکن قالوا بہ قصرا للمسافۃ فان نظرھم لتصحیح اصول الشرائع فقط۔ والحکماء حیث ارادو تحقیق الحقائق مھدوا الکلام علی امعانات فحاصم المشائیۃ الدیمقراطیس فی ابطال مذھبہ۔

ثم افلاطون فی اثبات الھیولیٰ، ثم فرعوا علیها تفریعات مقدوحۃ عند المتکلمین مخالفۃ علیٰ حسب تقریرھم لاصول الشرائع، فطرح المتکلمون مؤنتها، فھذا منهم کقول بطلیموس لا نثبت فی الفلکیات فصلًا، ولم یثبت بالبرھان ان الصانع جل مجدہ ھل صنع فیها مایزید علی ضرورۃ ضبط الحرکات ام لا ببرھان۔ فافھم۔

نکتۃ ——— اختلفوا فی المکان سطح او بعد، و اتفقوا علیٰ انہ الامر الذی یشار بحسبہ ھٰھنا وھناک، فاذا اشیر الیٰ مکان ثم الیٰ اٰخر کان بینهما بعد قطعًا، فتنبهت لہ الاشراقیۃ، و نبهوا

علیٰ وجودہ ان فی القلۃ فضاء بیتواردہ الاجسام مطابقۃ لہ باحجامھا۔

قالت المشائیۃ ھو امر موھوم، وما ذلک البعد الا للاجسام فیتوھم المتواردۃ المتساویۃ متحدًا باقیًا فاعترفوا ان ھٰھنا بعدًا موھوما یتواردہ المتحیزات وتنفذ فیہ ابعادھا، وھو مذھب المتکلمین، وھٰذا الوھم سواء اسند الی الظرف اوالمظروف فان مدارہ ھو الظرف اذ بہ تعرف مساوات المظروفات المتعاقبۃ، و المتکلمون لاینکرون جواء سطح جسم بجسم ففی غیرما فرض محدودًا یتلازمان فلم یبق نزاع الا ان الاحق بالتسمیۃ ھٰذا[1] اوذاک[2]، والظرفیۃ العرفیۃ شاملۃ لھما۔

وقیل حصول الجسم فیہ کلاھما متوھم، وبعدہ البعد موھوم والسطح موجود، فرجحوہ بہ[3]، وقولھم الحیز مابہ تمایز الاجسام فی الاشارۃ وضعًا کان اومکانًا، ففیہ انہ لایقال الجسم فی الوضع کمایقال ھو فی الحیز، والاشارۃ لھنا وھناک الی المکان دون الوضع فان الوضع وان تبعہ فلابد فیہ من ملاحظۃ الامر المباین ولایحتاج الی مباین فی ھنا وھناک۔

وفھم الاشراقیۃ انہ کما ان مدار التقدم والتاخر بالذات ھو الزمان، ومدار الصغر والکبر المقدار، ومدار القلۃ والکثرۃ العدد۔ کذلک یجب ان یکون مدار مایشار الیہ لھنا وھناک بالذات مایمتنع الحرکۃ علیہ، وعلیٰ اجزائہ المفروضۃ لذاتہ۔ فان المکان یتحدد قبل

---

(۱) ای سطح ۱۲ منہ (۲) ای بعد موھوم ۱۲

(۳) ای بالوجود ۱۲

النقلة فيمتنع عليه التخلخل والتكاثف والفصل ووقوع الحدود بالفعل و
كل امر زائد على نفس البعد والمقدارية ولو كان سطحا كان قابلا لها
لتبعية محله وان لم يكن ذلك لم يكن لما يشار اليه فى ثخن الجسم نقلة
من هنا الى هناك سواء كان وجوده بالفعل او بالقوة القريبة منه و
لزم ان يكون تصور انتقاله محوجًا الى تصور امور خارجة عنه فلو فرض
تحرك العالم بحركة واحدة وضعا لم يثبت للاجزاء حركة انتقالية اصلًا
لانحفاظ الاوضاع۔

والاشراقية لما اعتادوا مطالعة لطائف الانوار والامور المثالية
هان عليهم تصوره، وخفى على المشائية فتوجهوا الى ابطاله تارة بان
الابعاد متماثلة يصح على كل منها ما يصح على الآخر[1] فاذا احتاج البعد لذاته
فى الاجسام الى مادة احتاج اليها جميع الابعاد فصارت اجسامًا۔

وقد عرفت[2] انتفاء المماثلة من بيان احكامه، وتارة بان استحالة
التداخل للبعدية فلو كان[3] بعدًا مجردًا امتنع انتقال الجسم فيه من حيز
الى حيز آخر، ومن البيّن ان التداخل فى الجواهر الفردة عندهم
ممتنع فالتحيز على الاستقلال علة قطعًا فان فرض فى المقادير ما يودى اليه
كان ممتنعًا بتلك العلة فلا حاجة الى علة اخرى ولا يجب[4] تداخلا ممتنعا
لا يؤدى اليه حتى يثبت علة ثانية مع ان المذكور فى تعريف التداخل
بالاتفاق هو دخول متحيزين فى حيز واحد ولم يقل احد بان دخول

---

(۱) فى م المنقولة من نسخة "ل" الاخرة ۱۲

(۲) هذا جواب لدليل المشائية ۱۲

(۳) اى الامكان ۱۲

(۴) فى الخطية وم تجد ۱۲

متحیز فی حیز ثان منہ۔

والصوفیۃ شاہدوا فی کل موطن من الغیب والشہادۃ زماناً و مکاناً غیر ما فی موطن آخر، فصلہ "عین القضاۃ" فی رسالۃ الزمانیۃ و المکانیۃ، وسکتُّ عنہ اذ الغرض مجرد التمثیل لا القصد الی تحقیق امرہا۔

فالمتکلمون یلازمون المشائیۃ فی اول الامر ویرجعون الی الاشراقیۃ فی آخر الامر، ویسمونہ موھوماً لضابطۃ تستفاد من کلامھم۔ وھی انہم عرفوہ بفراغ موھوم بشغلہ شاغل، ففسرہ اتباعھم بانہ لاشیٔ محض، وبنائیہ قولہم لوکان الواجب متحیزا لزم اما قدم الحیز او کونہ تعالیٰ محلاً للحوادث، وقولھم بوجود الوضع وھو الکون فی الحیز الذی قسموہ الی اتصال وانفصال وحرکۃ وسکون، اذ لامعنی لوجود الکون فی اللاشیٔ المحض فلا یکون تسمیۃ[1] المکان المشار الیہ والزمان المؤرخ المقسوم المقدار المسوح والعدد المضروب والمقسوم موھوما[2] کتسمیۃ[3] غلاف حلس علی قرص الشمس، وقیل فی الکوز موھوماً بل یفہم من موارد استعمالاتہم وان لم یتفوھوا بہ ان الاعیان والمعانی المحسوسۃ للعامۃ اوالخاصۃ۔ وما یتوقف ھی علیہ موجودۃ عندھم وغیرھا مما یلحقہا کھذہ الامور والحقوق والعقود والاحکام الخمسۃ عندھم موھومۃ، ولہا فی الخارج آثار ولیست من قبیل الموجودات الذھنیۃ التی انکروا وجودھا المشارکۃ المتنعات فیہ فمذھبہم اذاً یقرب من الاشراقیۃ، ولیحفظ ھذا المعنی فانہ نافع فی ھذا الباب[4] جداً۔

---

(۱) اسم یکون ۱۲

(۲) مفعول ثان للتسمیۃ ۱۲

(۳) خبر یکون ۱۲

(۴) ای باب التطبیق ۱۲ منہ

نکتة ——— فی الزمان، اتفقوا علی ان الزمان هو الامر المقسوم الی الایام، والشهور، والاعوام، وهو غیر ظلمة اللیل وضوء النهار اللذین هما مدرکان بالبصر[1]، وغیر الشمس والقمر الذی اثر علیهما امر الایام والشهور والسنین، وهو امر غیر قار فقالت الحکماء اولاً انه الامر الذی به التقدم والتاخر الذان لایجامع فیهما القبل والبعد بالذات ثم ازدادوا فکرا فقالوا هو کم متصل غیر قار ثم امعنوا فقالوا هو مقدار الحرکة، ثم امعنوا فقالوا هو مقدار حرکة وضعیة سرمدیة للفلک المحیط بالکل اسرع من جمیع الحرکات۔

والمتکلمون قالوا هو تقدیر متجدد موهوم بمتجدد معلوم، ولم یریدوا بالتقدیر فعلنا فان الزمان لیس من فعلنا، ولا نفس الامور المتجددة فانها تکون جواهرا او اعراضا قارة ولیس شئ منها زمانا بل ارادوا امرا موهوما بحسبه یتقدر متجدد بمتجدد، وهو عند الحکماء کذلک فان اهل العقول المتوسطة من الحکماء والمتکلمین توافقوا ان الحرکة القطعیة التی ینطبق علیها الزمان امر مرتسم فی الخیال من الحرکة التوسطیة، وان اتصال المعدوم بالمعدوم محال، وایضا اتفقوا علی ان الحرکة هی المتجددة المتصرمة[2] لذاتها فکانهم قالوا هو امر بحسبه وبالنظر الیه یتقدر توالی اکوان الحرکة سابقیة ولاحقیة، والمتکلمون لم یوافقوهم فی امعانهم لمعان وتقریبات غیر مسلمة عندهم والاکتفاء بعنوان واحد من بین وجوه متعددة لا ینبغی ان یعد نزاعا حقیقیا، والاشراقیة وافقت محققی المشائیة فی وجوده الدهری،

---

(۱) فی "م" بالذات ۱۲

(۲) ای المنقطعة ۱۲

وانه متصل الذات مقدار الحركة، ولكنهم كما زعموا البعد القار الجسمانی مقداراً جوهرياً زعموا البعد الغير القار ايضاً مقداراً جوهرياً حيث لم يجدوه طبيعة ناعتية الذات، ولا وجدوا فيه معنى الحلول، فلا يقال الزمان فی الحركة كما يقال السرعة فی الحركة، واللون والبعد والحركة فی الجسم ولا وجدوا الخصوص الحركة الوضعية فی تقويمه مدخلا لافتقار الحركة النفسانية الكيفية المتقدمة بالذات على الوضعية اليه، ولا وجدوه يتعدد بتعدد الحركات، مع تقدرها جميعاً به وامتناع تقدر الشئ بالذات بما يقوم بغيره ووجدوه ابعد فی قبول العدم من محله وحامل محله، ومقوم حامله لاستلزامه الوجود على تقدير العدم بنفسه دونها[1] مع ان وجود العرض فی نفسه هو وجوده لمحله فينعدم بعدمه حتى ان الوجود اذا قام بشئ انعدم بعدمه وهو اشد معاندة للعدم منه ـ والمشائية لما سلكت فی اثباته تقدر الحركات به، وما كان المقدار عندهم الاكماً جزموا بعرضيته حملوا قرائن الجوهرية على استبعادات عرضية ووهمية، ثم بالغوا فی ان اية حركة مقومة له، والمتاخرون من محققی الكلام لما اذعنوا الحدوث العالم باسره جعلوا الزمان قسمين موجوداً هو معيار التجددات والحركات وموهوماً لاعتيادالمدارك به يجعلوه مناط القدم الزمانی للواجب وظرفاً لعدم الزمان اذ ليس العدم شيئاً محققاً متجدداً حتى يحتاج الى زمان موجود قاسوه على البعد القار المتحقق من المركز الى المحدد، والمتوهم منه الى مالا يتناهی وهماً، فهؤلاء قد سلكوا شيئاً من مسالك التطبيق، فافهم هذا واعلم ان التطبيق بين كلامی هؤلاء الماهرين فی التحريرات والتميزات

---

(۱) فی م دونهم ۱۲

عسیر بالنسبة الیٰ غیرھم، واللہ اعلم۔

نکتة ــــــــــــ اختلفوا[1] فی سنیة رفع الیدین فی الصلوٰة بعد التحریمة مع اتفاقھم علیٰ انہ لم یصح فیہ امر باستحباب ولا بیان فضیلة ولا نھی الصحابة عنہ قط۔

---

(۱) حاصلہ ان فی المسئلة اختلاف، بعضھم استحب الرفع وبعضھم لم یستحبہ، قال النووی وقال ابو حنیفة رح واصحابہ وجماعة من اھل الکوفة لایستحب (الرفع) فی غیر تکبیرة الاحرام وھو اشھر الروایات عن مالک رح، واجمعوا علیٰ انہ لا یجب الشیٔ من الرفع اھ (شرح مسلم ج ۱۔ ص ۱۶۸)

وقال الحافظ ابن حزم الظاھری رح فلما صح انہ علیہ السلام کان یرفع فی خفض ورفع بعد تکبیرة الاحرام ولایرفع کان کل ذٰلک مباحًا لافرضًا وکان لنا ان نصلی کذٰلک فان رفعنا صلینا کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وان لم نرفع فقد صلینا کما کان علیہ السلام یصلی اھ (محلی ج ۳ ص ۲۳۵)

وقال الحافظ ابن القیم رح وھٰذا من الاختلاف المباح الذی لایعنف من فعلہ ولامن ترکہ (زاد المعاد ج ۱، ص ۷۰)

وقال المحدث الکبیر والامام الجلیل حکیم الامة الشاہ ولی اللہ رح وھو (ای رفع الیدین) من الھیأت فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرة، وترکہ مرة، والکل سنة واخذ بکل واحد الجماعة من الصحابة رض والتابعین رح ومن بعدھم، وھٰذا احد المواضع التی اختلف فیھا الفریقان اھل المدینة والکوفة ولکل واحد اصل اصیل، والحق عندی فی مثل ذٰلک ان الکل سنة ونظیرہ الوتر برکعة واحدة اوبثلاث، والذی یرفع احب الیّ ممن لایرفع فان احادیث الرفع اکثر واثبت، غیرانہ لاینبغی لانسان فی مثل ھٰذہ الصور ان یثیر علی نفسہ فتنة عوام بلدہ اھ (حجة اللہ البالغة ج ۲۔ ص ۱۰)۔

وعلی انہ ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلہ مدۃ، الا انہ زاد ابن مسعود رضی اللہ عنہ فقال الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ، وظاہر انہ لم یرد ترکہ ابدًا و انما اراد ترکہ اخرًا کما یشعر بہ بعض ما ینقل عنہ ان اخر الامرین ترک الرفع، ولا یدری مدۃ الترک فیحتمل انہ ترکہ فی ایام المرض والضعف، فظن قوم ان سنیتہ کانت بمجرد الفعل فبطلت بالترک، وقوم ان الترک بعذر وبغیر عذر یحی لا ینفی السنیۃ کترک القیام الفرض بالعذر فھی اذا باقیۃ، فلا مناقشۃ للمجتہدین فی اصل سنیتہ فی الجملۃ، ولا فی بقاء جوازہ، وان منعہ بعض المتعصبۃ، اذ لیس مما یخالف افعال الصلوٰۃ لبقائہ فی التحریمۃ، والقنوت، والعیدین، فلا نکیر علی فاعلہ لاحد

وقال المجاہد الکبیر والعالم النبیل مولانا الشاہ محمد اسمٰعیل الشہید رح حفید الامام ولی اللہ رح الحق ان رفع الیدین عند الانتقام والرکوع والقیام منہ والقیام الی الثالثۃ سنۃ غیر موکدۃ من سنن الھدیٰ فیثاب فاعلہ بقدر ما فعل ان دائمًا فبحسبہ و ان مرۃ فبمثلہ، ولا یلام تارکہ وان ترکہ مدۃ عمرہ (تنویر العینین صفحہ)

ثبت بھذہ العبارات ان دلائل رفع الیدین عند الرکوع والرفع منہ وکذلک عدم الرفع قویۃ، ولکل واحد اصل اصیل عمل علیہ الصحابۃ رض والتابعین رح ومن بعدھم، وان الرفع لیس بفرض وسنۃ مؤکدۃ بل من سنن الزوائد من فعلہ فقد اتبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن ترکہ ولو مدۃ عمرہ لا یلام علی ترکہ، وقد افرط بعض الناس فقال لا تؤدا الصلوٰۃ علی طریقۃ السنۃ الا بالرفع، و ادعی بعضھم النسخ من کل الوجہ، واعتذر بعضھم، وبین وجہ التطبیق کما فعلہ الشاہ رفیع الدین رح ولکل وجھۃ ھو مولیھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔ السواتی

بل فی بقاء سنیته بناء علی الظنین۔

فلانزاع الا فی المواظبة والرجحان، وحیث واظب علیه جمع بلغوا حد الاستفاضة فوق الشهرة ولم یتعرض صلی اللہ علیہ وسلم لفعلهم کما[1] تعرض لرفع الیدین فی السلام[2] حیث قال مابال ایدیکم کانها اذناب خیل شمس وهو صلی اللہ علیہ وسلم کان یری خلفه کما یری امامه فثبت بقاء سنیته، وترکه صلی اللہ علیہ وسلم احیانا کما رواه ابن مسعودؓ والبراء بن عازبؓ وعدم التعرض لتارکه یقتضی بسقوط تاکیده۔

ولم یبلغ ابا حنیفة رحمه اللہ خبر هذا الجمع، انما روی له الاوزاعی عن ابن شهاب عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنهما۔ فرجح علیه ابو حنیفةؒ حمادا عن ابراهیم عن علقمة عن ابن مسعودؓ بکثرة الفقه لا بکثرة الحفظ، فکانه ظن انه تفطن ابن مسعودؓ للنسخ دون ابن عمرؓ حیث لم یرفع الا فی التحریمة بناء علی ان السکوت فی معرض البیان یفید الحصر، وما یذکر عن الشافعیؒ من عدم الرفع عند قبره مشعر لعدم التاکید۔

نکتة ـــــــــ اختلفوا فی نسك النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه کان مفردا للحج او قارنا او متمتعا سائق الهدی ووجه التطبیق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین جمع الناس وخرج من المدینة المنورة الی مکة المعظمة کان لا ینوی الا الحج، فلما بات بذی الحلیفة فی العقیق امر بالقران، فقال "لبیك بحجة وعمرة"۔ فلما دخل مکة وتذکر حجها له العرب ان "العمرة فی اشهر الحج من افجر الفجور" وعرف انه فی اخر عمره

(۱) فی م لکن ۱۲

(۲) ای اخر الصلوٰة ۱۲

ولا يعيش الى قابل اراد رد هذا الوهم بابلغ وجه، فامر الناس بفسخ احرام الحج وجعله عمرة، وقال "لو استقبلت من امري ما استدبرت ما سقت الهدى، واحللت مع الناس كما حلوا"۔ فكان مفردًا بحسب ابتداء النية والشهرة، وقارنًا بحسب تلبية من العقيق حيث أمر صلى الله عليه وسلم في هذا الوادي المبارك" "وقل عمرة في حجة"۔ وكان متمتعًا سائق الهدي بحسب الهم والرغبة، ولم ينقل تجديد الاحرام للحج يوم التروية، نعم عرفت تجديد التلبية عند انشاء السفر الى عرفة من منى فكان قارنًا حقيقةً مفردًا في اول العمر متمتعًا في آخره۔

نكتة ــــــــــــ ورد في الحديث "لاعدوى" وورد في آخر "فرّ من المجذوم كما تفر من الاسد"۔ واختلفوا في وجه التطبيق فقيل لاعدوى سببًا مستقلًا، وفرّ من المجذوم لانه من الاسباب العادية۔ لايجاد الله تعالى المرض عقيب مخالطته كسائر اضاعة الاحتماءات وارتكاب خلاف المزاج، وانما نفى عنها دون سائرها لانه لما لم يتبين وجه تاثيره ظن روحانيًا قاهرًا بل مستقلًا، وقيل لاعدوى في نفس الامر، وفرّ من المجذوم تحرزًا عن مواضع التهم والتوهم، وقيل لاعدوى في حكم الشرع، فلا يلزم على المعدى ضمان جنايته ولا الانتقام منه، و فرّ من المجذوم صونًا لجسدك من العلة الخبيثة عسيرة البرء۔

نكتة ــــــــــــ طائفة من الصوفية قالوا بوحدة الوجود بمعنى "ان ليس في الخارج الا ذات الحق وحده"۔ وكل ما يسمى غيرًا وسوى فهو من تطورات ظهوره، وتقيدات شيونه، وطائفة قالوا "لا نسبة بين الحق والخلق الا نسبة الايجاد فلا عينيةً ولا وحدةً اصلا بينهما"۔

فمن الموحدة من قال ان ذٰلك فی المعانیة والوجدان، دون الواقع، فلا مخاصمة معہ لامکان اجتماع هٰذہ العینیة الوجدانیة مع الغیریة المحضة الواقعیة، کاختفاء الکواکب عن البصر عند طلوع الشمس واشتداد النهار، او کرویة الحمرة علی العالم عند وضع زجاجة حمراء علی العین۔ ومن اعتقد انه فی الواقع کذٰلك فالتطبیق علی معتقدہ ان فی العالم نظرین، نظرًا الی جهة امتیاز الحقائق، وما هی الا جهة عدمیة، وانّی للعدم ان یتحد بالوجود، فبالغ فی امتیاز الحقائق وسقوطها فی ظل الاوهام ونزاهة وجه الحق عن غبار الاکوان والافهام، وقال "هو وراء الوراء" ثم وثم، فحکم بانقطاع النسبة سوی ظلیة الصفات، وایجادہ ایا الذوات فیطابق حینئذٍ مسلك الشهودیة، ولا یدعی احد اتحاد الممکنات بمرتبة الاحدیة المجردة وصرافة الذات۔

والنظر الثانی فی العالم من حیث اکتنافه بقیّومیة الحق ووجودہ بسریان فیضہ من حیث انه اقرب الیهم من حبل الورید، وهی بالنسبة الی الحق کالصور المترائیة فی مرأته، او امواج واشکال متوهمة فی شموله واتساعہ، فلم یثبت للعالم عینًا غیر عین الحق، وقال هو عین کل شیٔ فی الظهور، ما هو عین الاشیاء فی ذواتها بل هو هو، والاشیاء اشیاء، فالشهودی لاینکر ان وجود العالم بقیومیة الحق قیومیّة[1] موجود لموهوم لایقاس بها قیومیة النفس للبدن، والجوهر للعرض بل اشد من ذٰلك، واقوی من غیر مداخلة وممازجة وانحصار فیعبر عن ذٰلك بالایجاد والخلق لا کخلق البانی للبناء، او اقتضاء الصور النوعیة للاعراض

(۱) فی الخطیة قیومیة ۱۲

واما التعبير بهو هو او هو ليس هو، فهو لا يفيد ربطاً واقعياً انما هو طرق التعبير للمعنى الدقيق، اليس بين الثلثة والفرد ربط واحد مصحح ان يقال تارة الثلثة فرد، وتارة الثلثة مفهوم والفردية عارضة لها، وقد بينا فى "دمغ الباطل" هذا المعنى بما لا مزيد عليه فمن اشتاق فليرجع اليه -

واما بعض الشهودية الذين قالوا ان العالم موجود خارجي حقيقي مستقل غير الواجب من آثار صنعه، وبعض الوجودية الذين قالوا ليس الواجب غير هذا الهيكل المخصوص المسمى بالعالم، فهو من كثرة اجزائه عالم، ومن حيث وحدة اجتماعه حق، فهما على طرفي مضادة يجمعهما هذا السر المذكور من قبل، ويفرق بينهما قصور نظر كل من الفريقين -

نكتة ـــــــ اساس النزاع بين الفريقين على ما فصله امام الشهودية[1]، هو عينية الظل او غيريته للاصل بالحقيقة و الانطباق ان يتامل ان ظل العلم علم لا غيره، وكذا اسائر الصفات، وهو بنفسه مصرح ايضاً بان قاعدة العقلاء ان ماهية الشئ هو هو، غير مسلم فى الماهية الظلية، بل الظل هو باصله لا بنفسه، فاصله اقرب اليه من نفسه، فحينئذ لم يبق بينه وبين قول الوجودية الظل ظهور الشئ فى المرتبة الثانية وما بعدها فرق يعتد به الا بالتعبير، فان كلا منهما[2] عند الشهودية اخذ بشرط المرتبة مع الحقيقة فتباينا، وعند الوجودية لا بشرطها فاتحد ومنشأ ذلك مزيد اعتناء واحد بجهة الامتياز، وآخر بجهة الاشتراك والغفلة عن الاخرى فتثبت[3] العينية من وجه والغيرية من وجه -

---

(۱) المراد منه الامام المجدد الشيخ احمد السرهندي رح ۱۲

(۲) فى ن منها ۱۲

(۳) فى المخطية فيثبت ۱۲

نکتة

انفق العلماء والصوفية الشهودية على ان النبوة افضل من الولاية، ولذا كان النبى معصومًا عن المعاصى، مامون الخاتمة، علمه قطعى، وقبوله واجب وانكاره كفر، دون الولى، وقال سبحانه و تعالى "وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ"۔ ولم يذكر معهم الاولياء۔

وقالت الوجودية الولاية افضل من النبوة، ولما كان التفوه به ثقيلًا منكرًا فسر بان المراد جهتا شخص واحد من الانبياء والولاية توجهه الى الحق بالتمام، والنبوة توجهه الى الخلق بالامر بلا واسطة، وجهة الحق اشرف من جهة الخلق، فاختلس منه ان النبوة افضل والولاية اشرف۔

وخاصمهم الشهودية بان النبوة ليست نفس التبليغ والتربية بل هى قبول الوحى منه سبحانه لامر التبليغ فهى جهة الحق دون الخلق، وبان النبوة غاية الولاية وانتهاء كمالها فهى افضل منها، وبان التوجه الى الخلق بنيابة الحق وجارحيته يجعل نفسه فى ضمن الحق وجهته، بخلاف التوجه الى الحق فانه يجعله[1] خارج الحق فى مسامتته۔

وتفطن الشيخ المجدد ان غرضهم انه بمعرفة التوحيد الوجودى يحصل من زوال الاثنينية وتمام الفناء وكمال الوصل كما هو عند الاولياء مالايحصل فى احكام جهة العابدية والمعبودية بحفظ الادب وكمال الاطاعة كما هو دعوة الانبياء عليهم السلام وطريقتهم المتوارثة عند العلماء فازاحه بان طريقة الولاية وكمالاتها ظلية، وهما للنبوة اصلية۔

وشرحه على ما فهمت ان طريقة النبوة فى البداية والنهاية تفضل

---

(۱) فى الخطية وم يجعله ۱۲

طریقۃ الولایۃ فیھما و توجہ الانبیاء الی الھویۃ الخارجیۃ الواجبۃ بلا توسطہ برزخ[1]، ومرأۃ من[2] الانفس والافاق، وانتھاؤھم الی التجلیات الوجودیۃ الی حصول ربط القبول والنیابۃ والحمایۃ علی ید من بایدیہ نظام القضاء والقدر فیترتب علیھم آثارہ فی الخارج۔

وتوجہ الاولیاء الیہ سبحانہ بتوسط البرازخ ومرایا الانفس و الآفاق، فمن جاوزھذا منھم فقد دخل فی وراثۃ النبوۃ بالعرض، و انتھاؤھم بالبقاء الوجدانی بالحق، ولا یترتب علیھم آثار الالوھیۃ والوجوب مطلقًا، الا فی ادراکھم، ووجدانھم۔

والی القیام بکمال المتابعۃ للانبیاء بحسب مراتبھا السبعۃ، وان اشترکوا فی نیل تجلیاتہ تعالیٰ فی المرایا الادراکیۃ والتلقی منہ سبحانہٗ بلا واسطۃ۔

فالحق ان فضل الولایۃ بطول البقاء وسعۃ الدائرۃ، ودخل السعی والاکتساب فیھا، و فضل النبوۃ بحصول نوع من الاستقلال ومزید الاختصاص والجاہ واستحکام الرابطۃ معہ۔

وان الولی اذا خاض فی انانیتہ دخل[3] فی مراتب الاطلاق وداخل فی حقائق الاشیاء وانکشف علیہ شان من الذات ربما یخفی علی النبی، والنبی یجب تعرفہ بواسطۃ الالقاء والجمع بین رؤیتہ وکلامہ، ولیس ذلک للولی، ولکن الحق الصریح ان التابع دون المتبوع۔ ع

وللناس فیما یعشقون مذاھب

(۱) فی الخطیۃ بلا توسط ۱۲

(۲) فی ل فی ۱۲

(۳) فی الخطیۃ داخل ۱۲

ومما یوجب الاشتباه[1] ان الآخر حصولاً لا یغیر[2] عند صاحبه۔

ثم ان هذا فی محض النبوة والولایة الخاصة فمن فاز مع ذلک بنوع آخر من الکمال، او بالجمع بین صنوف من الکمال ینبغی ان ینظر فی فضله وفضل اجتماعهما[3] فیه ولا یقتصر علیٰ ما ذکر

نکتةـــــــ ادعی الحکماء امتناع الخرق والالتیام علی الافلاک وخالفهم ارباب الشرائع فی ذلک، والحق ان الحکماء لم یاتوا فیه ببرهان، فالادلة المذکورة فیه علی تقدیر تمامها انما تدل علی امتناعهما فی محدد الامکنة والازمنة، ولادخل لباقی الافلاک فی ذلک، وانما حکموا بذلک لدخولها فی اسم الفلک، ولموافقتها له فی الحرکة الدوریة مظنونا فیها الدوام، ولم یعلموا ان دوام میل نفسانی فی مستدیر للکل لاینافی میلاً مستقیماً لاجزائه سیما للمنفصلة منها، وقد صرح صدر الشیرازی بان هذا الحکم منهم بنوع من الحدس، وما هذا الحدس الا من قبیل تبادر الذهن، لا من مقدمات البرهان، واهل الشرع جزموا بحدوث الافلاک من مواد تشارک العناصر فی اصلها۔

نکتةـــــــ ذکر الحکماء لکائنات الجو اسباباً من تغیرات الهواء والماء بالاستحالات والانقلابات والاختلاطات[4]، وارجعه اصحاب الشرائع الی ملائکة یتصرفون بامر الله، فتبین[5] المنافاة

---

(۱) ای فی تفضیل احدهما علی الآخر ۱۲

(۲) فی الخطیة یعز عند صاحبه ۱۲

(۳) فی م اجتماعهما ۱۲

(۴) فی م الاختلافات ۱۲

(۵) فی الخطیة و م فیظن ۱۲

بینہما، ولاننا فی ثان للاشیاء اسبابا اربعۃ۔ والحکماء اعتنوا بالمادیۃ، واصحاب الشرائع بالفاعلیۃ، کیف والحکماء لا یستغنون عن اسباب سماویۃ غیبیۃ، یسمیہا عامتہم بالاوضاع المخصوصۃ، وخواصہم بالقویٰ الروحانیۃ، وانما یتصرف الفاعل بجمع المواد واصلاحہا کما تری فی افاعیلنا[1]، فلا ینبغی الانکار کیف ویعرف من التوراۃ ان البخار یرتفع من وجہ الارض فیسقی نواحیہا، ولما ثبت نزول ہٰذا القویٰ من السماء صح ان الماء ینزل من السماء وجاز ان یراد من السماء طبقۃ الزمہریر والبرد العائق فیہا ہو جبال البرد" یصیب بہ من یشاء ویصرفہ عمن یشاء"۔

نکتۃ ———— اہل الشرائع یفہمون من مثل قولہ تعالیٰ "وَالْاَرْضَ فِرَاشًا" و "دَحَاهَا" و "سُطِحَتْ" انہا سطح مستو، والحکماء یثبتون کرویتہا بالادلۃ الصحیحۃ، فیتوہم الخلاف، ویدفع بان القدر المحسوس منہا فی کل بقعۃ سطح مستو، فان الدائرۃ کلما عظمت قل انحداء اجزائہا فاستواؤہا باعتبار محسوسیۃ اجزائہا وکرویتہا باعتبار معقولیۃ جملتہا۔

نکتۃ ———— ورد فی الحدیث "ان الشمس اذا غربت تذہب حتی تسجد تحت العرش" واثبت الحکماء انہا لا تنفک عن وضعہا من الفلک اذ ہی تحت الارض، فان فہم العرش محیطا فہی دائما تحت العرش، وان فہم الی الفوق فقط فہی لم تذہب الیہ۔ وحل الخلاف ان الحکماء اثبتوا اختلاف احوالہا بالنسبۃ الی السفلیات فی الاوتاد الاربعۃ[2]

---

(۱) فی الخطبۃ ومن افاعیلہا ۱۲

(۲) ہی الطالع والغارب، والعاشر والرابع ۱۲

فاصحاب النفوس المطهرة، والقلوب المنورة، ينطبع فی بواطنهم حال القاعد عند الطلوع، وحال القائم عند الاستواء وحال الراکع عند الغروب وحال الساجد عند غایة الانحطاط، وهی فی جمیع ذلك تحت العرش لانه فوقها دائمًا ومحیط بها۔

نکتة ——— ورد فی المصحف المجید "وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ"۔ "وَجَعَلْنَا الْجِبَالَ اَوْتَادًا"۔ وفی الحدیث الشریف "کانت الارض خلقت تمید علی الماء فامسکتها الملائکة فما سکنت، فخلق الله سبحانه الجبال فسکنت بها"۔

واثبت الحکماء ان انجذاب الاثقال الی مرکز العالم الذی هو مرکز الارض والماء، فالماء فوق الارض معتمد من کل جهة علیها علی سمت مرکزها فکیف تمید علیها، والجبال فی الارض فان مالت، مالت معها، وکیف تمنعها عن الحرکة۔

والمطابقة ان من المحسوس المتیقن عند اهل الهند ان البئر اذا حفر یحصل الی الثری فیترشح[1] فیه الماء من الجوانب کالعرق من المسام بطیئًا او سریعًا فاذا امعن فیه[2] انتهی الی طبقة صلبة لا یداخلها الماء اصلًا ثم اذا بولغ فیه بکسرها نبع الماء العذب القراح بقوة وشدة کانه کان منضغطًا فارتفع، فان اخرج منه الات ذنوب لا ینتقص، ولم یجدوا لهذا الماء الی اربع مائة او خمس مائة ذراع نهایةً، والله یعلم کم یوجد الماء وراءها، ولا شك ان تحتها طبقة ارضیة اخری فکان تمید

(۱) فی ن فیترشح ۱۲

(۲) ای فی الحفر ۱۲

الارض یھذا الماء الا بالماء المنبسط فوقها ونصب اصول الجبال فی
الطبقة الثانیة من الارض لا فی ھذہ الارض فقط۔ فافھم۔

نکتۃ ———— وقع فی الکلام المجید "اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ" ای مثل السمٰوات السبع، وجاء فی
الحدیث انھا طبقات متفاصلۃ، ودلائل الھیئۃ دلت علی ان الارض
قطرھا الفان وخمس مائۃ وخمسۃ واربعون فرسخًا، وھذا لا یسع سبع[1]
ارضین فی جوفہ قریب من ھذا الارض، فما ظنک اذا کانت السافلۃ
اعظم من العالیۃ کما یروی۔ ولا یوجد ارض اخری بین السماء والارض
وھذا وان لم یخالف الاٰیۃ قطعًا[2] لافراد الارض من التبعیضیۃ، فیفھم
ان تلک السبع قطع ارض واحدۃ وھی کذلک فان المعمورۃ منھا سبع
بلاد مختلفۃ بالادیان والرسوم والطبائع والنباتات وبعض الحیوانات
احدھا للسودان من البربر والزنج والحبشۃ، واخری للبیض من الافرنج
والطنجۃ والسقالبۃ[3] ثم للعرب، ثم للفارس، ثم للھند، ثم للترک ثم للصین
او بتصرف فی الارض ان المراد عالم العناصر وھو سبع طبقات۔
واما الحمل علی الاقالیم فبعید، ولکنہ یخالف الحدیث الصریح۔
ویدفع ھذا الخلاف بان ستۃ ارضین فی طبقات عالم المثال
کانھا ستۃ تماثیل لھذہ الارض، والعامۃ واصحاب الشرائع لا یفرقون
بین اجسام الشھادیۃ والمثالیۃ الا بالصفات کاللطافۃ والکثافۃ

---

(۱) فی ل لسبع ۱۲

(۲) فی ن قطعیًا ۱۲

(۳) فی الخطیۃ والصقالیۃ ۱۲

والنورانية والظلمانية، ويؤيده ماروى عن ابن عباس رضى الله عنهما ان فيها ابن عباس كابن عباسكم، وقد يظن ان تلك الارضين هى المنتقشة المنطبعة منها فى النفوس الفلكية۔

وفيه انها اذا[1] تسع فالارضون عشرة الا ان يتكلف انه كما ليس للارض قدر محسوس بالنسبة الى الافلاك العلى ليس لها صورة فيما فوق الفلك المشترى، ولا يخفى بعده

---

(1) فى الخطية اذا تسع ١٢

له وقال النواب صديق حسن خان رح "هذا آخر ما نقلته من كتاب التكميل".
(ابجد العلوم)

له وهذا حين الاتمام فى هذا المقام والحمد لله على التوفيق والانعام، والصلوٰة على شفيعنا وهادينا محمد مع السلام۔ وصالح الثناء والدعاء لاساتذتنا الكرام، وسوال الفتح والبركة من الله لمن انتفع بهذا الكلام۔ خاتمه قد تم تاليف الرسالة فى رابع الربيع الاول سنة الف ومائتين ثلاثين من الهجرة المحمدية على صاحبها الف الاف سلام وتحية "(من الخطية)

قد وقع الفراغ من كتابة هذه الرسالة الشريفة النافعة فى جميع العلوم فى عاشر الربيع الآخر سنة الف ومائتين واحدى وخمسين ١٢٥١ من هجرة النبوية صلى الله عليه وآله واصحابه اجمعين۔

وفى اللكنوية بلغ إتمام هذا الكتاب الجليل المسمّى "بالتكميل" على يد العبد المسكين حسن البخارى القنوجى رح (هو والد النواب صديق حسن خان) يوم الاربعاء التاسع والعشرين من شهر ربيع الاول سنة الف ومائتين و

له سقطت هذه العبارة بتمامها من اللكنوية ١٢ (من نسخة المجلس العلمى بكراتشى)

تسعة واربعين من هجرة خاتم المرسلين عليه افضل الصلوٰة والتسليم"۔

(من نسخة مجلس العلمی بکراتشی)

"الحمد للملك المنان، قد تم الكتاب المسمّٰی "بتكميل الاذهان" لمولانا القاموس القمقام والبحر الطمطام للعلوم العقلية والنقلية جلها بل كلها العلامة الفهامة الشاه رفيع الدين، اللهم اجعل مسكنه بحبوحة الجنان، وارزقه الحسنٰی والرضوان، واغفر لی ولوالدی واحسن اليهما والیّ، عام سبع وثلاث مائة بعد الالف من هجرة النبی عليه الصلوٰة والسلام، عاشر جمادی الاولیٰ يوم الخميس من الايام، وانا الفقير الی الله الغنی عبد التواب الملتانی، اللهم كن له ولوالديه واستاذيه رحيما، وارزقهم فی جناتك نعيمًا مقيمًا، والحمد لله ربّ العالمين، والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين"۔

(من الخطية)

○

رسالۃ

فی

مقدّمۃ العلم

للشیخ المحقق المنقق المحدّث الحکیم الصوفی

الشاہ رفیع الدّین الدھلوی ؒ

هذه رسالة بديعة وعجالة نافعة المسماة

بمقدمة العلم

للشاه رفيع الدين رح۔ اوردها واثبتها النواب صديق حسن خان رح

فی کتابہ الشهير "ابجد العلوم"۔

ولم يتسير لنا نسخة اخرى لنراجع اليها۔ فاغتنمنا

ونقلناها من "ابجد العلوم" من ص ۱۲۴ الی ص ۱۲۷ المطبوعة

فی مطبعة صديقية فی بهوفال فی سنه ۱۲۹۵ھ

وهی بحمد الله رسالة غراء مفيدة لارباب الفضل

فی العلوم والفنون ومعينة للطلاب العلوم العقلية مثل

فنون الآلية۔ والله الميسر۔

السواتی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المقدّمة تطلق علیٰ اُمُور

۱ جزء من اجزاء الکتب عنون بھذا اللفظ۔

۲ وجزء کذلك یعنون مثلہ بہ، وان لم یعنون بذلك اللفظ۔

۳ ومایستحق ان یقدم سواءً قدم وعنون بھا اولا۔ وھذا یُسمّیٰ بمقدمۃ العلم، والاوّل بل الاولان بمقدمۃ الکتاب۔

فیفسر مقدمۃ الکتاب بما یفسر بہ الکتاب من الالفاظ والمعانی والنقوش، وان کان الثالث مجازیًا فی مثل اشتریت الکتاب وھذا کتاب فلانٍ۔

ولا یلتفت الیہ فی مثل صنّفتُ الکتاب وقرأتہ وھذا کتاب جیّدٌ متین ومتن وشرح وحاشیۃ۔

وتفسر مقدمۃ العلم بما یفسر بہ العلم من الادراك والمدرکات، فیتحقق بینھما نِسَبٌ مختلفۃ کالتباین صدقا، او الکلیۃ والجزئیۃ او العموم والخصوص المطلق، کما اذا اشتمل مقدمۃ الکتاب علیٰ غیر مقدمۃ العلم ایضًا، والعموم من وجہ اذا لم یقدم مقدمۃ العلم وقدم شئ من غیرھا، ھذا ھو الکلام علی العرف المشھور۔

والذی یقتضیہ النظر الصحیح ان یسمی بمقدمۃ الکتاب، ماله دخل فی خصوص الکتاب، وبمقدمۃ العلم ماله دخل فی العلم مطلقًا۔ ویجتمعان اذا لم یکن مدخل فی خصوص الکتاب الا لما لہ دخل فی العلم۔

وتحقيقهما باعتبار هذا النظران يقال قد تبين فى العلم الاعلى ان العلم التام بالاشياء ذوات الاسباب انما يحصل بمعرفة عللها التامة -

وهى مجموع العلة الفاعلية، والغائية، والصورية، وسائر مايتوقف عليه حصول الشئ من الشروط، والالات والمعدات القريبة، ونحو ذلك فيما يوجد فيه جميعها، وبعضها فيما يوجد بعضها -

نقول ان المتقدمين لما افرزوا من نتائج افكارهم الاحكام المتعلقة لشئ واحد وحدة ما من جهة واحدة علوما متفرزة، وشحنوا بها كتبهم، وارادوا بقاءها على مر الاعصار، وعلموها تلامذتهم قرنا بعد قرن حتى وصلت الينا، فاستحسنوا تقديم بعض مباديها عليها، ليكون تسهيلا لطالبيها، وتبصرة لشارعيها. وقد علمت وجه الضبط، فاعلم ان ههنا امرين -

احدهما، العلم بما هو هو. وذلك عبارة عن مسائل مخصوصة ومطالب معينة -

وثانيهما، الكتاب - وهو عبارة عن الفاظ مقررة، ومعان مرتبة -

وربما كان كتاب واحد فى علوم متعددة، اوكتب متعددة فى علم واحد، ورب علم لم يدون فى كتاب، وكتاب لم يشمل على علم بل على مسائل متفرقة، واحاديث ما هية من نظم او نثر -

وايضا هما يختلفان فى امور كثيرة كالمنفعة والمضرة والجودة والرداة والضعف والقوة وغيرها -

ونسبة الكتاب بمعانيه الى العلم كنسبة العلم الى الواقع بالمطابقة وللا مطابقة فالكل منهما مباد متغايرة - فالاحق ان يجعل لكل منهما مقدمة مغايرة لمقدمة الآخر- ويجعل مقدمة العلم من مقاصد الكتاب، ولكن

من الناس من يجمعها۔ ومنهم من يكتفى باحدهما، ومنهم من يذكر مقدمة الكتاب فى الديباجة۔ ومقدمة العلم فى جزءٍ من الكتاب يصدر بالمقدمة ويذكر فى كل مايهمه ويتفق له۔

ولكن مقدمة العلم ومقدمة الكتاب فى الاغلب داخلتان فى الكتاب وذلك لعدم افرازهما بعناية النظر، ونحن نذكر مبادى كليهما مع نوع ضبط

نتقول ۔من المبادى الفاعل، اما فاعل العلم حقيقة، فاول من اخرجه من القوة الى الفعل ودوّنه وفصّله كارسطاطاليس لحكمة المشائين والمنطق، وينوب منابه المهرة الذين هم اهل استنباط وتحقيق لقواعده

واما فاعل الكتاب حقيقة فمصنفه، وينوب منابه من عليه الاعتماد فى روايته وتوجيهه واصلاحه۔

ومنها۔ الغاية۔ وهى بيان الحاجة الماسة الى تدوينه وتصنيفه۔

امّا العلوم فلها غاية عامة۔ هى تكميل النفس فى القوة العلمية بمعرفتها وغاية خاصة تذكر فى كل فنٍ فنٍ۔

واما الكتب فلها ايضا غاية عامة، وهى تسكين وهم القلب بايراد مايختلج فيه، وارادة الترويج والابقاء كما قيل۔ ع

كل علم ليس فى القرطاس ضاع

وغاية خاصة من توضيح مجمل، او تلخيص مطول، او تعميم انتفاع او تتمیم عن رعاع، او ايابة حق، او ازالة شك، او ارضاء عظيم، او تبكيت لئيم الى غير ذلك۔

ثم ان الغاية فى الافعال الاختيارية تتم بامرين۔

الاول معرفة المطلوب حذرا عن طلب المجهول المطلق۔

ومعرفة فائدته فرارًا عن العبث -

فوضعوا للاول معرفة الاسم - ووجہ التسمية للكتاب، والرسم ايضًا للعلم -

وللثانی بيان الفائدة، والمضرة ترغيبًا فی تحصيله ومعالجة عن افساده -

ومنها - المادة والصورة - وعلمهما بالحقيقة انما يكون بعد اتمام تحصيل العلم والكتاب، لان الصورة جزء اخر للمعلول، والمادة مقارنة لها، بل حصولها هو عين حصول المعلول، وذلك منافٍ لغرض المقدمة فاقاموا مقامهما شيئين اخرين -

اما مقام المادة - فللعلم بيان موضوعه الذی تنتهی اليه موضوعات مسائله كانها شعب وتفصيلات، ولواحق عارضة له -

وبيان حيثية البحث الذی تنتهی اليه محمولات المسائل كذلك -

والكتاب - بيان لغت الفاظه انها عربية او فارسية - وهی كثيرًا ما تكون قليل الجدوی -

وبيان العلم الذی هو فيه - فان التحرير والتقرير انما يقع فيه علی صور شتی ووجوه مختلفة -

واما مقام الصورة - فللعلم بيان ابوابه - والاشارة الی كليات اصوله وفروعه -

وللكتاب بيان ترتيبه وتفصيل اجزائه من المقالات، والابواب والفصول وغيرها، وفهرستها -

ومنها - الشروط - فبعضها عامة لكل علم فی المعلم والمتعلم، و

زمان التعليم والتصنيف۔ وقد جرى فيه رسائل تسمى آداب المتعلمين وآداب المصنفين۔

ولبعضها خاصة فلكل طائفة من العلوم معلومات ما لم تعلم، لم يعلم ولم يصح الجزم به ما لم يستحصل ويسمّى بالحدود، والعلوم المتعارفة والمصادرات، والاصول الموضوعة۔

ولبعض الكتب رموز واصطلاحات ما لم نعلم اشكل فهم الكتاب۔

ومنها الآلات۔ فان الفاعل القريب لاكتساب العلوم هي الافكار ولها طرق ووجوه، يسهل التحصيل بها۔ يسمى الانحاء التعليمية، وهي التقسيم، والتحليل، والتحديد، والبرهان۔

وللكتب شروح وحواش يسهل فهمها باعمالها۔

ومنها۔ المعدات القريبة فيبين مرتبة العلم لتاخرعما يجب و تقدم على ما يجب۔

وكذلك مرتبة الكتاب، وبيان الكتب التي منها ماخذ الكتاب، والعلوم التي يحصل منها استعداد العلم المطلوب۔

فهذا وجه لضبطها وسائر المصنفين يكتفون على بعضها لما مر۔ ولان منها ما يكفي مؤنة غيرها۔ ولكن توسعة للامر قد يحث على استيفاءها۔ والعلم عند الله تعالى۔
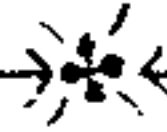
رسالہ

دانشمندی

از تصانیف

حکیم الامۃ حضرت مولانا الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ

رسالہ دانشمندی

رسالۃ مشتملۃ علی مبانی فن التحصیل وقواعدہ التی دونہا ورتبہا

حکیم الامۃ الامام ولی اللہ الدھلوی رح ولما کانت ھذہ الرسالۃ الشریفۃ بذرۃ صالحۃ

لتوضیحات الشاہ رفیع الدین رح وتحقیقاتہ المنیفۃ وتدقیقاتہ الانیقۃ - ومنھا

انشعبت فروع التحصیل وضوابطہ المفیدۃ، واضاف الشاہ رفیع الدین رح الیھا

اشیاء نافعۃ وقال "العلوم تتکامل بتلاحق الافکار"۔ والحق انھا نظریۃ حقۃ صائبۃ

مطردۃ فی العلوم والفنون۔ وکما نظرنا الی الباب الثانی من کتاب "تکمیل الاذھان"

شاھدنا ان البذرۃ التی القاھا الامام ولی اللہ رح انبتھا اللہ نباتا حسنا فنضجت

واثمرت واعطت علوما مفیدۃ وانظارا حقۃ، وھذہ افکار واصول وقواعد تنعش

اذھان العلماء الی مراتب عالیۃ ودرجات راقیۃ فی الکمال، والی تحقیق العلوم والفنون

والحق انہ فن لطیف ومعلومات دقیقۃ وضوابط نافعۃ لتسھیل المشکلات و

تلع الشبھات، وحل الاغلاقات، اذا رعاھا ارباب العلم واصحاب التحقیق، و

یستوی فیہ المعقول والمنقول بانھما یحتاجان الیہ کما قال الامام ولی اللہ رح

فی اخر ھذہ الرسالۃ ان المنقول یحتاج الیہ فی ضبط الالفاظ والحرکات، والمعقول

فی تحقیق المسائل ۔ فمن ھذا الوجہ رئینا الحاق ھذہ الرسالۃ المنیفۃ الی

"تکمیل الاذھان" حسنا لتکون اساسا لفن التحصیل، ومفیدا لاصحاب الفضل

والکمال۔

واللہ الموفق والمیسر، وھو نعم المولی ونعم النصیر۔

السواتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ملہم الحکم، و مجزل النعم، والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل من اوتی الکتاب وافضل الخطاب، وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین بلغوا شرائع الدین، وبینوا لنا ما یحصل الیقین۔

اما بعد می گوید فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم، این بندہ فن دانشمندی از والد خود کسب نمودہ، وایشان از میر محمد زاہد بن قاضی اسلم ہروی، وایشان از ملا محمد فاضل، وایشان از ملا یوسف قراباغی، وایشان از میرزا جان، وایشان از ملا محمود شیرازی، وایشان از ملا جلال الدین دوانی، وایشان از والد خود ملا اسعد بن عبدالرحیم و از ملا مظہر الدین گازرونی، وایشان ہر دو از ملا سعد الدین تفتازانی و از سید شریف جرجانی، وایشان از قطب الدین رازی، وایشان و ملا سعد الدین تفتازانی ہر دو از قاضی عضد، وایشان از ملا زین الدین، وایشان از قاضی بیضاوی، وایشان را سند لیست تا شیخ ابوالحسن اشعری، در کتب تاریخ مشہور و معروف۔

بالجملہ فقیر بایں سند اخذ کرد فن دانشمندی و علم کلام و اصول، ہمہ مخلوط باہم۔ در جال این سند ہمہ مصنفین محققین مشغول بہ تصنیف و درس بودند، الا والد فقیر کہ بہ سبب اشتغال قلبی بہ شغل تصنیف و اکثار درس نپرداختند۔

بخاطر فاتر گذشت کہ فن دانشمندی را قاعدہ بنہد، و بر اہل عصر آں قاعدہ را جلوہ دہد۔

تعریف ــــــ اگر گوئی از دانشمندی چہ چیز ارادہ می کنی؟

گویم کتاب دانی ارادہ می کنم، و آں بر سہ مرتبہ می باشد:

یکے آنکہ ــــ مطالعہ کند کتاب را، و حقیقت آں را بوجہ تحقیق دریابد۔

دوم آنکہ ــــ درس گوید و حقیقت آں را بشاگرداں بفہماند۔

سوم آنکہ ــــ شرح یا حاشیہ براں بنویسد، و در کشف حقیقت آں مبالغہ نماید۔

فائدہ ـــــ اگر گوئی فائدہ ضبط قاعدہ کہ آن را بیان می کنی، وحفظ آن، وتحقیق آن چیست ؟

گویم دو فائدہ دارد:

یکے آنکہ ـــــ طریق مطالعہ کتاب بداند، واین مطالعہ اکثر احوال صائب باشد۔

تفصیل این اجمال آنکہ چون این طالب بعض مقدمات فن دانشمندی، مانند صرف، ونحو، ولغت وغیر آن یاد گرفتہ باشد؛ بعد ازاں مطالعۂ کتابے پیش گیرد، وشرح آن کتاب را پیش نظر دارد، واستاد مشفق او را براین قواعد کلیہ گواہی بخشد، وبعد ازاں در ہر موضع بر نکتۂ کلام شارح مطلع سازد، بسبب قرین، سلیقہ فہم کتاب پیدا شود۔

وشک نیست کہ احاطہ بجزئیات وانشاء مثل آنہا بعد احکام کلیات سہل تر می باشد، مانند معرفت عروض بہ نسبت کسیکہ ممارست دواوین شعراء می کند، وانشاء شعر می کند۔

دوم آنکہ ـــــ عزیزان نام بردہ ہا کہ عمدہ در دانشمندی ایشان وامثال ایشان اند، فنون دانشمندی را مخلوط با علم کلام واصول وغیر آں ساختہ اند بساست کہ طالب تمیز فنون دانشمندی از این علوم نکند، وآن ہمہ ہیئۃ اجتماعیہ را علم انگارد، چنانکہ حال اکثر خام طبعان اہل زمان ست، پس نہ علم را نیک احاطہ کند بسبب انتشار اطرافش در نظر او، ونہ دانشمندی نیک ورزد بسبب عدم انتقال ذہن باین۔

تتمہ ـــــ فنون دانشمندی جدا ومتمیز از علم اند، پس چون این قاعدہ را یاد گیرد در ذہن او از فنون دانشمندی امرے جامع محدود ومتمیز پیدا شود، وبا دنی عنایت در ہر موضع صرف نماید، مسائل علم جدا ادراک کند، واز ہر جانب بآنہا محیط شود، وَمَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

باید دانست کہ ـــــ مرد عالم چون خواہد کہ شاگردان خود را از کتابے از کتب علوم درس گوید، بطریق درایت وتحقیق، لابدست او را از رعایت پانزدہ چیز

وہمچنیں اگر شخصے خواہد کہ شرح کتابے بکند، لابدست اورا محافظت براین امور:

اوّل ——— ضبط مشکل یعنی اسما و افعال کہ در عبارت واقع شدہ است۔ اگر محل اشتباہ باشد حرکات و سکنات اورا بیان نماید۔

تتمہ ——— ہمچنیں اعجام و اہمال حروف بیان کند، تا از تصحیف محفوظ ماند، چہ خطی وچہ تصحیف لفظی۔

دوم ——— شرح غریب، یعنی اگر لفظے قلیل الاستعمال کہ معنی آن نزد استعمال شاگردان مفہوم نیست، واقع شود، بیان او بحسب لغت و اصطلاح نماید۔

سوم ——— کشف مغلق در عبارت، یعنی اگر ترکیبے عویص یا صیغہ عویص کہ بر ذہن شاگرداں صعب باشد، واقع شود، موافق علم نحو و صرف حل آن نماید۔

چہارم ——— تصویر مسئلہ، یعنی اگر قاعدہ کہ در کتاب مذکور می شود بذہن شاگردان درنمی آید، بیان بعبارت واضح بکند، و بعض امثلۂ آن بیان نماید تا آنکہ بذہن شاگردان درآید۔

پنجم ——— تقریب دلائل، یعنی اگر کتاب دلیلے بر مسئلہ اقامت کردہ است، مقدمات مطویہ آن را بوجہے مسوق گرداند، کہ بلزوم بعض مقدمات مر بعض را، یا اندراج در بعض منتج بہ مدعا باشد، و رجوع کند بمقدمات بدیہیہ کہ شک را دران مدخل نبود و بطریق بدیہی کہ شبہ دراں نیفتد۔

ششم ——— تحقیق تعریفات بہ بیان فوائد قیود۔

تتمہ ——— و بسط قسمت و طریق انتزاع حد جامع مانع غیر مستدرک از میان آنہا۔

ہفتم ——— تبیین قواعد کلیہ بہ بیان فوائد قیود، و بسط قسمت و مثال و وجہ انتزاع آن قاعدہ بیان آن بوجہے کہ غیر مستدرک و جامع و مانع باشد۔

ہشتم ——— کشف وجہ حصر در تقسیمات، یعنی بحسب استقراء یا بدلیلے عقلی بیان کند، کہ مطلوب در اقسام مذکورہ محصور است، وہمچنیں وجہ تقدیم وتاخیر در فصول وقواعد بیان نماید۔

نہم ——— تفریق مُلتَبِسَین، یعنی دو قسم باہم در بادی نظر مشتبہ می شود، یا دو مذہب مخالف در نظر مشتبہ می شود، بوجہ روشن درمیان آنہا تفریق کند۔

دہم ——— تطبیق مختلفین، اگر در عبارت مصنف در دو جا اختلاف وارد شود، حل آن اختلاف نماید، خواہ اختلاف در ہر دو بدلالت مطابقی باشد، یا یکے مطابقی، و دیگر تضمنی، و یا التزامی۔

یازدہم ——— دفع شبہات ظاہر الورود، مثلاً آنچہ در تعریفات ممنوع است مثل اشتراک، وتعریف الشئ بالاخفی، وعدم جمع ومنع۔ یا آنچہ در دلائل منع است مانند جزئیۂ کبریٰ، یا مخالف مصنف کلام آورد در بادی رائے شاگردان بنظر می آید۔ یا مناظرۂ او بر قاعدہ مناظرہ نشست نمی خورد۔ عنایت نمودہ دفع آں نماید۔

دوازدہم ——— بیان حوالہ جانبے کہ حوالہ کردہ باشد، و بیان وجہ نظر جائیکہ گفتہ است، وفیہ نظر، و بیان مقدر جائیکہ بآن اشارہ نمودہ باشد۔

سیزدہم ——— ترجمۂ عبارت کتاب بلغت شاگردان اگر لغت ایشان مخالف کتاب باشد۔

چہاردہم ——— تنقیح توجیہات وتعیین اصوب آنہا۔ یعنی اگر درین امور دوگانہ رائے مدرسین و شراح مختلف شود، جمعے بوجہے شرح غریب کنند، وجمعے بوجہے دیگر، ونزاعے درمیان توجیہات بہم آید، تنقیح آن توجیہات وتعیین بہترین آنہا نماید، و ہم دریں قیاس باید ضبط مشکل وحل مشکل وغیر آن را۔

پانزدہم ـــــــ سہولت تقریر یعنی این صناع دوازدہ گانہ ادا نماید بعبارت واضحہ موجزہ، قریبہ بذہن، سہل التناول۔

واز انجملہ است مزج، یعنی عبارت مصنف را با عبارت خود بوجہے مخلوط سازد کہ مجموع متسق باشد۔

چون این پانزدہ صنعت را احقاق نماید کامل شد در تدریس و در شرح کتب واستاد مشفق را باید کہ شاگردان خود را:

اوّلاً ـــــــ برین بطریق اجمال مطلع سازد۔

وثانیاً ـــــــ آنکہ چون در شروح برین امور گذرد متنبہ سازد کہ آنجا غرض شارح فلان است، وانیجا فلاں امر۔

وثالثاً ـــــــ بفرماید کہ در مطالعۂ کتاب این امور پیش نظر خود سازد، و درہمیں میدانہا فکر خود را جولان دہد۔

رابعًا ـــــــ مطالعۂ شاگرد را برمطالعۂ خود عرض کند آنچہ غلط است بر آن متنبہ سازد بوجہے کہ آن غلط ذہن او را روشن شود و بطریق احتیاط از مثل۔ این غلط نیز متنبہ گرداند۔

خامسًا ـــــــ بہ تحریر شرح و حاشیۂ کتابے فرماید و علیت او را امتحان نماید، تا حق تربیت را بکمال رسانیدہ باشد۔

باید دانست ـــــــ کہ این دانشمندی در کتب معقول و منقول، و علوم برہانیہ و خطابیہ، ہم جاری است، و در کتب منقول احتیاج بتحقیق عبارت بیشتر می افتد۔ و در کتب معقول احتیاج بتحقیق مسئلہ، و در علوم برہانیہ احتیاج بارجاع مقدمات بدیہیہ بواسطہ یا بوسائط کثیرہ، و بطریق برہان می باید کرد، و در علوم خطابیہ بطریق ظن می باید نمود۔

این است تقریر فن دانشمندی از اساتذۂ خود بسند مذکور کسب نمودہ ام۔

تمت

حضرت مولانا شاہ رفیع الدینؒ کی بہترین تصانیف

جو پہلی دفعہ طبع ہو کر اہل علم کیلئے نور بصیرت کے ازدیاد کا موجب ہوئی ہیں

۱۔ مجموعہ رسائل محشی (فارسی) ۲/۰۰ روپے

۲۔ تفسیر آیۃ النور مع مقدمہ (عربی) ۱/۲۵ "

۳۔ اسرار المحبۃ مع قصائد شاہ رفیع الدینؒ (عربی) ۲/۵۰ "

امام ولی اللہ دہلویؒ کی

معرکۃ الآراء

کتاب

الطاف القدس فی معرفۃ لطائف النفس

(فارسی مع ترجمہ اردو)

علم سلوک و تصوف و حقائق و معارف کے جاننے کے لئے کلید
کا حکم رکھتی ہے اور خاص طور پر فلسفہ ولی اللہی اور حکمت ربانی
کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ ہے عام اہل علم بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

قیمت ۔۔۔ ۳.۵۵ روپے

ناشر ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ (مغربی پاکستان)